

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَالسَّلَامُ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى وَمَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى

پیش لفظ !

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے اس بے بضاعت کو اس کتاب حیات القلوب جلد دوم مؤلفہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے اردو ترجمہ کی توفیق عطا فرمائی اور اس دینی خدمت کی تکمیل کا شرف بخشا جو جلد اول کتاب ہذا کے ترجمہ سے فارغ ہونے کے بعد تھوڑا تھوڑا کر کے مکمل ہو گیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اس جلیل القدر اور کثیر الضوائد کتاب میں جناب سرور کائنات فخر آدم و بنی آدم باعش خلقت عالم پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مقدسہ کے تمام و کمال حالات درج ہیں۔ ابتدائے خلقت نور اور آپ کی ولادت باسعادت سے وفات حسرت آیات تک کے واقعات نہایت شرح و بسط کے ساتھ جمع کیے گئے ہیں۔ یعنی آپ کے اور آپ کے اہلبیت علیہم السلام کے نور کی خلقت، آپ کا نسب، آپ کے آباء و اجداد میں جناب ہاشم سے جناب ابوطالب تک کے حالات اور ان حضرات کی زندگی کے اہم واقعات، آنحضرت کے متعلق پیشین گوئیاں، آپ کی ولادت، رضاعت، جناب ابوطالب کی آپ سے محبت اور جان سپارنے حمایت، آنحضرت کے اخلاق حسنا اور خصائل حمیدہ، حضرت کے معجزات بالتفصیل یعنی جمادات و نباتات و حیوانات و اجرام و سماوی وغیرہ وغیرہ سے متعلق معجزات، غزوات، معراج اور مباهلہ کے مکمل حالات، اصحاب اور ائمتہ کے فضائل، آپ کی تبلیغ، اسلام کی خوبیاں، آپ کے خاص خاص اصحاب یعنی جناب سلمان و ابوذر و مقداد و عمار و غیرہم رضوان اللہ علیہم کے حالات، ان حضرات کی دینداری اور حمایت اہل بیت، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی رویت و نہایت تشریح و تفصیل کے ساتھ مسطور و مرقوم ہیں۔

یہ کتاب صحیح اسلامی تعلیم و تبلیغ کا دفتر ہے جو نہ صرف عام مومنین کی دینی معلومات کی ضامن ہے بلکہ ان کی تہذیب و اخلاق، عادات و اطوار اور اعمال و کردار کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی ذمہ دار ہے بشرطیکہ خلوص سے عمل کیا جائے۔ یہ کتاب عام واعظین کے لیے خصوصاً صرف اردو دان ذاکرین کے لیے ایک انمول تحفہ اور معلومات کا بیش بہا خزانہ ہے۔

مجھے اپنی بے بضاعتی اور علمی سرمایہ کی کمی کا اعتراف ہے۔ میں نے احادیث کا صرف لفظی ترجمہ کر دینے پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ اپنی اردو زبان میں محاورات کے مطابق مفہوم ادا کرنے کی

حیات القلوب

جلد 2

11/11

Page 860 to 1032

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	آنحضرت کے عاملوں کے نام	۹۰۷
	آنحضرت کے قاصدوں کے نام	۹۰۷
	آنحضرت کے مداح شعرا کے نام	۹۰۷
	زوجہ عثمان بن مظعون کا حضرت سے اپنے شوہر کی بے اتفاقی کی شکایت کرنا	۹۰۷
	حضرت کی حقیقی چھوٹی زاد بہن کا نکاح مقدار سے	۹۰۸
	خاندانی محبت کے سبب ابولہب کا حضرت کی حمایت میں قریش سے جنگ کے لئے نکلنا	۹۰۸
	مطیع والدین لڑکی کی رسول خدا کے نزدیک عزت و شرف	۹۰۹
	آنحضرت کے دو مؤذن	۹۰۹
	آنحضرت کے ساتھ سب سے پہلے نماز پڑھنے والے مومنین	۹۰۹
	جناب امیر، حمزہ، جعفر اور حسین علیہم السلام کے فضائل	۹۱۰
	مومنین سے خدا کی مراد حمزہ، جعفر و علی علیہم السلام	۹۱۰
	جناب حمزہ کی مدح	۹۱۰
	بعثت سے پہلے ایک دوست کی حاجت برآری	۹۱۱
۵۷	ستاروں والی باب - ہماجرین و انصار صحابہ و تابعین کی فضیلت اور ان کے بعض عجول حالات	۹۱۳
	آنحضرت کے مومن صحابہ بارہ ہزار تھے۔	۹۱۳
	مومن صحابہ کے احترام کی تاکید	۹۱۳
	آنحضرت کے زمانہ کے ایک گروہ کی مدح	۹۱۴
	صاحب ایمان کے لئے طوبی خواہ حضرت کی زیارت سے مشرف نہ ہوا ہو	۹۱۴
	آنحضرت کے بعد کے مسلمان بہتر ہیں	۹۱۴
	ایمان کے درجے اور فضیلت کا معیار	۹۱۵
۵۸	اٹھاروں والی باب - بعض اکابر صحابہ کے فضائل کا تذکرہ	۹۱۷
	حضرت عمار کی مدح	۹۱۸
	آنحضرت کو چار اشخاص سے محبت کا خدا کا حکم	۹۱۸
	آیہ مودت کے نزول پر حضرت کا اصحاب سے اپنی تبلیغ رسالت کا اجر طلب کرنا	۹۱۸
	حضرت عمار و مقدار وغیرہ کی مدح	۹۱۹
	جناب عمار کا اپنے حق ہونے پر یقین اور بہشت کا پانچ اشخاص کے لئے مشتاق ہونا	۹۱۹
	سابقہ ایمان یا پانچ اشخاص ہیں	۹۱۹

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	جناب ابراہیم کے غم میں محزون ہونے پر عائشہؓ کا ماریہ قبطیہ کو جرجہ قطعی سے مہتم کرنا اور آنحضرت کا جناب امیرؓ کو جرجہ کے قتل پر مامور فرمانا اور جرجہ کے خواجہ سرا ہونے کا انکشاف	۸۷۸
۵۲	باونواں باب - آنحضرت کی بیویوں کی تعداد اور ان کے مختصر حالات	۸۷۹
	اسماء بنت نعمان سے عائشہؓ و حفصہؓ کا فریب اور اس کا آنحضرت سے بے نادمہ مانگنا	۸۸۲
	ایک انصاری عورت کا آنحضرت کو اپنا نفس بخشنے کا اظہار کرنا اور حفصہؓ کا اس کو ملامت کرنا	۸۸۴
	علیؓ کی نشانی ہدایت کا علم اور خدا کی شمشیریں	۸۸۶
	جناب عائشہؓ کا جناب صفیہؓ کو زبان سے آزار پہنچانا اور نزول آیت	۸۸۷
۵۳	تیرہواں باب - جناب زینبؓ سے تزویج کا تذکرہ اور زید بن حارثہ کے بعض حالات	۸۹۱
۵۴	چولواں باب - جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حالات	۸۹۲
	جناب امیرؓ کو آنحضرت کا حکم کہ میرے بعد مظالم پر صبر کرنا اور آپ کی مدح	۸۹۴
	تأییدت علی قرآن کے ساتھ اور قرآن علی کے ساتھ	۸۹۴
	آل محمد کا حق مسلمانوں پر قیامت تک واجب ہے۔	۸۹۵
	جناب رسول خدا کا حضرت علیؓ سے وصیت نامہ لکھوا کر ام سلمہؓ کے سپرد فرمانا اور تاکید کہ میرے بعد کچھ نشانیاں بنا کر جو شخص تم سے یہ نامہ طلب کرے اس کو دے دینا	۸۹۵
۵۵	پچھپنواں باب - حضرت عائشہؓ و حفصہؓ کے حالات	۸۹۷
	آنحضرت کے آزار پر عائشہؓ اور حفصہؓ کا اتفاق	۸۹۷
	آنحضرت کا حفصہؓ سے راز بیان کرنا اور ان کا افشا کرنا اور مذمت میں نزول آیت	۸۹۸
	آنحضرت کا وہ راز جو آپؐ نے حفصہؓ سے بیان فرمایا تھا	۸۹۹
	ابو ہریرہؓ و انس بن مالک اور عائشہؓ نے آنحضرت کی طرف بہت غلط حدیثیں منسوب کی ہیں	۹۰۱
	حق علیؓ کے ساتھ ہے اور ہمیشہ ان کے ساتھ چھپتا ہے	۹۰۲
	علیؓ سے حسد پر عائشہؓ کو آنحضرت کی ملامت	۹۰۲
	عورتوں کو پردہ کی تاکید	۹۰۲
۵۶	چھپنواں باب - آنحضرت کے اکثر عہدوں، ملازموں اور غلاموں کے حالات	۹۰۳
	جناب رسول خدا کا حضرت ابولہب سے محبت کرنا اور ان کی خدمت میں باعتراف	۹۰۳
	آنحضرت کے خطوط اور وحی لکھنے والوں کے نام	۹۰۴
	معاذیہ کو آنحضرت کا کاتب ہونے کا شرف بھی حاصل نہ ہوا	۹۰۴
	حضرت کی حفاظت کرنے والوں کے نام	۹۰۴

باب نمبر	مضمون	صفحہ
۹۱۹	وہ اصحاب جنہوں نے پیغمبر کے بعد دین میں کوئی تغیر نہیں کیا	۹۱۹
۹۲۰	سات اشخاص کے لیے زمین پیدائی گئی	۹۲۰
۹۲۰	عمارؓ کا آخری وقت تک حق پر ہونا	۹۲۰
۹۲۲	حضرت ابوذرؓ، سلمانؓ، عمارؓ اور خود امیر المؤمنینؓ کے فضائل	۹۲۲
۹۲۲	امیر المؤمنینؓ کے شیعہ کون لوگ ہیں	۹۲۲
۹۲۲	جناب امیرؓ کا رضائے الہی میں اپنے کو فنا کرنے کا اظہار	۹۲۲
۹۲۳	آنحضرتؐ کا ارشاد کہ بہشت چار شخصوں کی مشاق ہے	۹۲۳
۹۲۴	جناب عمارؓ کے ذمہ ایک یہودی کا قرض اور ان کے لیے پتھر کا سونا بنانا۔ جناب رسولؐ خدا کی زبانی عمارؓ کی مدح	۹۲۴
۹۲۵	چند یہودیوں کا جناب عمارؓ سے مناظرہ اور ان کا دعویٰ کہ اگر رسولؐ اللہ حکم دیں تو میں آسمان کو زمین پر گردا دوں اور زمین کو آسمان پر لے جاؤں	۹۲۵
۹۲۷	بلالؓ کو جناب ابوبکرؓ کا خرید کر آزاد کرنا اور ان کا جناب امیرؓ کی تعظیم و تکریم زیادہ کرنا	۹۲۷
۹۲۸	صہیبؓ کا ایمان افروز اعتقاد	۹۲۸
۹۲۸	جناب بنی الارث کا حال	۹۲۸
۹۲۹	جناب عمارؓ کے والدین کی مدح	۹۲۹
۹۲۹	حضرت عمارؓ کی فضیلت	۹۲۹
۹۲۹	علم دین سیکھنے کی فضیلت اور ثواب	۹۲۹
۹۲۹	سلمانؓ و ابوذرؓ کا مثل موالیان اہلبیتؑ میں ممکن نہیں	۹۲۹
۹۳۰	ایمان کے درجے اور ان کی مقدار، ابوذرؓ اور سلمانؓ میں تقسیم	۹۳۰
۹۳۰	سلمانؓ و ابوذرؓ و مقدادؓ وغیرہ جو ابنی محمدؐ و علیؑ ہیں	۹۳۰
۹۳۰	حضرت عمارؓ کا شوق شہادت	۹۳۰
۹۳۰	حضرت عمارؓ کی مدح	۹۳۰
۹۳۰	حضرت علیؑ و سلمانؓ و ابوذرؓ و مقدادؓ و عمارؓ کی مدح میں نزول آیت	۹۳۰
۹۳۱	علیؑ و فاطمہؓ و حسنؓ و حسینؓ علیہم السلام کی مدح اور ان کے وسیلے سے نماز کا مقبول ہونا	۹۳۱
۹۳۱	سات اشخاص جو بعد رسالتؐ گمراہ نہیں ہوئے	۹۳۱
۹۳۳	دُعائے نور اور اس کی تاثیر	۹۳۳
۹۳۳	انٹھواں باب۔ جناب سلمانؓ فارسی کے اخلاق و خصائل پر تنبیہ؛ فضائل اور تمام حالات	۹۳۳

باب نمبر	مضمون	صفحہ
۹۳۴	سلمانؓ پر ان کے والدین کے مظالم	۹۳۴
۹۳۴	جناب سلمانؓ کا تین راہبوں کے پاس قیام اور آخری راہب کی ہدایت سے مکہ معظمہ آنحضرتؐ کی تلاش میں آنا	۹۳۴
۹۳۴	جناب سلمانؓ کو آنحضرتؐ کا چار سو درخت خرما کے عوض خرید کر آزاد کرنا	۹۳۴
۹۳۸	خلیفہ دوم کے زمانہ میں جناب سلمانؓ کا حاکم مدائن ہونا، خلیفہ کا عتاب آمیز خط اور اس کا جواب	۹۳۸
۹۴۰	جناب سلمانؓ کے ابتدائی حالات	۹۴۰
۹۴۲	جناب سلمانؓ کی خلیفہ اولؓ کو نصیحت	۹۴۲
۹۴۲	جناب سلمانؓ کا علم	۹۴۲
۹۴۵	جناب سلمانؓ کی کرامت۔ مسیح بنوی میں لوگوں کا اپنے نسب پر فخر کرتا اور جناب سلمانؓ پر طعن کرتا	۹۴۵
۹۴۶	قرض دینے کا ثواب۔ جناب سلمانؓ کا لوگوں کو قرآن مجید پڑھانے کی وجہ بیان کرنا	۹۴۶
۹۴۷	جناب سلمانؓ کا یہودیوں سے آنحضرتؐ اور اہلبیتؑ کے فضائل بیان کرنا اور ان کا سلمانؓ کو تازیانہ سے مارنا	۹۴۷
۹۴۹	جناب رسولؐ خدا کا حضرت سلمانؓ کی نگاہوں کے سامنے ہو کر یہودیوں کے لیے بددعا کا حکم فرمانا	۹۴۹
۹۵۱	جناب سلمانؓ کا زہد اور آپ کے لیے ایک شخص کا مکان بنانا	۹۵۱
۹۵۲	جناب سلمانؓ سے فرشتہ کا باتیں کرنا	۹۵۲
۹۵۳	جناب سلمانؓ کا دعویٰ کہ تمام سال روزہ رکھتا ہوں تمام رات عبادت میں بسر کرتا ہوں اور ہر روز ایک قرآن ختم کرتا ہوں۔ حضرت عمرؓ کا اعتراض اور ان کا جواب	۹۵۳
۹۵۴	جناب سلمانؓ کا حضرت ابوذرؓ کی دعوت کرنا	۹۵۴
۹۵۴	حضرت سلمانؓ جناب عثمانؓ سے بہتر ہیں	۹۵۴
۹۵۴	محبت علیؑ کے سبب بہشت میں جناب سلمانؓ کا بلند درجہ۔ بہشت سلمانؓ کی عاشق ہے	۹۵۴
۹۵۴	سلمانؓ و ابوذرؓ کے درمیان مباحثات	۹۵۴
۹۵۵	حضرت سلمانؓ کی مدح	۹۵۵
۹۵۷	جناب سلمانؓ کی وفات کے وقت ان سے مردہ کا ہمکلام ہونا	۹۵۷
۹۵۸	ملک الموت کا آنا اور مرنے والے سے گفتگو	۹۵۸
۹۵۸	کرنا کا تین کامرتے وقت تمام زندگی کے نیک و بد اعمال دکھانا	۹۵۸
۹۵۹	میت کو غسل دینے والوں سے اس کی روح کی فہمائش	۹۵۹

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله والصلاة على عباده الذين اصطفى محمد وآله خيرة الودى۔ اما بعد
احقر عبد الله محمد باقر ابن محمد تقى عفى الله عن جرائمهما کی تالیف سے تاریخ ولادت و وفات و محجرات و غزوات
اور تمام احوال شریفہ حضرت خاتم النبیین و اشرف المرسلین و سید المتقین محمد ابن عبد الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم
حبیب الہ العالمین اور آپ کے آبائے طاہرین اور اصحاب متدینین کے حالات میں "محات القلوب"
کی یہ دوسری کتاب ہے اور اس کے چند ابواب ہیں۔

باب اول

حضرت سرورِ انبیاء کا نسب مبارک اور آنحضرتؐ کے آباء و اجداد کے حالات

پہلی فصل | آنحضرتؐ کے نسب کا تذکرہ۔

آنحضرتؐ کا مشہور شجرہ نسب یہ ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبد اللہ وہ عبد المطلب کے بیٹے وہ ہاشم کے
عبد مناف کے دُہ قصبی کے وہ کلاب کے وہ مرہ کے وہ لوی کے وہ غالب کے وہ فہر کے وہ مالک کے وہ نضیر
کے وہ کنانہ کے وہ خزیمہ کے وہ بدر کہ کے وہ الیاس کے وہ مضر کے وہ نزار کے وہ معد کے وہ عدنان کے
ہو کے وہ اور کے وہ الیسع کے وہ الہمیسع کے وہ سلامان کے وہ البنت کے وہ حمل کے وہ قیدار کے وہ
اسعیل کے وہ ابراہیم علیہ السلام کے وہ تارخ کے وہ ثور کے وہ شریح کے وہ ارغو کے وہ غالب کے وہ عابر کے وہ
لغ کے وہ ارفخشہ کے وہ سام کے وہ نوح کے وہ ملک کے وہ متوشلح کے وہ اخنوخ کے وہ الیازر کے وہ ہلیل
وہ ینان کے وہ اوش کے وہ شیت کے اور وہ حضرت آدم علیہ السلام کے فرزند ہیں حضرت اُم سلمہ
روایت کے مطابق عدنان او کے بیٹے وہ زید کے وہ الرئی کے وہ اعراق الثراء کے بیٹے تھے۔ اُم سلمہ
قہنی تھیں کہ زید ہی ہمیسع ہیں اور ثری بنت۔ اور اعراق الثری اسماعیلؑ ہیں۔ اور ابن بابویہ کی روایت کہ مطابق
عدنان او کے وہ اود کے وہ زید کے وہ یقذر کے وہ ہمیسع کے وہ بنت کے وہ قیدار بن اسمعیلؑ کے بیٹے
ہیں۔ اور ابن عباسؓ کی روایت کے مطابق یہ ہے کہ عدنان بن اوبن اور بن الیسع بن الہمیسع بن بحشم
منجر بن سابر بن الہمیسع بن بنت بن قیدار بن اسمعیلؑ بن ابراہیم بن تارخ بن شریح بن ارغو بن عابر
بن لغ بن متوشلح بن سام بن نوح بن ملک بن اخنوخ بن ہلیل بن یازر۔ اور ایک روایت کے مطابق

صفحہ	مضمون	باب نمبر
۱۰۰۸	آنحضرتؐ کا جناب فاطمہؑ و اہلبیتؑ کو تمام مومنین کے سر پر دفرمانا	✓
۱۰۰۹	جناب سیدہؑ سے آخر وقت آنحضرتؐ کا بطور راز کچھ فرمایا جس سے معصومہ کا خوش و مسرور ہونا	۴۴
۱۰۰۹	چوتھو مسئلہ باب - آنحضرتؐ کی وفات اور آپؐ کی تجہیز و تکفین وغیرہ	
۱۰۱۰	تحقیق تاریخ وفات آنحضرتؐ جناب عبداللہؑ جناب عبدالملکؑ جناب خدیجہؑ و حضرت ابوطالبؑ علیہم السلام	
۱۰۱۰	آنحضرتؐ کی زبانی ابوسفیانؑ کی مذمت	
۱۰۱۱	کافور جنت میں آنحضرتؐ کے ساتھ علیؑ و فاطمہؑ کی شرکت	
۱۰۱۱	آخری وقت آنحضرتؐ کا سر آغوش جناب امیرؑ میں	
۱۰۱۱	جنگ جمل کی پیشین گوئی	
۱۰۱۲	بعد غسل و کفن آنحضرتؐ سے جناب امیرؑ کا سوال کہ اور حضرتؐ کا انوکھا میت بننے کے واقعات سے آگاہ کرنا	
۱۰۱۲	صحابہ کے سامنے حضرتؐ کا آخری خطبہ اور ارشاد کہ اگر مجھ سے کسی پر ظلم ہو گیا ہو تو وہ اسی پیام	
۱۰۱۳	میں قصاص لے لے اور اسود بن قیسؑ کا اپنا قصاص طلب کرنا	
۱۰۱۵	آنحضرتؐ کی وفات کے وقت اہلبیتؑ رسالت کا اضطراب	
۱۰۱۷	آنحضرتؐ کی وفات پر جناب امیرؑ کی حالت زار اور آپؐ کا صبر و شکر	
۱۰۱۸	ملک الموت کا جناب فاطمہؑ سے گھر میں آنے کی اجازت طلب کرنا	
۱۰۱۸	آخری وقت ملک الموت سے آنحضرتؐ کی گفتگو	
۱۰۲۱	غسل دینے کے بعد جناب امیرؑ کا آنحضرتؐ کی لاش سے اپنا درد و غم بیان کرنا	
۱۰۲۱	جناب رسولؐ خدا اور ائمہ اہل ہار کی تجہیز و تکفین میں فرشتوں کا تازل ہو کر مدد کرنا	
۱۰۲۲	آنحضرتؐ پر صحابہ کا نماز پڑھنا	
۱۰۲۳	آخری وقت آنحضرتؐ کا جناب سیدہؑ کو دلا سادینا	
۱۰۲۵	بعد وفات آنحضرتؐ اہلبیتؑ کی سقیم حالت پر خدا کی جانب سے تسلی و شفقت	
۱۰۲۶	آنحضرتؐ کو آخری وقت زہر دیا جانا جس سے آپؐ کی شہادت واقع ہوئی	
۱۰۲۶	خلفائے ثلاثہ کی جناب رسولؐ خدا کے جنازہ سے غیر حاضری	
۱۰۲۷	غسل میت کا جواز	
۱۰۲۸	مصنف فاطمہؑ اور اس کی حقیقت	✓
۱۰۲۹	پنیسٹھ سوال باب - وہ حالات جو آنحضرتؐ کے دفن کے بعد مندرجہ مقدس کفر و بدعت ظاہر ہوئے۔	۴۵
۱۰۲۹	معاویہؑ کا آنحضرتؐ کا منہ توڑ کر اور سر تو منبر بنانا جس سے آفتاب کو بہن لگ گیا اور زلزلہ آیا	
۱۰۳۰	جناب امیرؑ کا ابو بکرؓ کو آنحضرتؐ کو بعد وفات دکھانا اور حضرتؐ کا ان کو علیؑ کی اطاعت کا حکم دینا	
۱۰۳۰	لوگوں کا جناب امیرؑ کو ابو بکرؓ کی بیعت پر مجبور کرنا اور ان حضرتؐ کا جناب رسولؐ خدا سے نفرت کرنا	
۱۰۳۱	آنحضرتؐ کے سامنے امت کے اعمال پیش کش کیے جاتے ہیں۔	

ترپوال باب ۵۳

جناب زینبؓ تزوج کا تذکرہ اور زید بن حارثہ کے بعض حالات

ابن بابویہ وغیرہم نے معتبر سندوں کے ساتھ حضرت امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز کسی کام سے زید بن حارثہ بن شراحیل کلبی کے گھر تشریف لے گئے۔ جب مکان کے اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ زید کی زوجہ زینب غسل کر رہی تھیں۔ حضرت نے فرمایا: **سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَكَ** (پاک ہے وہ خدا جس نے تم کو خلق کیا)، اس ارشاد سے آنحضرتؐ کی عرض یہ تھی کہ وہ خدا کو پاک و منزہ سمجھیں اور اُس کو ان کافروں کے اس قول سے پاک سمجھیں جو یہ کہتے ہیں کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں جیسا کہ خود خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے: **اِنَّا صَفَّيْنَاهُ زَيْنَبًا وَابْنَيْنِ** **وَاَتَّخَذَ مِنْ اٰمِلٰتِكَ اِنَاثًا** **اِنَّكَ تَلْقَوْنَ فَوَکَ عَظِيْمًا** (آیت سورہ بنی اسرائیل ۳۱) کیا خدا نے تم کو لڑکے دے کر بلند کر دیا اور اپنے واسطے فرشتوں کو اپنی بیٹیاں بنایا ہے۔ بیشک یہ بڑی سخت بات ہے؛ تو جب آنحضرتؐ نے اُن کو غسل کی حالت میں مشاہدہ فرمایا تو کہا میں اُس خدا کو منتر سمجھتا ہوں جس نے تم کو پیدا کیا اس سے کہ وہ کوئی فرزند رکھتا ہو جو خود پاک کرنے اور غسل کرنے کا محتاج ہو۔ جب زید اپنے گھر واپس آئے تو زینب نے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد اُن سے بیان کیا کہ رسول اللہ نے ایسی بات کہی اور واپس چلے گئے۔ زید نے سمجھا کہ آنحضرتؐ نے یہ بات اس لیے فرمائی کہ زینب کا حسن اُن کو بھلا معلوم ہوا۔ پھر وہ حضرت کی خدمت میں آئے اور کہا یا رسول اللہ میری زوجہ بدخلق ہے میں اُس کو طلاق دینا چاہتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ اپنی زوجہ کی حفاظت کرو اور خدا سے ڈرو۔ چونکہ خداوند عالم نے آپ کی بیویوں کی تعداد دنیا میں اور آخرت میں اور اُن کے نام آپ کو بذریعہ وحی بتادیئے تھے اور زینب بھی انہی میں تھیں اور یہ بات آنحضرتؐ کے دل میں تھی۔ اور آپ نے زید اور دوسروں پر ظاہر فرمایا تھا اس خوف سے کہ لوگ کہیں گے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے غلام سے کہتے ہیں کہ تمہاری زوجہ اس کے بعد میری زوجہ ہوگی۔ اور دوسری روایت کے مطابق حضرت کو یہ خوف ہوا کہ منافقین کہیں گے جو عورت دوسرے کی زوجہ ہے محمدؐ کہتے ہیں کہ وہ میری بیویوں میں سے ہے اور یوں کی ماں ہے اور آنحضرتؐ پر ہمت لگائیں گے۔ لہذا حق تعالیٰ نے حکم دیا کہ اپنے دل میں وہ بات پوشیدہ رکھیں جس کو خدا ظاہر کرنے والا ہے اور لوگوں کے الزامات سے خوف کرتے رہیں۔ غرض زید بن حارثہ نے زینب کو طلاق دے دی اور عہدۂ کی مدت گزرنے کے بعد خدا نے ان کو پیغمبرؐ سے تزویج فرمایا اور وہ آیتیں نازل فرمائیں۔ چونکہ جاننا تھا کہ حضرت کو منافقین ہمت لگائیں گے اس لیے یہ آیت نازل فرمائی:

رَسُوْلُکَیْمَاہ (آیت ۳۱ سورہ احزاب ۲۲) اسے نبی کی بیویوں میں سے جو بدکاری اور رسوائی کے کام کرے گی زل گھر سے نکلے اور بصرہ جا کر امیر المؤمنین سے جنگ کرنے کے تو اس کے لیے دوسرا عذاب دنیا و آخرت میں ہوگا اور یہ امر خدا کے لیے آسان ہے اور تم میں سے جو خدا در رسولؐ کی فرمانبرداری کرے گی اور نیک اعمال بجالائے گی تو ہم اُس کے عمل کا دوسرا بدلہ دیں گے اور بہتر روزی عطا کریں گے۔

حضرت صادقؑ سے بسند صحیح روایت ہے کہ فاحشہ مہینہ اور رسوا کرنے والا گناہ تلوار کے ساتھ خروج کرنا ہے جو عائشہ سے صادر ہوا۔

لیکن نے بسند ہائے معتبر بسیار امام محمد باقر اور امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ خدا کو اپنے پیغمبرؐ کے بارے میں غیرت آتی کہ بعض بیویوں نے سختی کی کہ محمدؐ مان کرتے ہیں کہ اگر ہم کو طلاق دے دیں گے تو ہم کو اپنی قوم میں کوئی مرد نہ ملے گا جو ہم کو زوجہ بناوے۔ دوسری روایت کے مطابق زینبؓ نے کہا کہ آپ ہمارے درمیان انصاف نہیں کرتے ہیں باوجودیکہ خدا کے رسولؐ ہیں۔ اور حفصہؓ نے کہا اگر وہ ہم کو طلاق دے دیں تو ہم اپنی قوم میں سے انتخاب کر لیں گے کہ وہ ہم کو زوجہ بناوے۔ اور دوسری روایت کے مطابق یہ باتیں زینب نے ہی کہی تھیں۔ جب آیت تجزیر نازل ہوئی حضرت آیتیںؑ رایتیں اپنی تمام بیویوں سے علیحدہ رہے اور ماریہؓ کے بالا خانہ پر قیام فرماتے اور دوسری روایت کے مطابق بیست روز حضرت پر کوئی وحی نازل نہیں ہوئی۔ بعد اس کے آیت تجزیر نازل ہوئی تو حضرت نے بیویوں کو طلب فرمایا اور ان کو اختیار دے دیا۔ انہوں نے آنحضرتؐ کو اختیار کیا۔ اگر دنیا اختیار کرتیں تو حضرت پر حرام ہو جاتیں جس کا مطلب طلاق بائن تھا۔ اور دوسری روایت کے مطابق اگر وہ دنیا اختیار کرتیں تو آنحضرتؐ اُن کو طلاق دے دیتے پھر ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ حضرت کو اختیار کرتیں اور اُن کی جانب پھر حضرت رخصت فرماتے۔ اور دوسری روایت کے مطابق جب زینب بنت جحش کی باری آئی وہ دوڑ کر حضرت کے پاس آئیں اور حضرت کے ہاتھ چومے اور کہا میں نے خدا و رسولؐ کو اختیار کیا۔

بہت سی معتبر حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ یہ حکم مخصوص حضرت کے لیے تھا۔ دوسروں کے لیے نہیں ہے کہ وہ اپنی عورتوں کو ایسا اختیار دیں۔

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ فقہائے امامیر رضوان اللہ علیہم کے درمیان مشہور یہ ہے کہ عورت کا اپنے اختیار سے مرد سے جدائی و علیحدگی اختیار کرنا صرف آنحضرتؐ سے مخصوص تھا لیکن بعض کا قول ہے کہ یہ حکم دوسروں کے لیے بھی نافذ ہے لیکن اس کے واقع کرنے میں اختلاف ہے کہ آیا طلاق بائن سے وقوع ہو سکتا ہے یا طلاق رجعی سے۔ اور زیادہ واضح تو یہ ہے کہ یہ حکم آنحضرتؐ سے مخصوص تھا۔ لہذا اس کے فروع میں خود فکر کرنا اور کچھ کہنا بیکار ہے۔ خدا صواب سے زیادہ آگاہ ہے۔

بیہوشی و نواں باب
جناب اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات

کہ ماکان علی النبی من حرج فمما فزع الله له طستہ اللہ فی الذین خلعوا من قبل ط
 ذکان امر اللہ قدراً مقدرًا (آیت ۳۳ سورۃ الاحزاب پ) ، یعنی پیغمبر کے لیے نہ کوئی
 گناہ نہ کوئی حرج تھا اس امر میں جس کو خدا نے ان کے واسطے جائز کیا واجب قرار دیا ہے مثل اس کے جو
 گزشتہ پیغمبروں کے لیے خدا نے قرار دیا تھا کہ ان میں سے بعض کے لیے لذتیں مباح کہ دی تھیں یا یہ کہ
 انہوں نے بہت سی عورتوں سے نکاح کیا تھا۔ خدا کا حکم ایک اندازہ کے مطابق مقرر ہوا تھا۔ جناب امام
 رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ خداوند عالم اپنی مخلوق میں سے کسی کی تزویج کا مستولی نہیں ہوا اسوے تو آدم
 اور ذینب و جناب رسول خدا کے۔ کیونکہ ذذینباً لہما فرمایا ہے یعنی ہم نے ان عورتوں کو تزویج کیا،
 اور جناب فاطمہ صلوات اللہ علیہا کی تزویج حضرت علیؑ کے ساتھ فرمائی۔

شیخ بطری نے روایت کی ہے کہ چونکہ زینب دختر جمش جن کی والدہ امیمہ دختر عبدالمطلب تھیں اور آنحضرت نے ان کی خواستگاری زید کے لئے فرمائی تھی تو زینب نے بہت انکار کیا اور کہا میں آپ کی چھو بھی کی لڑکی ہوں اور ہرگز راضی نہ ہوں گی کہ زید کی زوجہ بنوں۔ اور زینب کے بھائی عبدالمطلب جمش نے بھی یہی کہا تھا اُس پر آیت وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُمْسِكَةٍ تَزُولَ ہوتی تو زینب نے کہا میں راضی ہوتی اور میں نے اپنا اختیار آنحضرت کو دے دیا۔ حضرت نے اُن کا نکاح زید سے کر دیا اور سونے کا سکہ دینار اور چاندی کا سکہ ساٹھ درم اُن کے مہر کے لئے بھیجا اور مقنعہ اور ایک چادر اور ایک کمرہ اور ایک پاجامہ پچاس شیر کھانا اور تین منٹھار (۱۲۰ سیر) خرما بھی بھیجا۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود رتبہ سے نکاح کیا چونکہ ان کو بہت عزیز رکھتے تھے لہذا ولیمہ کی دعوت کی اور اصحاب کو طلب فرمایا۔ اور اصحاب جب کھانا کھا چکے تو بیٹھے ہوئے حضرت سے گفتگو میں مشغول رہنا چاہتے تھے اور حضرت چاہتے تھے کہ رتبہ سے خلوت فرمائیں اس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا بَيُوتِ الشَّيْءِ إِلَّا أَنْ تَبُذُّوا كَلَّكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرٍ نَاظِرِينَ إِلَيْهِ وَلَا تَكُونُوا إِذَا دُعِيتُمْ فَأَخَذُوا قَدْ خَلَا أَفْئِدَتُهُمْ بِمَا يَكُونُونَ أُولَٰئِكَ أُلْهِتْ عَنْهُمْ آلِهَتُهُمْ مِنَ الْمَرْغُوبَاتِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاغِبُونَ (سورۃ النور ۲۴/۲۳) اے ایمان والو پیغمبر کے گھر میں مت داخل ہو کہ جب تم کو کھانے کے لیے بلایا جائے۔ مگر بیٹھ کر انتظار مت کیا کرو لیکن بلائے جاؤ تو آؤ اور جب کھانا کھا چکو تو منتشر ہو جاؤ۔ رہا بیٹھ کر کھانے کے لیے مت بیٹھے رہا کرو کیونکہ اس سے پیغمبر کو اذیت ہوتی ہے اور وہ اس کے اظہار میں حیا کرتے ہیں اور خدا حتی بات کہنے میں نہیں شرمانا۔ اور جب پیغمبر کی بیویوں سے کچھ مانگا ہو تو پردہ کے پیچھے سے مانگو یہ بات تمہارے اور پیغمبر کی بیویوں کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے۔ اور تم کو لازم نہیں کہ

لیکن جب تم آئی تھیں میری داہنی جانب جبریلؑ اور بائیں طرف علیؑ تھے اور جبریلؑ مجھے اُن واقعات سے آگاہ کر رہے تھے جو میرے بعد ہونے والے ہیں اور مجھے تاکید کر رہے تھے کہ علیؑ کو اُن امور کے بارے میں وصیت کر دوں کہ اُن فتنوں میں ان کو کیا کرنا چاہیے۔ اسے اُم سلمہؓ سنو اور گواہ رہنا کہ علیؑ بن ابی طالبؓ دنیا میں میرے وزیر ہیں اور آخرت میں میرے وزیر ہیں۔ اسے اُم سلمہؓ سنو اور گواہ رہو کہ علیؑ بن ابی طالبؓ دنیا میں میرے علمدار اور قیامت میں میرے علمدار ہیں۔ اسے اُم سلمہؓ سنو اور گواہ رہو کہ علیؑ بن ابی طالبؓ میرے بعد میرے وصی اور جانشین ہیں اور میرے وعدوں کے پورا کرنے والے ہیں اور حوض کوثر سے اپنے دشمنوں کو بہکانے والے ہیں۔ اسے اُم سلمہؓ سنو اور گواہ رہو کہ علیؑ بن ابی طالبؓ مسلمانوں کے سردار اور بزرگ ہیں اور متقین کے برگزیدہ اور پیشوا ہیں اور مومنین کو بہشت میں لے جانے والے ہیں اور ناکثین و فاسقین اور مارقین کے قتل کرنے والے ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ ناکثین کون ہیں؟ فرمایا وہ لوگ ہیں جو علیؑ سے مدینہ میں بیعت کریں گے اور بصرہ میں اُس بیعت کو توڑیں گے میں نے پوچھا فاسقین کون لوگ ہیں؟ فرمایا معاویہ اور شام کے وہ باشندے جو اُس کی اطاعت کریں گے میں نے پوچھا مارقین کون ہیں؟ فرمایا نہروان کے خوارج ہیں۔ جب جناب اُم سلمہؓ نے یہ حدیث اپنے غلام سے بیان فرمایا تو اُس نے کہا آپ نے مجھے نجات دلائی اور میرے دل کی گرہ کھول دی۔ خدا آپ کو کائنات بخشے بخشنے خدا کی قسم اب آئندہ ہرگز علیؑ کے بارے میں نامناسب بات نہ کہوں گا۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر ابودرز کے غلام ثابت سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں جنگ جمل میں امیر المومنین کے لشکر کے ساتھ تھا۔ جب میں نے عائشہ کو مخالفین کی صفوں کے آگے دیکھا میرے دل میں شک پیدا ہوا جس طرح کہ اور لوگ اُن کے سبب سے شک میں مبتلا تھے۔ جب دوپہر دھلی تو خدا نے میرے دل سے وہ شک زائل کر دیا اور میں امیر المومنین کے لشکر کے ساتھ مخالفین سے جنگ میں مشغول ہوا۔ اُس کے بعد جناب اُم سلمہؓ زوجہ رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا قصہ اُن سے بیان کیا معظرف نے فرمایا کہ تو نے کیا کیا جس وقت کہ لوگوں کے طاہر دل اپنے آشیانوں سے پرواز کر چکے تھے میں نے کہا میرے دل میں بھی شک پیدا ہو گیا تھا اور میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اُس نے اُس شک کے پردہ کو میرے دل سے ہٹا دیا اور امیر المومنینؓ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ اُن کے دشمنوں سے خوب جنگ کی۔ اُم سلمہؓ نے فرمایا بہت اچھا کیا۔ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ علیؑ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے۔ اور یہ آپس سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پہنچیں۔

قرب الاسناد حمیری میں بسند صحیح حضرت صادقؑ سے مروی ہے کہ انصار میں سے ایک عورت تھی جس کا نام حسرت تھا۔ وہ جناب رسول خدا کے بعد ہمیشہ حضرت کے اہلبیت کے پاس آتی تھی ان کو بہت دوست رکھتی تھی ایک روز ابوبکرؓ و عمرؓ نے راستہ میں اُس کو دیکھا۔ پوچھا حسرت کہاں جا رہی ہے؟ اُن کو بہت دکھ تھا کہ اُن کا حق ادا کر دیا اور اپنے عہد کو تازہ کر دوں۔ اُن دونوں نے

جناب امیر المومنین کا حکم کر کے میرے بعد عالم پر مبعوث کرنا اور آپ کی مدد۔

بنا حضرت علیؑ قرآن کے ساتھ اور قرآن علیؑ کے ساتھ۔

کہا مجھ پر دے ہو اب ان کا کوئی حق نہیں۔ وہ تو جناب رسول خدا کے زمانہ میں مخصوص تھا۔ یہ سن کر حسرت واپس چلی گئی۔ چند دنوں کے بعد پھر اہلبیتؑ رسالت کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ جناب ام سلمہؓ نے فرمایا اے حسرت اس مرتبہ بہت دنوں کے بعد آئی ہو، اُس نے کہا کہ فلاں اور فلاں سے راستہ میں ملاقات ہوئی انہوں نے ایسا کہا تھا۔ اُم سلمہؓ نے کہا انہوں نے غلط کہا۔ آل محمدؑ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق مسلمانوں پر قیامت تک واجب ہے۔

بصائر الدرجات میں اُم سلمہؓ کے فرزند عمرؓ بن ابی سلمہؓ سے روایت ہے کہ اُم سلمہؓ نے بیان کیا کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو میرے گھر میں بٹھایا اور گوشت کی ایک کھال طلب فرمائی۔ حضرت بولتے جاتے تھے اور علیؑ لکھتے جاتے تھے یہاں تک کہ وہ تمام چڑا کھجور کھا کر چڑے کو آنحضرتؐ نے میرے سپرد فرمایا اور کہا کہ میرے بعد ایک شخص تمہارے پاس آئے گا اور فلاں فلاں نشانیاں تم سے بیان کرے گا تو اس چڑے کو اُسے دے دینا۔ جب جناب رسول خداؐ دنیا سے تشریف لے گئے اور ابوبکرؓ نے ان کی خلافت عصب کی، میری ماں اُم سلمہؓ نے مجھ سے فرمایا کہ جاؤ مسجد میں کچھو کہ شخص کیا کرتا ہے۔ میں مسجد میں آیا دیکھا کہ ابوبکرؓ منبر پر گئے اور خطبہ پڑھا اور منبر سے اتر کر اپنے گھر چلے گئے۔ میں اپنی والدہ اُم سلمہؓ کے پاس آیا اور جو دیکھا اور سنا تھا بیان کیا۔ وہ خاموش ہو گئیں۔ پھر جب عمرؓ غلیف ہوئے تو اُسی طرح میری والدہ نے پھر مجھ کو مسجد میں بھیجا۔ میں نے واپس جا کر اُن سے بیان کیا کہ عمرؓ نے بھی ابوبکرؓ کی طرح کیا۔ وہ خاموش ہو گئیں۔ پھر جب عثمانؓ خلیفہ ہوئے میری مادر گرامی نے پھر مجھے مثل سابق مسجد میں بھیجا اور میں نے واپس جا کر بیان کیا کہ انہوں نے بھی انہی دونوں حضرات کے مطابق عمل کیا۔ پھر جب امیر المومنینؓ خلیفہ ہوئے میری ماں نے مجھے مسجد میں بھیجا اور فرمایا کہ دیکھو یہ مرد کیا کرتا ہے۔ میں مسجد میں آیا دیکھا کہ حضرت علیؑ نے منبر پر خطبہ پڑھا اور منبر سے اترے تو مجھ کو بلایا اور فرمایا کہ جا کر لینی مادر گرامی سے میرے لیے اجازت طلب کر دو کہ میں بھی آتا ہوں۔ میں اپنی والدہ کی خدمت میں آیا تو امیر المومنینؓ کا پیغام عرض کیا۔ فرمایا خدا کی قسم میں خود اُن کو بلانا چاہتی ہوں۔ پھر امیر المومنینؓ بھی آئے اور فرمایا کہ مجھے وہ تحریر دے دیجیے جو جناب رسول خداؐ نے آپ کو سپرد فرمایا ہے میری ماں اُنھیں اور ایک صندوق کھولا اُس میں سے ایک چھوٹا صندوق نکالا، اُس کو کھول کر وہ پوست گوشت نکالا اور علیؑ کے سپرد کر دیا اور مجھ سے فرمایا اے فرزند ہمیشہ علیؑ کی خدمت میں حاضر رہنا اور جدا نہ ہونا۔ کیونکہ خدا کی قسم پیغمبرؐ کے بعد سوائے اُن کے کوئی اور پیشوا نہیں دیکھتی ہوں۔

کلینی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خداؐ نے ام سلمہؓ کی خواستگاری کی عمر بن ابی سلمہؓ نے جو اُن کے لڑکے تھے ام سلمہؓ کو آنحضرتؐ سے نزدیکی کیا ملائکہ وہ اچھی کہیں تھے بالغ نہ ہوتے تھے۔

کلینی نے بسند صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز ابوبکرؓ و عمرؓ نے جناب ام سلمہؓ کے پاس آئے اور کہا آپ جناب رسول خداؐ سے پہلے دوسرے مرد کی زوجہ تھیں بتائیے کہ رسول اللہؐ اس شخص

کے مقابلہ میں قوت مجامعت میں کیسے ہیں۔ ام سلمہ نے کہا کہ وہ بھی مثل اور مردوں کے ہیں۔ ان کے بعد آنحضرت تشریف لائے۔ ام سلمہ اپنی بات پر پشیمان ہوئیں اور ڈریں کہ ان کے بارے میں آسمان سے کوئی آیت نازل ہو جائے تو صفت کر کے آنحضرت سے ان دونوں حضرات کی باتیں بیان کر دیں۔ یہ سن کر آنحضرت اس قدر غضبناک ہوئے کہ حضرت کے چہرہ اقدس کا رنگ متغیر ہو گیا اور دونوں آنکھوں کے درمیان غصہ سے پسینہ ظاہر ہو گیا۔ اور گھر سے باہر آئے اس طرح کہ شدت غضب سے روتے مبارک نے من پر لٹک رہی تھی۔ اور مسجد میں تشریف لائے منبر پر گئے اور انصار کو بلایا۔ جب ان لوگوں نے حضرت کو اس حال سے دیکھا سب نے جسم پر ہتھیار لگا لیے اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت نے خدا کی حمد و ثنا کی اور فرمایا ایتھا الناس! کیا سب سے کہ منافقین کا ایک گروہ میرے پیوں کی جستجو کرتا ہے اور میرے عیب دریافت کرتا ہے۔ خدا کی قسم میں تم سب میں حسب کے لحاظ سے بزرگ تو ہوں اور حسب کے لحاظ سے پاکیزہ تر ہوں اور لوگوں کی غیبت میں اپنے خدا کا سب سے زیادہ اظہار کرنے والا ہوں جو شخص تم میں سے پوچھے کہ اس کا باپ کون تھا تو میں اسے بتاؤں گا۔ یہ سن کر ایک شخص اٹھ کھڑا ہوا اور پوچھا میرا باپ کون ہے فرمایا تیرا باپ فلاں ہے۔ پھر دوسرا شخص کھڑا ہوا، پوچھا میرا باپ کون ہے آپ نے فرمایا فلاں غلام سیاہ رنگ۔ پھر تیسرا شخص اٹھا اور اس نے پوچھا میرا باپ کون ہے فرمایا تیرا باپ وہی ہے جس کی طرف تجھ کو لوگ نسبت دیتے ہیں۔ پھر انصار اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ہم کو معاف فرمائیے تاکہ خدا آپ کے مراتب بلند کرے۔ بیشک خدا نے آپ کو رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ چونکہ آنحضرت کی عادت تھی کہ جب حضرت کے پاس لوگ عاجز اور گفتگو کرتے اور سفارش کرتے تو شرم و حیا کے سبب حضور کی جبین اقدس عرق آلود ہو جاتی اور لوگوں کی برائیوں سے چشم پوشی فرماتے غرض حضرت منبر سے اتر کر دولت سر تشریف لے گئے۔ صبح ہوئی تو جبریلؑ نازل ہوئے اور بہشت کے ہر لہجہ کا ایک پیالہ حضرت کے لیے لائے اور عرض کی یا رسول اللہ اس کو آپ کے لیے عوروں نے تیار کیا ہے اس کو آپ نوش فرمائیں اور آپ اور علیؑ اور ان کے فرزندوں کے سولے کوئی نہ کھائے کیونکہ آپ لوگوں کے سوا کسی میں یہ صلاحیت نہیں غرض جناب رسول خدا علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ علیہم الصلوٰۃ والسلام بیٹھے اور اس ہر لہجہ سے تناول فرمایا! اس سبب خداوند عالم نے آنحضرتؐ کو چالیس مردوں کی قوت مجامعت کرامت فرمائی۔ اس کے بعد ایسا تھا کہ جب حضرت چاہتے ایک شب میں اپنی تمام بیویوں سے مقاربت فرماتے تھے۔

بسنہ معتبر حضرت امام محمد باقر سے روایت ہے کہ مغیرہ کے فرزند ولید کی وفات ہوئی، ام سلمہ نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ مغیرہ کے خاندان والوں نے فرش عزرا پچھائی ہے اجازت دیجیے کہ ان کی تعزیت کے لیے جاؤں حضرت نے اجازت دے دی۔ ام سلمہ نے اپنے کپڑے پہنے اور جانے کے لیے تیار ہوئیں۔ وہ حسن و جمال میں پری کے مانند تھیں جب وہ کھڑی ہوئی تھیں اور اپنے بالوں کو کھولتی تھیں تو تمام جسم ڈھک جاتا تھا۔ وہ اپنے کپڑوں کے کناروں کو اپنے غٹھالوں سے باندھ دیتی تھیں۔ عرض اپنے فرزند پر حضرت کے سامنے نوحہ کرنا شروع کیا اور آنحضرتؐ نے ان کو منع نہیں کیا اور نہ

کوئی عیب بتایا۔

بسنہ معتبر انہی حضرت سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام سلمہ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا سبب ہے کہ تمہارے گھر میں برکت نہیں دیکھتا ہوں ام سلمہ نے کہا میں خدا کی حمد کرتی ہوں کہ آپ کے سبب سے میرے گھر میں بہت برکت ہے حضرت نے فرمایا خدا نے تین برکتیں بھیجی ہیں۔ اب دانتش و گوسفند۔

بسنہ معتبر حضرت صادق سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عورت کو دیکھا حضرت کو وہ ابھی معلوم ہوئی تو فوراً ام سلمہ کے گھر آئے انہی کی باری کا دن تھا حضرت نے ان سے مقاربت کی اور غسل کر کے باہر تشریف لائے غسل کا پانی آپ کے سر اقدس سے ٹپک رہا تھا پھر فرمایا لوگوں کو ناشیطان کے سبب ہے لہذا اس شخص کو دیکھنے کے بعد خواہش پیدا ہو وہ اپنی زوجہ کے پاس آئے اور مقاربت کرے تاکہ اس کی شہوت ساکن ہو جائے۔

پچینوال باب

حضرت عائشہ و حضرت حفصہ کے حالات

حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ لَبِئْسَ مَا تَحْتَنِي مَرْصَاتٍ أَرْوَاهُ لَكَ اللَّهُ عَفْوٌ مِّنْ رَّحِيمٍ قَدْ فَخَّرَ اللَّهُ لَكَ دُحْلَةً أَيْمَانُكُمْ وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ (آیت ۱ سورۃ تحریم ۳) یعنی اسے پیغمبر بزرگ و بلند کیوں وہ چیز اپنے لیے حرام قرار دیتے ہیں جس کو خدا نے حلال کیا ہے کیا اپنی بیویوں کی خوشی کے لیے ایسا کرتے ہو اور اللہ تو ہر شے والا مہربان ہے۔ بیشک خدا نے تمہارے لیے قسم برطرف کرنے کا کفارہ مقرر کیا ہے اور خدا تمہارا دوست و مددگار ہے اور وہ جاننے والا حکیم ہے، علی بن ابراہیم نے بسنہ معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ یہ آیتیں اس وقت نازل ہوئیں جبکہ عائشہ و حفصہ کو اطلاع ہوئی کہ آنحضرتؐ نے ماریہ کے ساتھ مقربیت فرمائی ہے اور حضرت نے ان دونوں سے قسم کھا کر کہا کہ آئندہ ماریہ کے پاس نہ جائیں گے تو خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں اور آنحضرتؐ کو حکم دیا کہ اپنی قسم کا کفارہ دیں اور ماریہ سے مقاربت ترک نہ کریں نیز یہ روایت بھی کی ہے کہ ان آیتوں کے نازل ہونے کا سبب یہ تھا کہ آنحضرتؐ ایک روز حفصہ کے گھر تھے اور ماریہؓ آنحضرتؐ کی خدمت میں مشغول تھیں۔ اسی اثناء میں حفصہ کسی کام سے تھیں گئیں اور آنحضرتؐ نے ماریہ سے مقاربت فرمائی۔ حفصہ کو اس کی خبر ملی تو بہت غصہ آیا اور کہا یا رسول اللہ میری باری کے دن میرے ہی بستر پر آپ نے

ایک کینز کے ساتھ مقاربت کی۔ آنحضرتؐ یہ سنکر شرمندہ ہوئے اور فرمایا کہ اچھا درگزر کرو آئندہ ماریہ کو میں نے اپنے اوپر حرام کر لیا پھر کبھی اس سے مقاربت نہ کروں گا۔ اس وقت یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

شیخ طبری نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کا یہ معمول تھا کہ نماز صبح سے فارغ ہو کر اپنی سب بیویوں کے گھر جاتے اور ان کی مزاج پرسی کرتے غیرت دریافت فرماتے اور اگر کبھی حصہ کے واسطے کوئی شہدہ یہ بھیجا تو حضرتؐ شہدہ کھانے کے لیے ان کے یہاں کچھ دیر ٹھہرایا کرتے تھے جب عائشہؓ نے یہ حال دیکھا تو چند دوسری بیویوں کے ساتھ مل کر یہ سازش کی کہ تمہارے پاس آنحضرتؐ جب آئیں تو ان سے کہو کہ آپ کے دہن سے مغایر کی بو آتی ہے اور وہ ایک بدبو دار گوند ہوتا ہے جس پر شہدہ کی کھچی بیٹھ جاتی ہے تو شہدہ میں وہ بو پیدا ہو جاتی ہے۔ اور عائشہؓ جانتی تھیں کہ آنحضرتؐ کو یہ امر بہت ناگوار ہوتا ہے کہ آپ کے منہ سے بدبو آئے۔ غرض جب آنحضرتؐ سودہ کے پاس گئے تو انہوں نے عائشہؓ کے خوف سے کہا یا رسول اللہؐ یہ کیسی بدبو ہے کہ جو آپ کے منہ سے سونگھ رہی ہوں شاید آپ نے مغایر کھایا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا نہیں البتہ حصہ کے یہاں شہدہ کھایا ہے۔ پھر حضرتؐ جس بیوی کے پاس جاتے وہ اسی طرح حضرتؐ سے کہتیں یہاں تک کہ آپ عائشہؓ کے پاس آتے تو انہوں نے اپنی ناک بند کر لی اور کہا کہ آپ کے دہن سے مغایر کی بو آتی ہے کیوں محسوس ہو رہی ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا حصہ کے یہاں میں نے شہدہ کھایا ہے حضرت عائشہؓ نے کہا شاید اس شہدہ کی کھچی مغایر پر بیٹھی ہوگی حضرتؐ نے فرمایا خدا کی قسم اب پھر کبھی شہدہ کھاؤں گا بعض کہتے ہیں کہ حضرتؐ نے شہدہ ام سلمہؓ کے پاس کھایا تھا۔ بعض کا قول ہے کہ زینب بنت جحش کے یہاں کھایا تھا اور عائشہؓ اور حصہ نے آپس میں یہ سازش کی تھی کہ جب آنحضرتؐ ان دونوں کے پاس آئیں تو ہر ایک ایسی بات کرے کہ مجھے آپ کے منہ سے مغایر کی بو معلوم ہوتی ہے اسی سبب حضرتؐ نے اپنے لیے شہدہ حرام کر لیا۔

شیخ طبری اور عامہ کے مصنفین کے ایک گروہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ حصہ کے گھر میں تھے اور انہوں نے اجازت طلب کی کہ اپنے باپ کے یہاں جائیں حضرتؐ نے اجازت دے دی اور وہ چلی گئیں حضرتؐ نے ماریہؓ کو بلایا اور ان سے غلوت فرمائی حصہؓ واپس آئیں تو دیکھا کہ دروازہ بند ہے تو انتظار کیا یہاں تک کہ حضرتؐ نے دروازہ کھولا حضرتؐ کے چہرہ اقدس سے پسینہ نکل رہا تھا تو حصہؓ نے آنحضرتؐ پر بہت خفگی ظاہر کی۔ حضرتؐ نے فرمایا وہ میری کینز ہے خدا نے اس کو مجھ پر حلال کیا ہے اور تمہاری خاطر سے میں نے اب حرام کر لیا۔ لیکن یہ راز ہے کسی سے مت کہنا۔ پھر حضرتؐ ان کے پاس سے باہر چلے گئے وہ فوراً ہی ایک پتھر سے وہ دیوار پیٹنے لگیں جو ان کے اور عائشہؓ کے گھر کے درمیان تھی اور کہا اے عائشہؓ تم کو خوشخبری ہو کہ آنحضرتؐ نے اپنی کینز ماریہؓ کو اپنے لیے حرام قرار دے لیا اور ہم کو اس کی طرف سے ٹھکرا ملا، اور اطمینان ہوا۔ پھر جو گزرا تھا عائشہؓ سے بیان کیا کہ وہ اور عائشہؓ آپس میں متفق تھیں اور حضرتؐ کی تمام بیویوں کو آزار پہنچانے میں ایک دوسرے کی مدد کا کھنکھیں۔ اس وقت یہ آیتیں نازل ہوئیں تو حضرتؐ نے حصہ کو طلاق دے دی اور اپنی تمام عورتوں سے آیتیں روز تک کنارہ کش رہے اور ماریہؓ کے بالا خانہ پر بسر کرتے رہے یہاں تک کہ خدا نے آپؐ کو خیر نازل فرمائی۔ بعض کا قول ہے کہ حضرتؐ نے عائشہؓ کی باری کے دن

آنحضرتؐ کا حصہ سے راز بیان کرنا اور عائشہؓ کو آزار پہنچانے میں مدد دینا

ماریہؓ سے غلوت کی تھی اور حصہؓ کو معلوم ہو گیا تھا۔ حضرتؐ نے حصہؓ سے فرمایا تھا کہ عائشہؓ سے مت کہنا کیونکہ میں نے ماریہؓ کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے۔ لیکن انہوں نے فوراً ہی عائشہؓ کو خبر دے دی اور کہا یہ بات کسی سے مت کہنا۔ اس وقت خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں: **وَإِذَا أَسْرَأَ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَفَتْ بَعْضُهُمْ وَأَعْرَضَتْ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَاكَ هَذَا قَالَ نَبَّأَنِي الْعِلْمُ الْحَبِيرُ** (آیت، سورہ تحریم ۳۱) اسے ایمان والو! وہ وقت یاد کرو جبکہ پیغمبرؐ نے اپنی ایک بیوی سے ایک راز کی بات کہی (یعنی ماریہؓ کو حرام کرنے کے لیے) یا شہدہ یا ابوبکرؓ کی حکومت کے بارے میں جیسا کہ اس کے بارے میں مذکور ہوگا) تو جب حصہؓ نے عائشہؓ کو اس راز سے آگاہ کر دیا تو خدا نے اپنے پیغمبرؐ کو مطلع کر دیا اور افشا کرنے والی کو بھیجا دیا۔ اور پیغمبرؐ نے حصہؓ کو وہ باتیں کچھ بتا دیں اور کہہ دیا کہ تم نے خیانت کی ہے اور کچھ باتیں نہیں بتائیں اور مروت کے سبب سے ان کے منہ پر نہیں کہیں تو حصہؓ نے پوچھا آپ سے یہ حال کس نے کہا کہ میں نے آپ کا راز افشا کر دیا حضرتؐ نے فرمایا کہ مجھے خدا نے علم وغیرہ سے مطلع فرمایا۔

علی بن ابراہیم اور عیاشی نے روایت کی ہے کہ جب حصہؓ کو ماریہؓ کے بارے میں اطلاع ہوئی اور وہ حضرتؐ پر غضبناک ہوئیں حضرتؐ نے فرمایا کہ اچھا درگزر کرو میں نے تمہاری خاطر سے ماریہؓ کو اپنے لیے حرام قرار دے لیا اور تم سے ایک راز کہتا ہوں اگر تم نے کسی سے کہہ دیا تو تم پر خدا کی لعنت ہوگی اور فرشتوں کا قہر و عتاب اور تمام دنیا کے لوگوں کی طعن۔ حصہؓ نے کہا ایسا ہی ہوگا فرمایا ہے وہ راز کیا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا وہ راز یہ ہے کہ ابوبکرؓ میرے بعد ظلم و جور کے ساتھ خلیفہ ہوں گے ان کے بعد تمہارے باپ خلیفہ ہوں گے حصہؓ نے کہا آپ کو کس نے خبر دی ہے حضرتؐ نے فرمایا خدا نے مجھے مطلع فرمایا ہے۔ حصہؓ نے اسی روز عائشہؓ سے یہ راز کہہ دیا۔ اور عائشہؓ نے اپنے باپ ابوبکرؓ سے بیان کیا۔ ابوبکرؓ عمرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ عائشہؓ نے حصہؓ سے بات سنی ہے لیکن مجھے اس کی بات پر اعتماد نہیں ہے تم خود حصہؓ سے پوچھو کہ یہ خبر صحیح ہے یا نہیں۔ حضرتؐ عمرؓ حصہؓ کے پاس آئے اور پوچھا یہ خبر کیسی ہے جو عائشہؓ نے تمہارے حوالے سے بیان کی ہے حصہؓ نے پہلے تو انکار کیا کہ میں نے عائشہؓ سے کوئی ایسی بات نہیں کہی ہے۔ عمرؓ نے کہا اگر یہ خبر سچی ہے تو مجھ سے مت چھپاؤ تاکہ ہم پہلے سے اس کے لیے تدبیریں کریں۔ حصہؓ نے جب یہ سننا تو کہا ہاں آنحضرتؐ ایسا ہی فرمایا ہے۔ پھر وہ دونوں عورتیں اور دونوں مردوں نے آپس میں اتفاق کیا کہ آنحضرتؐ کو زہر سے شہید کر دیا جائے اس وقت جبریلؑ نازل ہوتے اور یہ آیتیں لاتے۔ اور وہ راز جو خدا نے کہا ہے یہی راز ہے اور اس کے علاوہ خدا نے جو کچھ اپنے پیغمبرؐ کو آگاہ فرمایا اس راز کا افشا کرنا اور آنحضرتؐ کے قتل کا ارادہ تھا جس پر وہ لوگ عازم ہوتے تھے۔ اور خدا نے یہ جو فرمایا کہ حضرتؐ نے بعض کا اظہار فرمایا اور بعض کو چھوڑ دیا اور ظاہر کیا اس سے مراد یہ ہے کہ حضرتؐ نے حصہؓ سے فرمایا کہ کیوں تم نے اس راز کو افشا کیا اور تم کو خدا و رسولؐ اور فرشتوں کی لعنت کا خوف نہ ہوا۔ اور ان لوگوں نے جو حضرتؐ کے قتل کا ارادہ کیا تھا اور خدا نے آنحضرتؐ کو ان کے اس ارادہ سے آگاہ فرمایا تھا حضرتؐ نے اس کا اظہار نہ کیا۔ تو خدا نے عائشہؓ و حصہؓ پر عتاب ظاہر کرنے اور حجت تمام کرنے کے لیے

آنحضرتؐ کا راز بیان کرنا اور عائشہؓ کو آزار پہنچانے میں مدد دینا

شیخ طلوسی وسید ابن طاووس نے بسند معتبر حضرت امیر المؤمنین سے روایت کی ہے۔ وہ حضرت فرماتے ہیں کہ ایک روز میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ابو بکرؓ وغیرہ وہاں موجود تھے۔ میں بھی آنحضرت کے اور عائشہ کے درمیان بیٹھ گیا۔ عائشہ نے کہا میری اور آنحضرت کی کوئی کدو سو اہلین اور جگہ نہ تھی۔ حضرت نے فرمایا خاموش اے عائشہ علی کے بارے میں مجھے اذیت مت دو۔ بے شبہ وہ آخرت میں میرا بھائی ہے اور مومنوں کا امیر ہے۔ حق تعالیٰ اس کو روز قیامت صراط پر بٹھائے گا اور وہ اپنے دوستوں کو بہشت میں اور دشمنوں کو دوزخ میں داخل کریں گے۔

ابن ابویہ نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ تین اشخاص ہیں جنہوں نے جناب رسول خدا پر جھوٹ بہت باندھا ہے۔ ابو ہریرہ، انس بن مالک اور عائشہ۔ اور ابن ابویہ اور برقی نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جب حضرت قائم آل محمد ظاہر ہوں گے تو وہ عائشہ کو زندہ کریں گے اور ان پر حد جاری کریں گے اور جناب فاطمہ کا انتقام لیں گے۔ راوی نے پوچھا میں آپ پر فدا ہوں ان پر کس سبب سے حد جاری کریں گے۔ امام نے فرمایا کہ مادرا براہیم پر جو فراق کی تھی۔ راوی نے پوچھا کہ خود آنحضرت نے ان پر کیوں نہ حد جاری فرمائی اور خلعے قائم آل محمد تک ملتوی کیا۔ حضرت نے فرمایا اس لیے کہ حق تعالیٰ نے آنحضرت کو رحمت بنا کر بھیجا ہے اور حضرت قائم المنتظر کو انتقام لینے کے لیے بھیجے گا۔

(بقیہ از ص ۹) اگرچہ وہ نسبت اشرف خلق کے ساتھ ہو جو انبیاء و مرسلین ہیں اور ایمان ہونے کے سبب سے کافروں کے ساتھ نسبت ہونا کوئی نقصان نہیں پہنچاتا اگرچہ وہ کافر فرعون کے مانند ہو۔

واضح ہو کہ ابتدائے سورۃ میں جو خداوند عالم نے جناب رسول خدا پر خطاب فرمایا وہ ظاہر ہے کہ انتہائی لطف و رحمت ہے یعنی اے حبیب کیوں اپنی عورتوں کی خاطر سے ان لذتوں کو اپنے اوپر حرام کرتے ہو جو خدا نے تمہارے لیے حلال کی ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان لذتوں کو خود ترک کرنا مخصوصا ایسے وقت میں جبکہ مصلحت ہو حرام نہیں تھا اور نہ وہ فعل حضرت کا مصیبت ہو سکتا ہے اور عتاب جو آنحضرت پر اہانت سے ظاہر ہوتا ہے حقیقت میں وہ بھی انہی دونوں بیویوں پر تعزیر ہے کہ ان کی خاطر داری کے لیے کیوں اپنے کو چند لذتوں سے محروم کرتے ہو۔ اور ان دونوں کو ابو بکر و عمر کی خلافت کے بارے میں کہنا اگر واقعی حدیث ہو تو بہت سی مصلحتیں ہیں جس میں ان کا امتحان اور ان کے کفر و نفاق کا اظہار ہے اور بہت سی مصلحتیں ہیں جن کے ادراک سے اکثر انسانوں کی عقلیں قاصر ہیں مثلاً شیطان کو خلق کرنے کی مصلحت اور نفس انسانی میں خواہشیں اور ان کا فساد پر قادر بنانا وغیرہ۔ اور مومن کو کیا پیچھے کہ ہر معاملہ میں ایمان پر ثابت قائم رہے اور شبہ و اعتراض کا دروازہ اپنے اوپر نہ کھولے اور شیطان کے وسوسوں میں نہ پھنسے اور ائمہ دین سے جو کچھ اس کو حاصل ہو اس سے انکار نہ کرے اور ان معاملات کا علم اپنی پرہیزگاری سے ۱۲

فرمایا کہ اِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَخِزْيَانُ اللَّهِ وَمُخْلَصَاتُ الْمُسْلِمِينَ وَذَلِكَ ظَهْرُهُ عَسَىٰ رُبَّمَا أَنْ تَطْلُقَ أَنْ يَنْبَغِدَ لَكَ أَرْوَاجًا خَيْرٌ مِنْكَ مُسْلِمَاتٍ مُّؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ تَاسِيَاتٍ عِفْدًا لِّسَائِحَاتٍ تُتْبِعِينَ ذَوَاتِكُمْ رَاهِ (آیت ۲۰، سورۃ تحریم ۶) یعنی اے عائشہ وخصمہ اگر تم نے ایک دوسرے سے طلاق دے دی تو خدا تمہارے بدلے ان کو تم سے بہتر بیویاں عطا کرے گا جو مسلمان ہوں گی، ایمان والی ہوں گی، نماز پڑھنے والی، فرمانبردار، عبادت گزار اور روزہ رکھنے والی ہوں گی۔ ان میں سے بعض شوہر کیسکی ہوں گی اور بعض کنواری ہوں گی اس کے بعد خدا نے اس اشکال کو دور کرنے کے لیے کہ جاہل لوگ یہ کہیں کہ کیسے ممکن ہے کہ پیغمبر کی بیویاں کافروہ و منافقہ ہوں خدا نے ایک مثال ان کے لیے بیان فرمائی جس میں ان کا کفر ہر عاقل پر ظاہر کر دیا جیسا کہ ان آیاتوں کے بعد ارشاد فرمایا ہے کہ صَوَّبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَاتُ كُفْرِهِنَّ وَامْرَأَاتُ نُبُحَاسٍ كَانَتْ تَحْتِ عِبْدِي مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ نَحْنُ عِبَادٌ نَاصِحِينَ فَمَا تَنْتَهُمُا فَلَئِمَّا يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَقِيلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدَّاسِخِينَ (آیت ۱۱، سورۃ تحریم ۶) یعنی خدا نے ان کے لیے جو کافروہ کیوں ایک مثال بیان کی ہے اور وہ نوح و لوط کی بیویوں کی مثال ہے وہ دونوں عورتیں تھیں ہمارے دو شاہدہ بندوں کی زوجہ تھیں پھر ان دونوں نے میرے ان دونوں بندوں سے کفر و نفاق کے ساتھ خیانت کی تو ان دونوں پیغمبروں نے ان عورتوں سے خدا کا عذاب کچھ دفع نہیں کیا اور ان عورتوں سے قیامت کے روز کہا جائے گا یا عالم برزخ میں کہ کافروں کے ساتھ آتش جہنم میں داخل ہو جاؤ۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ ان کی ایک خیانت عائشہ کا طلحہ و زبر کے ساتھ امیر المؤمنین سے جنگ کے لیے لے کر ہوا تھا اور حضرت صاحب الامر عائشہ کو حکم خدا زندہ کریں گے اور اس خیانت کے سبب حد جاری کریں گے۔

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ جناب اقدس الہی نے ان آیاتوں میں عائشہ وخصمہ کا کفر و نفاق اور ان کا آنحضرت کی ایذا پر متفق ہونا اس طرح ظاہر و واضح فرمایا ہے جو کسی صاحب عقل سے پوشیدہ نہیں ہے۔ او ان آیاتوں کی صراحت و وضاحت کی وجہ سے جو ان کے کفر کے بارے میں نمایاں ہے و محضری اور فخر رازی نے انتہائی تعصب کے باوجود کہا ہے کہ ان دونوں مثالوں میں خداوند عالم نے جو اس آیت میں اور اس کے بعد کی آیت میں جو ذہن فرعون کے بارے میں بیان کی ہے عظیم اشارہ ان دونوں مومنین کی ماؤں کے بارے میں فرمایا ہے جو آنحضرت کے آزار پر اتفاق اور حضرت کے راز افشا کرنے میں ان سے صادر ہوا۔ اور حق تعالیٰ نے ان مثالوں میں ان کو بیان کیا ہے کہ بوجہ کفر و نفاق کسی اور سببی رشتہ فائدہ نہیں دیتا (باقی بر ص ۹)

گریہ فرما رہے تھے اور مناجات میں کہہ رہے تھے سَجَدُ لَكَ سَوَادِي وَخِيَالِي وَامِنْ بِكَ فَوَادِي
وَابُوَالِيكَ بِالنَّعْمِ وَاعْتَرَفُ لَكَ بِالذَّنْبِ الْعَظِيمِ عَمِلْتُ سُوءًا وَظَلَمْتُ نَفْسِي فَاعْفُ عَنِّي
اِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذَّنْبَ الْعَظِيمَ اَلَا اَنْتَ اَعُوذُ بِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ
مَخْطَاكَ وَاعُوذُ بِرَحْمَتِكَ مِنْ نَفْسِكَ وَاعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا اَبْلُغُ مَدْحَكَ وَالتَّنَاضُعُ لَكَ اَتَتْ كَمَا
اَتْنِيتُ عَلَيَّ نَفْسِكَ اسْتَغْفِرُكَ وَاتُوبُ إِلَيْكَ - جب حضرت سجدہ سے فارغ ہوئے فرمایا اے
عائشہ میری گردن میں تم نے درد پیدا کر دیا کس بات سے تم کو خوف ہوا۔ کیا تم کو یہ ڈر تھا کہ میں تمہاری کسی کینز
کے پاس گیا ہوں یا نہ

چھینواں باب

آنحضرت کے اکثر عزیزوں، خادموں، ملازموں اور غلاموں کے حالات

شیخ طبری اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ آنحضرت کے نوچچا تھے جو حضرت عبدالمطلب کے
فرزند تھے۔ حارث، ذبیحہ، ابوطالب، حمزہ، عیداش، مزار، مقوم، ابولہب اور عباس جن میں چار بیٹے
زندہ رہے۔ حارث، ابوطالب، عباس، اور ابولہب۔ حارث عبدالمطلب کے سب سے بڑے بیٹے تھے
اسی وجہ سے ان کو ابوالمحارث کہتے تھے اور وہ عبدالمطلب کے ساتھ چاہ زمزم کھودنے میں شریک تھے
اور حارث کے پانچ بیٹے سیفیان، معیرہ، نوفل، ربیعہ اور عبدشش تھے۔ اور ابوسفیان فتح مکہ کے سال مسلمان
ہوئے۔ نوفل جنگ خندق میں مسلمان ہوئے اور ان کی اولاد بھی باقی رہی۔ اور عبدشش کا نام جناب رسول خدا
نے بدل کر عبد اللہ رکھا۔ ان کی اولاد شام میں آباؤی۔ اور ابوطالب و عبد اللہ پیر جناب رسالت اب ایک
ماں سے تھے۔ ان کی ماں فاطمہ دختر عمرو بن عابد بن عمران بن مخزوم تھیں۔ حضرت ابوطالب کا نام عبد مناف
تھا ان کے چار فرزند تھے طالب، عقیل، جعفر اور حضرت علی۔ اور دو لڑکیاں ام مانی جن کا نام فاختہ تھا اور
حجانہ تھیں۔ ان سب کی والدہ جناب فاطمہ بنت اسد تھیں۔ ان کی سب اولادیں سوائے طالب کے زندہ ہیں
جناب ابوطالب ہجرت سے پہلے رحمت الہی سے واصل ہو چکے تھے۔ جب ان کی وفات کی خبر رسول اللہ
کو پہنچی آپ نے امیر المومنین سے فرمایا کہ ان کو غسل دو اور کفن و جنوط کر کے جب جنازہ اٹھانے لگو تو مجھے
اطلاع دینا۔ غرض جناب رسول خدا ان کے جنازہ کے ساتھ ہوئے۔ فرماتے تھے کہ اے چچا خدا آپ کو
لے مؤلف فرماتے ہیں کہ عائشہ کے شقاوت و گمراہی کے بہت سے حالات جنگ جمل میں مذکور ہیں گے انشاء اللہ ۱۲

شیخ طوسی نے بسند معتبر ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حجۃ الوداع میں اپنی تمام بیویوں کو ساتھ لے گئے تھے اور ایک ایک رات و دن ایک ایک کے ساتھ بسر
فرماتے تھے اس سبب سے کہ ان کے محرم تھے اور ان کے درمیان عدالت و رعایت حقوق کے لئے ایسا کرتے
تھے۔ جب جناب عائشہؓ کی باری آئی ان کی باری کے دن و رات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین
علیہ السلام کے ساتھ تنہائی میں ان کے ساتھ راز کی باتیں کیں اور گفتگو کو طول دیا تو یہ امر عائشہ پر بہت گراں
گزر ا۔ ام سلمہ کہتی ہیں کہ عائشہ نے مجھ سے کہا کہ جی چاہتا ہے کہ علیؓ کے پاس جا کر ان کو سخت و مسست کہوں کہ
رسول خدا کو کیوں مجھ سے باز رکھا ہے۔ میں نے ہر چند ان کو منع کیا مگر وہ نہ مایں اور اپنا اونٹ دوڑا کر
ان کے پاس پہنچیں۔ پھر روتی ہوئی میرے پاس واپس آئیں۔ میں نے رونے کا سبب پوچھا۔ کہا میں جناب
رسول خدا کے پاس گئی اور علیؓ سے کہا اے سپر الاطالع تم ہمیشہ جناب رسول خدا کو مجھ سے روکے رکھتے ہو۔
جناب رسول خدا نے فرمایا اے عائشہ میرے اور علیؓ کے درمیان حائل مت ہو یعنی میرے حق میں اس سے
کوئی نہیں ڈرتا اسی خدای قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے کہ اس کو کوئی مومن دشمن نہیں لکھتا اور
کوئی کافر دوست نہیں رکھتا بیشک میرے بعد حق علیؓ کے ساتھ ہے جس طرف علیؓ رخ کریں گے حق ان کے ساتھ
پھرتا ہے گا اور حق کبھی اس سے جدا نہ ہو گا یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پہنچیں۔ ام سلمہ کہتی ہیں کہ
میں نے کہا اے عائشہ میں نے تم کو منع کیا تھا تم نے میری بات نہ مانی۔

ابن طاووس نے بسند ہائے معتبر حضرت امیر المومنین سے روایت کی ہے۔ وہ حضرت فراتے ہیں کہ
اس آیت حجاب کے نازل ہونے سے قبل ایک مرتبہ میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں
حاضر ہوا۔ حضرت عائشہؓ میں تشریف فرما تھیں۔ میں عائشہ اور آنحضرت کے درمیان بیٹھ گیا۔ وہ بولیں اے
ابوطالب کے بیٹے میری گود کے سوا کہیں اور جگہ نہیں ملی۔ میرے پاس سے دور رہو۔ یہ سنتے ہی آنحضرت نے ان کے
دونوں شانوں کے درمیان اپنا ہاتھ مارا اور فرمایا کہ تجھ پر داتے ہو تو مومنوں کے حاکم پیغمبروں کے اوصیا سے
افضل اور نورانی چہروں اور نورانی ہاتھ پیر والوں کے کھولنے والے سے کیا چاہتی ہے۔

کلمنی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ابن ام مکتوم سے جو نابینا اور رسول اللہ کے موزن تھے ایک
روز آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عائشہ و حفصہ آنحضرت کے پاس موجود تھیں۔ حضرت نے ان سے
فرمایا کہ اٹھو اور حجرہ میں چلی جاؤ۔ ان دونوں نے کہا کہ وہ تو نابینا ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر وہ تم کو نہیں دیکھتے
تو تم تو ان کو دیکھتی ہو۔ اور دوسری روایت کے مطابق فرمایا کہ اگر وہ نابینا ہیں تو تم تو نابینا نہیں ہو۔

بسند معتبر حضرت صادق سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہؓ
سے ماہ شوال میں عقد کیا۔ نیز بسند معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا
ایک شب عائشہؓ کے پاس سوئے ہوئے تھے رات کو اٹھے اور نماز نافلہ میں مشغول ہو گئے۔ جب حضرت عائشہ
کی آنکھ کھلی آنحضرت کو ان کے بستر پر نہیں دیکھا۔ گمان کیا کہ حضرت ان کی کینز کے پاس گئے ہوں گے لہذا ابے تابانہ
اٹھیں اور آنحضرت کو تلاش کرنے لگیں۔ ناگاہ ان کا پیر آنحضرت کی گردن مبارک پر پڑا جبکہ آنحضرت سجدہ میں

حق علیؓ کا ساتھ ہے اور ہمیشہ ان کے ساتھ رہے گا۔

علیؓ سے حسب پیر عائشہ کو آنحضرت کی ملامت۔

عزیزوں کو پروردہ کی نائید۔

جزائے خیر سے آپ نے میرے ساتھ صلہ رحم کیا۔ بیشک آپ نے میری کفالت کی اور میرے بچپن میں میری تربیت فرمائی اور میری جوانی میں میری مدد کی۔ پھر لوگوں کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ میں اپنے چچا کی ایسی شفاعت کروں گا جس سے جن و انس کو حیرت ہوگی۔ اور حضرت کے چچا عباس بن کثیف ابو الغضل تھے نزم کی سعادت ان سے متعلق تھی۔ وہ جنگ بدر میں مسلمان ہوئے اور عثمان کی خلافت کے زمانہ میں مدینہ میں وفات پائی وہ آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ ان کے نوٹوں کے اور تین لڑکیاں تھیں۔ عبداللہ، عبید اللہ، فضل بن قیس، سعید، عبدالرحمن، تمام، کثیر، اور عاتق۔ لڑکیاں، ام حبیب، آمنہ اور صفیہ تھیں۔ اور ابولہب جس کے تین بیٹے عقبہ، عقیبہ اور عقبہ تھے جن کی ماں ابوسفیان کی بہن ام حیل تھی جس کو خزانے حاتمہ الخطیب فرمایا ہے۔

حضرت کی چھ چھو پھیلیاں: ام میسر، ام حکیمہ، برہ، مالکہ، صفیہ، اور اردوی تھیں۔ یہ سب ایک ماں سے تھیں۔ امیمہ کی شادی حبش بن اباب اسدی سے، ام حکیمہ کی کریز بن ربیعہ سے، برہ کی عبدالاسد بن ہلال مخزومی سے ہوئی ان سے ام سلمہ کا شوہر پیدا ہوا۔ اور مالکہ کی شادی ابی میسر بن مغیرہ مخزومی سے اور صفیہ کی عاتق بن حرب بن امیہ سے ہوئی۔ اس کے بعد غلام بن خولید نے ان کی خواستگاری کی اور زہرا سے پیدا ہوئے۔ اردوی کی شادی عمیر بن عبدالعزی سے ہوئی۔ حضرت کی چھو پھیلیں میں صفیہ کے سوا کوئی مسلمان نہ ہوئی، لیکن بعض کا قول ہے کہ اردوی اور مالکہ بھی مسلمان ہوئی تھیں۔

حضرت کے رضائی اعزاء میں ماں کی طرف سے کوئی نہ تھا مگر رضاعی ماں کی طرف سے تھے کیونکہ حضرت کی مادر گرامی جناب آمنہ بنت وہب کے کوئی بھائی یا بہن نہ تھے جو آنحضرت کے ماموں یا خالہ ہوتیں۔ لیکن قبیلہ بنی زہرہ کے لوگ جن سے جناب آمنہ تھیں کہتے تھے کہ ہم حضرت کے ماموں ہیں۔ اور آنحضرت کے باب عبداللہ اور ماں آمنہ کے کوئی اولاد سوائے آنحضرت کے نہ تھی جو بسبب بھائی بہن ہوتیں حضرت کی ایک رضاعی خالہ تھیں جن کو سلمیٰ کہتے تھے۔ جو جناب حمید بن بنت ابی ذویب کی بہن تھیں وہ حمیدہ جو حضرت کی دایہ تھیں اور حضرت کے دو رضاعی بھائی تھے جن کے نام عبداللہ بن الحارث اور ایدہ بن الحارث تھے۔ اور آنحضرت کے آزاد کردہ غلاموں میں اول نید بن حارث تھے جن کو حکیم بن قرام نے جناب خدیجہ کے لئے چار سو درم میں خرید کیا تھا حضرت خدیجہ نے ان کو آنحضرت کو بخش دیا تھا۔ حضرت نے ان کو آزاد کر کے ام ایمن کے ساتھ تزویج فرمایا اور امام پیدا ہوئے آنحضرت زید کو اپنا بیٹا کہتے تھے اسی لئے اور لوگ بھی ان کو پسر رسول اللہ کہتے گئے تھے یہاں تک کہ خداوند عالم نے نازل فرمایا اذْذَعُوْهُمُ لَّا يَكُوْنُوْنَ رُسُوْلًا لِّاَحْزَابٍ لِّمَا يَكُوْنُوْنَ لَوْ كُوْنُوْا كُوْنُوْا كُوْنُوْا كُوْنُوْا كُوْنُوْا كُوْنُوْا پھر اس کے بعد لوگوں نے ان کو پسر رسول کہنا ترک کر دیا۔ دوسرے: ابورافع ان کا نام اسلم تھا۔ وہ پہلے جناب عباس کے غلام تھے انہوں نے آنحضرت کو بخش دیا تھا جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو ابورافع یہ تو بخیر حضرت کو دینے آئے تو حضرت بہت خوش ہوئے اور ابورافع کو آزاد کر دیا اور سلمیٰ کے ساتھ جو حضرت کی آزاد کردہ کینز تھیں تزویج فرمایا ان سے عبداللہ بن ابی رافع پیدا ہوئے جو ائمہ اربعین کے کاتب تھے۔ تیسری صفیہ۔ ان کا نام رباح تھا، بعض مفتح اور بعض رومان لکھی جاتے تھے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ جناب ام سلمہ نے ان کو آزاد کر دیا تھا اس شرط پر کہ آنحضرت کی خدمت کرتی رہیں لکن لوگوں کا قول ہے کہ

حضرت نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ چوتھے ثویبات ہیں جن کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ ان کو قبیلہ حمیر نے غلام بنا رکھا تھا۔ آنحضرت نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رہے اور بعد میں آپ کی اولاد امجاد کی خدمت میں معاویہ کے زمانہ تک رہے۔ پانچویں یسار۔ وہ رومی غلام تھے بعض کہتے ہیں کہ ثویبی تھے۔ بنی ثعلبہ کی جنگ میں گرفتار ہوئے، حضرت نے ان کو آزاد فرمایا اور ان منافقوں نے ان کو قتل کر دیا تھا جو آنحضرت کے اونٹ کو عقبہ میں بھر کا کر گرا نا چاہتے تھے چھٹے شقران ہیں ان کا نام صراح تھا اور حضرت کو اپنے پدر بزرگوار سے میراث میں ملے تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ وہ رستے کے اہموں کی اولاد سے تھے۔ ساتویں ابولیدہ تھے ان کا نام سلیمان یا سلیم تھا حضرت نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا تھا اور ان کی وفات حضرت عمر کی خلافت کے پہلے روز واقع ہوئی۔ آٹھویں ابو ضمیرہ تھے جن کو حضرت نے آزاد کر دیا تھا۔ اور وہ آزادانہ ان کی اولاد میں آج تک موجود و محفوظ ہے۔ نویں مدعم تھے جن کو ذوقہ بنت عمرو بن حنیف نے آنحضرت کو ہدیہ کیا تھا اور وادی القرع میں ان کو ایک تیر لگا جس سے شہید ہو گئے۔ دسویں ابو موہبہ ہیں جو قبیلہ مزینہ میں پیدا ہوئے۔ حضرت نے ان کو آزاد کر دیا تھا۔ گیارہویں ابیہہ ان کر دی ہیں جو عجمی تھے اور جنگ بدر میں شہید ہوئے بعض کا قول ہے کہ ان کی وفات حضرت ابوبکر کے زمانہ میں ہوئی۔ بارہویں فضالہ ہیں جن کو رفاعہ بن زید نے حضرت کو بخشا تھا اور وادی القرع میں شہید ہوئے تیرھویں طہمان۔ چودھویں ابوالیمن ان کا نام رباح تھا۔ پندرھویں ابوہند۔ سولہویں اجشدہ۔ سترھویں صالحہ۔ اٹھارھویں ابوسلمہ۔ انیسویں ابو عیوب۔ بیسویں عبید۔ اکیسویں افلح۔ بائیسویں ساد لقع۔ تیسویں ابویقبط۔ چوبیسویں ابورافع اصغر۔ پچیسویں یسار اکبر۔ چھبیسویں کورکہ۔ جن کو ہورہ بن علی نے حضرت کو ہدیہ کیا تھا۔ آنحضرت نے ان کو آزاد فرمایا۔ بعض کا قول ہے کہ وہ غلام ہی رہے اور وفات واقع ہو گئی۔ ستائیسویں دیا ح یا حیا بیہ ابولبابہ جن کو حضرت نے خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ اسیسویں ابوالیسر تیسویں سلیمان فارسی۔ اکیسویں بلال حبشی۔ بیسویں صہیب رومی۔ تینتیسویں ابوبکرہ جن کا نام یقین تھا۔ وہ قلعہ طائف سے حضرت کی خدمت میں آئے تھے اور آزاد کیے گئے۔ چونتیسویں اسلم رومی۔ پینتیسویں حبشہ حبشی۔ چھتیسویں ماہس جن کو مقوقس نے حضرت کے لئے ہدیہ بھیجا تھا سینتیسویں ابوثابت۔ اترتیسویں ابونیر۔ اٹنا بیسویں مہران۔

حضرت کی آزاد کردہ کینزوں میں دو کینزیں مقوقس بادشاہ اسکندریہ نے حضرت کے لئے بھیجی تھیں جن میں سے ایک جناب ماریہ مادر جناب ابراہیم تھیں جن کو حضرت نے اپنے لئے مخصوص فرمایا تھا۔ حضرت کی وفات کے بائیس سال بعد ان کی وفات ہوئی، اور دوسری کینز حضرت نے حسان بن ثابت کو بخش دیا تھا۔ تیسری ام ایمن تھیں جنہوں نے جناب رسول کی تربیت فرمائی تھی۔ وہ سیاہ فام تھیں حضرت کی والدہ سے میراث میں ملی تھیں۔ ان کا نام برکہ تھا۔ حضرت نے ان کو کمہ میں آزاد فرمایا اور عبید بن خزرج سے تزویج فرمایا ان سے ابن پیدا ہوئے جب عبید کا انتقال ہو گیا حضرت نے ان کو زید سے تزویج فرمایا اور ان سے امام پیدا

ہوئے۔ امین اور اسامہ ماں کی طرف سے بھائی بھائی تھے چوتھی:۔ ریحانہ بنت شمعون تھیں جن کو بنی قریظہ سے غنیمت میں حضرت نے اپنے لیے مخصوص فرمایا تھا۔ اور بعضوں نے آنحضرت کی کنیزوں کے بارے میں نقل کیا ہے کہ حارثہ دختر شمعون کو جن کو بادشاہ حبشہ نے حضرت کے لیے بھیجا تھا سلسلی انصاری اور اسلمہ اور آنسہ تھیں۔

بعض کہتے ہیں کہ حضرت کے ایک خواجہ سرا تھے جن کو مالور کہتے تھے۔ اور آنحضرت کے خادموں میں آزاد لوگوں میں انس بن مالک تھے؛ اور ہند دختر خازرجہ اور اسما دختر خازرجہ تھیں۔ اور حضرت کے کاتبوں میں حضرت امیر المومنین کا تب وحی تھے اور غیر وحی بھی لکھتے تھے؛ اور ابی بن کعب اور زید بن ثابت بھی کبھی کبھی وحی لکھتے تھے؛ اور زید اور عبداللہ بن ارقم بادشاہوں کو خط لکھتے تھے؛ اور علان عقبہ اور عبداللہ بن ارقم قبائے لکھا کرتے تھے۔ زبیر بن العوام اور جہم بن صلت کا تب صدقات و زکوٰۃ تھے؛ خذیفہ کا تب صدقات خرمات تھے؛ اور کاتبوں میں ان لوگوں کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔ عثمان بن عفان، خالد بن سعید، ابان بن سعید، منیرہ بن شعبہ، حصین بن غیر، علان بن حفص، شریح بن حسنہ، حنظلہ بن ریح، عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔ جس نے وحی کی کتابت میں خیانت کی حضرت نے اس پر لعنت کی۔ وہ مرتد ہو گیا۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت نے ایک روز معاویہ کو طلب کیا کہ ایک خط لکھے۔ لوگوں نے کہا کہ وہ کھانا کھاتا ہے حضرت نے دوبارہ بلایا معلوم ہوا کہ ابھی کھانا کھا رہا ہے حضرت نے فرمایا خدا اس کا شکم بھی سیر نہ کرے۔ لہذا حضرت کی نفوس کے سبب ہمیشہ وہ بھوک کی تکلیف میں مبتلا رہا یہاں تک کہ ہجر واصل ہوا۔ آنحضرت کے دربان انس بن مالک تھے۔ اور حضرت کے چند مؤذن تھے۔ بلالؓ اور وہ سب پہلے مؤذن تھے جنہوں نے حضرت کے لیے اذان لہی؛ دوسرے عمر بن ام مکتوم تھے جن کے والد کا نام تیس تھا۔ تیسرے زیاد بن الحارث؛ چوتھے اوس بن مغیرہ؛ پانچویں عبداللہ بن زید انصاری؛ اور حضرت کے منادی کرنے والے ابو طلحہ تھے اور جو لوگ آنحضرت کے سامنے کافروں کی گردن مارتے تھے وہ علیؓ بن ابی طالب، زبیرؓ، محمد بن سلمہ، عاصم بن افعل اور مقدادؓ تھے۔ اور جو لوگ بعض موقعوں پر حضرت کی پاسبانی کیا کرتے تھے وہ سعد بن معاذ تھے جو روز بدر حضرت کی حفاظت میں گشت کر رہے تھے اور زکوان بن عبداللہ بھی اُس روز حضرت کی حفاظت کر رہے تھے اور جبکہ اُحد میں محمدؐ سلمہ، جنگ خندق میں زبیر عاصم تھے اور جس شب حنیفہ سے زفاف فرمایا سعد بن ابی وقاص اور ابوالبوب انصاری اور وادی قرے میں بلالؓ اور شب فسخ مکہ میں زیاد بن اسد تھے۔ اور کچھ لوگ حضرت کی حفاظت پر مقرر تھے۔ لیکن جب خدا نے دَا لَلّہ یَعِصِیْہُمْ مِنَ النَّاسِ نازل فرمایا تو حضرت نے اپنی حفاظت کرنے والوں کو جواب دے دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمال میں عمرو بن خدا تھے جن کو حضرت نے بخران کا والی بنایا تھا؛ ریا بن اسید کو کھرموت کا؛ خالد بن سعید کو صفا کا؛ ابو امیہ غزو کی کو کندہ و صدق کا؛ ابو موسیٰ اشعری کو زبید و زمعہ عدن کا اور ساحل کا؛ اور معاویہ بن جبل کو یمن کے بعض قصبات کا؛ عمرو بن عاص کو ابو زید انصاری کے ساتھ عمان کا؛ یزید بن ابوسفیان کو صدقات بخران کا؛ خذیفہؓ اور بلالؓ کو کھلموں کے صدقات کا؛ عباد

آنحضرت کے خطوط اور دی لکھنے والوں کے نام۔

معاویہ کو آنحضرت کا کاتب ہونے کا شرف بھی حاصل رہا۔

حضرت کی حفاظت کرنے والوں کے نام۔

ابن بشیر انصاری کو بنی المصطلق کے صدقات کا؛ افرح بن حابس کو صدقات بنی یربوع کا؛ ادی بن حاتم کو صدقات بنی دارم کا؛ زبیر بن بدر کو صدقات عوف کا؛ مالک بن نویرہ کو بنی یربوع کے صدقات کا؛ عدی بن حاتم کو صدقات بنی اسد کا؛ عیینہ بن حصین کو صدقات قرارہ کا؛ اور ابو عبیدہ بن الجراح کو صدقات مزینہ اور بذیل و کمانہ کا والی مقرر فرمایا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاصد بھی تھے۔ حاطب بن ابی بلتعہ کو مقدس کی طرف بھیجا؛ شجاع بن وہب کو حارث بن شمر کی طرف؛ وحیدہ کلبی کو بادشاہ روم کے پاس؛ سلیط بن عمرو کو ذہ بن علی حنفی کے پاس؛ عبداللہ بن حذافہ کو بادشاہ عجم کی طرف اور عمرو بن امیہ کو بادشاہ حبشہ کے پاس بھیجا۔

حضرت کے مداح شعرا یہ لوگ تھے۔ کعب بن مالک، عبداللہ بن رواحہ، عثمان بن ثابت، نابغہ جعدی، کعب بن زہیر، قیس بن مرہ، بلید، ابن الزبیری، امیہ بن اہصلت، عباس بن مرداس، طفیل غنوی، کعب ابن مرط، مالک بن عوف، قیس بن بخرا، ابی عبداللہ بن حرب، ابی یحیر بن ابی سلمیٰ اور ابوہریرہؓ۔

کلیفہ نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ عثمان بن مظعون کی زوجہ آنحضرت کی خدمت میں آئیں اور کہا یا رسول اللہ عثمان اکثر دنوں کو روزہ رکھتے ہیں اور راتوں کو عبادت میں مشغول رہتے ہیں اور میرے پاس نہیں آتے۔ یہ سُنکر آنحضرت غضبناک گھر سے باہر نکلے اس صورت سے کہ نعین مبارک ہاتھوں میں لیے ہوئے تھے۔ اور عثمان کے مکان پر پہنچے۔ وہاں اُن کو نماز میں مشغول دیکھا۔ عثمان نے حضرت کو دیکھا تو نماز سے فارغ ہو کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت نے اُن سے کہا کہ اے عثمان خدا نے مجھے رہبانیت (ترک دنیا) کے ساتھ نہیں بھیجا ہے بلکہ سہل و آسان شریعت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ میں بھی روزہ رکھتا ہوں، نمازیں پڑھتا ہوں اور اپنی عورتوں سے محاربت بھی کرتا ہوں۔ لہذا جو شخص میرا دین و نظریات چاہتا ہے اُس کو چاہیے کہ میری سنت اور میرے طریقہ کو اختیار کرے اور عورتوں سے نکاح میری سنت سے ہے۔

اُنہی حضرت سے روایت ہے کہ جب عثمان بن مظعون رحمت الہی سے واصل ہوئے آنحضرت نے اُن کی وفات کے بعد اُن کو بوسہ دیا۔ نیز اُنہی حضرت سے روایت ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عثمان بن مظعون کے جنازہ کے ساتھ جاتے تھے حضرت نے ایک عورت کی آواز سنی جو کہہ رہی تھی کہ اے ابوصائب تم کو بہشت گوارا ہو حضرت نے فرمایا کہ تجھ کو کیا معلوم کہ وہ بہشتی ہے۔ تیرے لیے یہی کہنا مناسب ہے کہ تو کہے کہ وہ خدا و رسول کو دوست رکھتے تھے۔ اور جب آنحضرت کے فرزند ابیہیم کی وفات ہوئی تو حضور نے فرمایا کہ اپنے شائستہ سلف عثمان بن مظعون سے ملتی ہو جاؤ۔ لے

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ عثمان بن مظعون بڑے زاہدوں اور صلحائے صحابہ سے تھے اور حبشہ اور مدینہ دونوں طرف ہجرت کی تھی۔ اور مدینہ میں سب سے پہلے مہاجرین میں سے جس کی وفات ہوئی وہ عثمان ہی تھے اور ان کی وفات بقول ہجرت کے تیس سال بعد ہوئی اور دوسرے قول کے مطابق پانچ ماہ بعد ہوئی (باقی صفحہ ۹۰۶)

غذہ پیشانی سے اُن سے گفتگو کی۔ وہ چلی گئیں تو اُن کے بھائی آئے۔ حضرت نے ان کے ساتھ یہ اکرام نہ کیا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا سبب ہے کہ آپ نے اس کی بہن کا زیادہ اکرام فرمایا۔ حضرت نے فرمایا اس لیے کہ وہ اپنے ماں باپ کے لیے ان سے زیادہ نیک کر دیا ہے۔

بسنید معتبر حضرت صادق سے روایت ہے کہ آنحضرت کے دو مؤذن تھے۔ ایک بلالؓ تھے اور دوسرے ابن ام مکتوم۔ چونکہ ابن ام مکتوم نابینا تھے وہ رات کو اذان کہتے تھے اور بلالؓ طلوع صبح کے بعد۔ اس سبب سے حضرت فرماتے تھے کہ جب ماہ رمضان میں بلالؓ کی اذان سُنو تو کھا نہ پینا ترک کر دیا کرو اور سمجھ لو کہ صبح ہو گئی ہے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزِ دوشنبہ کو نبوت پر مبعوث ہوئے اور روزِ شنبہ کو امیر المومنینؓ ایمان لائے۔ ان کے بعد جناب خدیجہؓ حضرت کی زوجہ طہرہ ایمان لائیں۔ جناب ابوطالب جناب رسول خدا کے خاتم اقدس میں تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت نماز میں مشغول ہیں اور حضرت علیؓ آپ کی داہنی جانب کھڑے آپ کی اقتدا کر رہے ہیں۔ ابوطالب نے حضرت جعفر طیار سے فرمایا کہ اپنے پسر عم کے بازو درست کر لو اور تم بائیں جانب کھڑے ہو جاؤ۔ یہ سُن کر جناب جعفر بائیں طرف کھڑے ہو گئے تو حضورؐ آگے بڑھ گئے۔ غرض اسی طرح ایک مدت تک آنحضرت کے ساتھ علیؓ و جعفرؓ و زید بن حارثہؓ اور خدیجہؓ کے کسی نے نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ خداوند عالم نے فاصد عنہما فاصد عنہما عن المشركین (آیت ۹۲ سورہ الحجرات) نازل فرمائی دینی جو کچھ تم کو حکم دیا گیا ہے اسے واضح طور پر سُننا دو اور شرکین سے دُکڑانی کرو۔

ابن بابویہ نے بسنید معتبر حضرت امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سب سے بہتر بھائی علیؑ اور سب سے بہتر چچا حمزہؑ ہیں اور عباسؑ میرے باپ سے ایک

اصل سے ہیں۔ اور امامؑ نے فرمایا کہ حضرت نے جناب حمزہؑ کے جنازہ پر سر تکیہ میں کبھی تھیں نیز بسنید معتبر ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا خاتم اقدس سے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے باہر آئے اور فرمایا اے گروہ انصار اے فرزندان ہاشم و عبدالمطلب میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خدا کا رسولؐ ہوں۔ اور میں اشخاص میرے اہلبیت میں سے علیؑ و حمزہؑ و جعفرؑ میرے ساتھ طینت مرحومہ سے خلق ہوئے ہیں اور میں لغویں کے طریق سے انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ ہم فرزندان عبدالمطلب بہشت کے بزرگ لوگوں میں سے ہیں۔ میں خدا کا رسولؐ، حمزہؑ سید الشہداء، جعفرؑ جن کو خدا دو پر عطا فرمائے گا، اور علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اور ہمدی۔ اور قرب الاسناد میں حضرت صادقؑ سے مروی ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ ہم میں سے ہیں جناب رسول خداؐ و آلین و آخرین کے سردار و قائم المومن ہیں اور ان کا وحی اوصیائے پیغمبران میں سب سے بہتر ہے اور ان کے دو فرزند حسن و حسین علیہم السلام

لہ امیر المومنین کے ایمان لانے کے یہ معنی ہیں کہ آپ نے نبوت کی تصدیق کی ورنہ آپ کا نور تو حضرت کے نور سے متصل رہا ہے جس کی تفصیل اس کتاب کی پہلی جلد میں ذکر ہو چکی۔ ۱۲ مترجم

کلی نے بسنید صحیح امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے ضیاعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب کو جو آنحضرت کی چچا زاد بہن تھیں مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے ترویج فرمایا۔ اور فرمایا کہ میں نے اس واسطے ضیاعہ کو مقداد سے ترویج کیا تاکہ نکاح پست ہو جائے اور لوگ حسب و نسب کی مواصلت میں رعایت نہ کریں اور رسول خدا کی سنت کی تاسی و اقتدا کریں۔ کیونکہ تم میں جو زیادہ پرہیزگار ہے خدا کے نزدیک ہے زیادہ عزت والا ہے۔ اور حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ زبیرؓ عبد اللہ اور ابوطالب ایک ماں باپ کے فرزند تھے۔

بسنید صحیح حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جب قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا ارادہ کیا تو کہا کہ ہم ابولہب کا علاج کیا کریں کہ وہ ہمارے اس ارادہ میں مزاحمت نہ ہو۔ ام جہیل ابولہب کی زوجہ نے کہا میں اُس کے شر سے تم کو محفوظ رکھوں گی۔ میں اُس سے کہوں گی کہ آج صبح گھر میں رہو تاکہ ہم مٹراب صبوحی پیئیں۔ چنانچہ دوسرے روز جب ارادہ سے چلے تو ام جہیل نے ابولہب کو روک لیا اور اس کو مٹراب نوشی میں مشغول کر لیا۔ جناب ابوطالب نے حضرت علیؓ کو طلب فرمایا اور کہا اے فرزند اپنے چچا ابولہب کے گھر پر جاؤ اور دروازہ کھولنا اگر دروازہ نہ کھولیں تو توڑ دو اور گھر میں داخل ہو جاؤ۔ اور کہنا کہ میرے والد فرماتے ہیں کہ جس شخص کا چچا اپنی قوم کا سردار ہو نہیں ممکن ہے کہ وہ ذلیل ہو۔ جناب امیر ابولہب کے گھر آئے، دروازہ کو بند پایا اور سرچیز کھٹکھٹایا کسی نے دروازہ نہ کھولا تو حضرت نے دروازہ توڑ دیا اور گھر میں داخل ہوئے۔ ابولہب نے دیکھا تو کہا اے برادر زادے تم کو کیا کام ہے؟

حضرت نے جناب ابوطالب کا پیغام پہنچایا۔ ابولہب نے کہا تمہارے باپ نے سچ کہا ہے لیکن کیا واقعہ ہوا؟ آپ نے فرمایا تمہارا برادر زادہ قتل کیا جا رہا ہے اور تم شراب پینے میں مشغول ہو۔ یہ سُن کر ہی ابولہب نے جنت کی اور اپنی تلوار اٹھائی۔ اور چاہا کہ گھر سے باہر نکلے۔ ام جہیل منافقہ اُس سے پلٹ گئی۔

ابولہب نے ایک طمانچہ اُس کے رخسار پر مارا کہ اُس کی ایک آنکھ صانع ہو گئی اور نگلی تلوار لیتے ہوئے باہر نکلا۔ قریش نے جب اُس کو غضبناک دیکھا تو پوچھا کہ اے ابولہب کیا ہوا تجھ کو۔ ابولہب نے کہا میں نے اپنے بھائی کے لڑکے کی منی لفت پر تمہاری موافقت کی تو تم اُس کے قتل کا ارادہ کرتے ہو۔ لات و عزیٰ کی قسم میں نے ارادہ کیا ہے کہ مسلمان ہو جاؤں۔ اور جب مسلمان ہو جاؤں گا تو دیکھو گے کیا کروں گا۔ یہ حال دیکھ کر قریش معذرت کرنے لگے اور اُس کو راضی کر کے واپس گھر بھیجا۔

بسنید معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ ام ایمن اہل بہشت سے تھیں۔

بسنید معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ آنحضرت کی رضاعی بہن حضرت کی خدمت میں آئیں جب حضرت کی نگاہ مبارک ان پر پڑی خوش ہو گئے اور اپنی چادر ان کے لیے پچھا دی۔ اور اُس پر بٹھایا اور نہایت

(بقیہ صفحہ ۹۰۹) اور خاصہ وعامہ نے روایت کی ہے کہ حضرت نے ان کی وفات کے بعد ان کو بوسہ دیا اور جب دفن سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ وہ ہمارے واسطے بہتر سلف ہیں۔ ۱۲

ترجمہ حیات القلوب جلد دوم

فغانی حیات کے سبب ابولہب کا حضرت کی عمارت میں قریش کے خلاف جنگ کے لیے نکلا۔

بہترین فرزندانِ پیغمبران ہیں اور بہترین شہداء حمزہؓ ہیں جو ان کے چچا ہیں۔ اور جعفرؓ جو فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتے ہیں اور قائم آل محمدؐ۔ اور علی بن ابراہیم نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ خدا نے مجھے میرے اہلبیت میں سے تین اشخاص سے برگزیدہ کیا ہے۔ میں ان میں سے بہتر اور زیادہ پرہیزگار ہوں مگر شرف نہیں کرتا۔ اور اس نے مجھے اور ابوطالب کے دونوں بیٹے علیؓ و جعفرؓ کو اور حمزہؓ پر عبدالمطلب کو برگزیدہ فرمایا۔ ایک روز ہم لوگ اہل بیت میں اپنی اپنی چادروں سے منہ چھپا کر سوئے ہوئے تھے۔ علیؓ میری داہنی جانب، جعفرؓ بائیں طرف اور حمزہؓ میرے پاتنی سو رہے تھے ناگاہ فرشتوں کے پروں کی آواز اور اپنے سینہ پر علیؓ کے ہاتھ کی ٹھنک سے میں بیدار ہو گیا۔ تو میں نے تین دوسرے فرشتوں کے ساتھ جبریلؑ کو دیکھا۔ آپ فرشتے نے جبریلؑ سے پوچھا کہ ان چادروں اشخاص میں سے کس کی طرف آپ بھیجے گئے ہیں۔ یہ سنکر جبریلؑ نے میری طرف اشارہ کیا اور کہا یہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بہترین پیغمبران ہیں اور یہ علیؓ بہترین اوصیا ہیں اور وہ جعفرؓ ہیں کہ دو رنگین پروں کے ساتھ بہشت میں پرواز کریں گے اور وہ شہیدوں میں سے بہتر حمزہؓ ہیں۔ نیز قول خدا من المؤمنین رجال صدقوا ما عاواھذا واللہ علیہم فتنہم من فتنہ خبیثہ ویمتھم من ینتظر ویمات لئلا یؤاخذ باللہ (سورۃ الاحزاب) ترجمہ: ”مؤمنین میں کچھ ایسے بھی ہیں جنہوں نے خدا سے جو عہد کیا تھا اسے پورا کر دکھایا (بعض ان میں سے وہ ہیں جو مکر) ایسا وقت پورا کر گئے اور بعض ان میں سے حکم خدا کے منتظر ہیں۔ ان لوگوں نے اپنی بات میں ذرا بھی تبدیلی نہیں کی“ امامؑ نے فرمایا کہ مراد یہ ہے کہ مؤمنین میں سے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس عہد کو پورا کر دکھایا جو خدا سے کیا تھا کہ ہرگز جنگ سے نہ بھاگیں گے یہاں تک کہ قتل ہو جائیں تو ان میں سے بعض کی اجل آگئی اور وہ اپنے عہد پر باقی رہے یہاں تک کہ دنیا سے گذر گئے یعنی حمزہؓ اور جعفرؓ۔ اور ان میں سے بعض اپنی موت کا انتظار کر رہے ہیں کہ موت آنے پر شہادت سے مشرف ہوں اور وہ علیؓ بن ابی طالب ہیں۔ اور انہوں نے کوئی امر وین تبدیل نہیں کیا نیز اس آیت کی تفسیر میں اذین للذین یقوا تلکون یا تلھبوا ظلموا وان اللہ علیٰ کھیرھذ لقد یروہ (آیت ۱۱۱ سورۃ اہ) جن مسلمانوں سے کفار جنگ کیا کرتے تھے ان کو بھی جہاد کی اجازت دے دی گئی کیونکہ ان پر بہت ظلم کیا گیا اور خدا ان کی مدد پر یقیناً قادری ہے۔ روایت ہے کہ یہ پہلے علیؓ و حمزہؓ و جعفرؓ کی شان میں نازل ہوئی اس کے بعد تمام لوگوں کے لیے اس کا حکم جاری ہوا یعنی ان کے لیے یہ ایک قانون بنادیا گیا جن سے کفار لڑتے ہیں اور ان پر ظلم کیا گیا ہے اور خدا ان کی مدد پر قادر ہے۔

خصال میں بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی گئی ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ مختلف درختوں سے پیدا ہوتے۔ اور میں اس درخت سے تعلق رکھتا ہوں جس کی جڑ علیؓ میں اور شاخ جعفرؓ میں۔ نیز روایت ہے کہ جناب امیرؑ نے روز شوریٰ فرمایا کہ میں تم سے قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم میں کوئی ہے جس کا کوئی بھائی جعفرؓ کے مانند ہو کہ خدا نے جس کو دو رنگین پروں سے آماستہ کیا ہو۔ جن سے وہ بہشت کے درجوں میں جس جگہ چاہے پرواز کرے۔ اور اس کا کوئی چچا مثل میرے چچا حمزہؓ کے ہو جو شیر خدا اور شیر رسولؐ اور بہترین شہداء ہو۔ سب نے کہا ہم میں کوئی ایسا نہیں ہے۔ اور بشارت میں امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ ساق عرش پر رکھا ہے کہ حمزہؓ خدا کے شیر اور رسولؐ کے شیر اور سید الشہداء ہیں۔

کلینی نے بسند معتبر امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے کہ کسی کی حمیت نے صاحب حمیت کو داخل بہشت نہیں کیا سوائے حمیت حمزہؓ کے کہ وہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے غصہ میں مسلمان ہوئے جبکہ کفار مکہ نے اونٹ کی آنتیں آنحضرتؐ کی پشت مبارک پر ڈالیں۔

قرآن ابراہیمؑ نے روایت کی ہے کہ یہ آیت من کان ینحوا لقاۃ اللہ فان اجعل اللہ لک آیت سورۃ عنکبوت (پ) جو شخص خدا سے ملنے کی امید رکھتا ہو تو خدا کی مقرر کی ہوئی میعاد ضرور آنے والی ہے۔ اور یہ آیت۔ ومن جاهد فباکمالہا ینصیبہ (آیت سورۃ عنکبوت (پ) یعنی جس نے جہاد کیا اس نے اپنے لیے کیا۔ دونوں جناب حمزہؓ بن عبدالمطلب کی شان میں نازل ہوئیں۔

کلینی نے بسند حسن روایت کی ہے کہ سید نے امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ بنی ہاشم کی عزت و شوکت و کثرت کہاں تھی کہ امیر المؤمنین جناب رسول خدا کے بعد ابوبکر و عمر اور تمام منافقوں سے منسوب ہو گئے؟ حضرت نے فرمایا کہ بنی ہاشم میں کون باقی تھا جعفر و حمزہ جو سابقین اولین میں انتہائی ایمان و یقین کے مالک تھے عالم بقا کی جانب رحلت فرما چکے تھے اور دومرضعیت الیقین اور کمزور نفس تھے جو تازہ مسلمان ہوئے تھے یعنی عباس و عقیل۔ وہ دونوں جنگ بدر میں اسیر کیے گئے تھے اور آزاد کر دیئے گئے تھے۔ ان کے ایمان میں اتنی قوت نہیں تھی۔ خدا کی قسم اگر حمزہؓ اور جعفرؓ زندہ ہوتے اس فتنہ میں ابوبکر و عمر کی مجال نہ تھی کہ حضرت امیر المؤمنین کا حق غصب کر لیتے۔ اور اگر اس کی کوشش کرتے تو یقیناً یہ حضرات ان کو قتل کر دیتے اسی حدیث کے مانند احتجاج میں بھی امیر المؤمنین سے مروی ہے۔

اُس صدیق کے حالات جو بعثت سے پہلے حضرت کا دوست تھا۔

فصل

کلینی اور تھیری نے بسند ہائے معتبر امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ بعثت سے پہلے ایک مرتبہ ایک شخص کے پاس تشریف لے گئے اس نے آپ کی بڑی عزت کی۔ جب آنحضرتؐ مبعوث برسالت ہوئے لوگوں نے اُس سے کہا جانتے ہو کہ وہ پیغمبر کون مبعوث ہوا ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔ لوگوں نے کہا کہ وہ جو فلاں روز تمہارے پاس بیٹھے تھے اور تم نے ان کی بڑی عزت و تکریم کی تھی۔ یہ سنکر وہ شخص آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضری کے لیے روانہ ہوا۔ جب حضرتؐ کے پاس پہنچا کہا یا رسول اللہ آپ مجھے پہچانتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا تم کون ہو؟ عرض کی میں وہ ہوں کہ فلاں مقام پر فلاں روز آپ جس کے پاس بیٹھے تھے اور فلاں اور فلاں قسم کا کھانا میں آپ کے لیے لایا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا مہربانم خوب آئے جو چاہو مجھ سے سوال کرو۔ اُس نے کہا میں سنا گو سفند مع ان کے چرواہوں کے چاہتا ہوں حضرتؐ نے کچھ دیر تاہل کیا پھر حکم دیا تو اُس کو دے دیئے گئے۔ حضرتؐ نے صحابہ سے کہا کہ اس مرد کو کون سا امر مانع ہوا کہ مثل اُس بڑھیا کے سوال کرتا جو بنی اسرائیل سے تھی۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ اُس بڑھیا کا سوال کیا تھا؟ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے جناب موسیٰؑ کو وحی فرمائی کہ جب شہر مصر سے باہر نکلے تو اپنے ساتھ استخوان چھائے یوسفؑ قبر سے نکال کر بیت المقدس اپنے ساتھ لے جاوے جناب موسیٰؑ نے لوگوں سے پوچھا کہ یوسفؑ کی قبر کہاں ہے؟ کسی نے نشان قبر نہ بتایا۔ ایک پیر مرد نے کہا کہ فلاں بڑھی عورت کو معلوم ہے حضرتؐ

ستاؤواں باب

مہاجرین و انصار اور صحابہ و تابعین کی فضیلت اور ان کے بعض مجمل حالات

ابن ابی یونس نے بسند معتبرانی امام سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خوشحال اُس کا جو مجھے دیکھے اور مجھ پر ایمان لائے۔ یہی بات سات مرتبہ ارشاد فرمائی۔

بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ کے اصحاب بارہ ہزار تھے۔ مدینہ کے اٹھ ہزار ملکہ کے دو ہزار اور دو ہزار آزاد کئے گئے لوگ تھے۔ ان میں کوئی قدری نہ تھا جو خداوند عالم کے جبر کے قائل ہیں اور نہ کوئی مرجی تھا جو کہتے ہیں کہ ہر ایک کا ایمان ایک قسم کا ہے اور نہ کوئی حروری تھا جو امیر المؤمنین کو نامزد کہتے ہیں اور نہ کوئی معتزلی تھا جو کہتے ہیں کہ خدا کو بندوں کے عمل میں کوئی دخل نہیں اور خدا کے دین میں اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہتے تھے۔ اور وہ شب درو زگریہ کرتے اور کہتے تھے کہ خداوند ہماری روحوں کو قبض کر لے قبل اس کے کہ امام حسینؑ کی شہادت کی خبر ہم کو پہنچے۔ دوسری روایت کے مطابق وہ کہتے تھے کہ ہم کو موت دے دے قبل اس کے کہ ہم میدہ کی روٹی کھائیں۔

بسند دیگر جناب رسول خداؐ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خوشحال اُس کا جس نے مجھے دیکھا اور کیا کہنا ہے اُس کا کہ اُس نے اُس کو دیکھا ہو جس نے مجھے دیکھا ہو۔ اور کیا کہنا ہے اُس کا کہ اُس نے اُسے دیکھا ہو جس نے اُسے دیکھا ہو جس نے مجھے دیکھا ہو۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر حضرت امیر المؤمنین سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ میں تم کو تمہارے پیغمبر کے اصحاب کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ ان کو گالی مت دو اور تمہارے پیغمبر کے اصحاب وہ ہیں جو ان کے بعد دین میں کوئی بدعت نہ کیے ہوں گے اور نہ کسی بدعت کمنے والے کو پناہ دی ہوگی۔ بیشک جناب رسول خداؐ نے ان کے بارے میں مجھ سے سفارش فرمائی ہے۔

یزید بسند صحیح حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ جناب امیرؑ نے عراق میں لوگوں کے ساتھ نماز صبح ادا کی اور نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کو موعظہ فرمایا اور بڑے اور سب کو خوف خدا سے ڈلایا پھر فرمایا کہ خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے اپنے خلیل رسول خداؐ کے زمانہ میں ایک گروہ کو دیکھا جو صبح و شام اس حال میں گزارتے تھے کہ ان کے بال بکھرے ہوئے گرد آلود، خدا سے ان کے پیٹ خالی، ان کی پیشانیوں زیادہ سجڑے کرنے سے مانند

لے مؤلف کہتے ہیں کہ یہ حدیث مخالفوں کے طریقہ سے ہے اور اس میں شک نہیں کہ اس فضیلت میں ایمان شرط ہے ۱۱۱

موسیٰ نے اُس کو طلب کیا اور دریافت کیا کہ تو جناب یوسفؑ کی قبر جانتی ہے؟ اُس نے کہا ہاں حضرت موسیٰؑ نے فرمایا مجھے بتا دے میں تیرے لیے بہشت کا ضامن ہوتا ہوں۔ بڑھیا نے کہا خدا کی قسم میں نہیں بتاؤں گی جب تک کہ آپ میرے لیے وہ عمل میں نہ لائیں جو میں کہوں۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں تیرے لیے بہشت کی ضمانت کرتا ہوں۔ اُس نے کہا نہیں جو میں مانگوں جب تک آپ وہ نہ دیں گے میں نہ بتاؤں گی؛ اس وقت وحی نازل ہوئی کہ اے موسیٰؑ جو کچھ وہ کہے اُسے قبول کر دو کیونکہ مجھ پر کوئی امر دشوار نہیں ہے تو موسیٰؑ نے اُس سے کہا جو چاہے طلب کر۔ اُس نے کہا میں یہ فیصلہ کرتی ہوں کہ میں آپ کے ساتھ اُسی درجہ میں رہوں گی بہشت کے جس درجہ میں آپ ہوں گے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس مرد نے کیوں نہ اُس بڑھئی عورت کے مانند مجھ سے سوال کیا۔

یزید کلینی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کی بعثت سے پہلے ایک شخص سے راہ درم تھی جس سے لین دین رکھتے تھے جب رسالت پر مبعوث ہوئے اُس شخص سے ملاقات ہوئی تو اُس نے حضرتؐ سے کہا خدا آپ کو جزائے خیر دے آپ میرے اچھے دوست تھے۔ آپ نے ہمیشہ میری موافقت کی اور کبھی لڑائی جھگڑا نہیں کیا۔ حضرتؐ نے اس سے فرمایا کہ خدا تم کو بھی جزائے خیر دے کہ تم نے ہمیشہ مجھ سے اچھی طرح معاملہ کیا اور مجھ پر کوئی سود وارد نہیں کیا اور نہ میرے مال میں طمع کیا۔

بسند حسن انہی حضرتؐ سے مروی ہے کہ عرب جاہلیت میں دو فرقے تھے علم اور جس جس قریش کو کہتے تھے اور تمام عرب علم کھاتے تھے۔ اور ہر علم پر لازم تھا کہ وہ کسی جس سے مصاحبت رکھے جو حرم میں سکونت رکھتا ہو۔ اور اگر کوئی عرب میں سے مکہ میں آتا جو کسی مذوالے سے مصاحبت نہیں رکھتا تھا تو اس کو خانہ کعبہ کے طواف کرنے کی اجازت نہیں تھی مگر برہنہ ہو کر کر سکتا تھا کیونکہ اہل مکہ کے خیال میں ایسے لوگوں کا لباس وہ ہوتا جس میں گناہ کیے گئے ہوتے تھے۔ لہذا اُس لباس کو پہن کر طواف کعبہ نہیں کرنا چاہیے تھا اور اگر اہل حرم میں سے کسی سے دوستی ہوتی تو اپنا لباس اتار کر اُس دوست کا لباس پہن کر طواف کر لیتے تھے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن حجازی جاشعی کے مصاحب تھے اور عیاض اپنی قوم میں بہت گرامی اور صاحب عزت تھا اور اہل عکاظ کا قاضی تھا جب عیاض مکہ میں آتا اپنا لباس اتار کر حضرتؐ کے طاہر و پاکیزہ کپڑے پہن کر طواف کرتا پھر حضرتؐ کے کپڑے واپس دے دیتا۔ جب آنحضرتؐ مبعوث ہوئے عیاض آنحضرتؐ کے لیے بدیہ لایا۔ حضرتؐ نے قبول نہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ اگر تو مسلمان ہو جائے تو تیرا بدیہ قبول کر دوں گا کیونکہ خداوند عالم میرے لیے مشرکوں کا بدیہ پسند نہیں فرماتا۔ اُس کے بعد عیاض مسلمان ہو گیا اور اُس کا اسلام بہتر ہوا۔ پھر وہ حضرتؐ کے لیے بدیہ لایا اور حضرتؐ نے قبول فرمایا۔

بکریوں کے زانوں کے۔ وہ راتیں عبادت الہی میں بسر کرتے تھے۔ کبھی قیام میں ہوتے، کبھی رکوع میں، کبھی سجود میں۔ اور اپنے پیروں اور پیشانیوں کو تعب میں مبتلا کرتے اور ہمیشہ اپنے پروردگار سے مناجات کرتے رہتے اور رورور کر اُس سے التجا کرتے تھے کہ اُن کے بدنوں کو آتش جہنم سے آزاد فرمائے۔ اور خدا کی قسم ہمیشہ اُن کو اسی حال میں عذاب الہی سے خوفزدہ میں پاتا تھا۔

بسنید دیگر عبدالرحمن جہنی سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں جناب رسول خدا کی خدمت میں حاضر تھا ناگاہ دو سوار دکھائی دیئے۔ حضرت نے ان کو دیکھا تو فرمایا کہ یہ دو اشخاص قبیلہ مذرج سے ہیں۔ وہ قریب آئے تو معلوم ہوا کہ اُنکی قبیلہ سے ہیں۔ اُن میں سے ایک حضرت کے پاس آیا تاکہ بیعت کرے جب آنحضرت نے اُس کا ہاتھ بیعت کے لیے پکڑا تو اُس نے کہا یا رسول اللہ مجھے آگاہ فرمائیے کہ جو شخص آپ کی زیارت سے مشرف ہو، آپ پر ایمان لائے، آپ کی رسالت کی تصدیق کرے اور آپ کی پیروی کرے تو اُس کے لیے کیا اجر و ثواب ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ اُس کے لیے طوبی ہے۔ یہ سنکر اُس نے بیعت کی اور واپس چلا گیا۔ پھر دوسرا شخص حضرت کے پاس آیا اور بیعت کرنے کے لیے حضرت کا ہاتھ پکڑا اور کہا یا رسول اللہ مجھے مطلع فرمائیے کہ جو شخص آپ پر ایمان لائے، آپ کے ارشادات پر یقین کرے اور آپ کی پیروی کرے لیکن آپ کی زیارت نہ کیے ہو تو اُس کے لیے کیا اجر و ثواب ہے۔ حضرت نے فرمایا اُس کے واسطے بھی طوبی ہے۔ یہ سنکر اُس نے بھی بیعت کی اور واپس گیا۔

بسنید دیگر آنحضرت کے بعض اصحاب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت کی خدمت میں ہم بیٹھے ہوئے ناشتہ کر رہے تھے۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ہم سے بھی کوئی بہتر ہے؟ کیونکہ ہم نے اسلام قبول کیا اور آپ کی خدمت میں حاضر رہ کر جہاد کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا ہاں تم سے بہتر میری امت میں وہ لوگ ہیں جو میرے بعد پیدا ہوں گے اور مجھ پر ایمان لائیں گے۔

بسنید معتبر کلینی نے روایت کی ہے کہ ابوہریرہ زبیری نے حضرت صادق سے سوال کیا کہ کیا ایمان کے درجے ہیں جن کے سبب سے خدا کے نزدیک مومنین ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا ہاں۔ اُس نے عرض کی بیان فرمائیے تاکہ میں بھی سمجھوں۔ حضرت نے فرمایا کہ خداوند عالم نے مومنین کے درمیان مسابقت قرار دی ہے۔ جس طرح میدان میں شرط لگا کر گھوڑے دوڑائے جاتے ہیں اسی طرح خدا نے ایک دوسرے پر بقدر سبقت و فیت دی ہے اور ان کو ایک دوسرے پر ایمان و اعمال صالحہ میں آگے بڑھ جانے کے سبب سے فضیلت و کرامت بخشی ہے اور کوئی شخص اپنے سے آگے بڑھ جانے والے پر فضیلت نہیں رکھتا اور کوئی مفسول اپنے سے افضل پر فیت نہیں رکھتا اسی سبب سے جو لوگ اس امت کے آخر میں ایمان لائے ہیں۔ اور اگر ایمان میں آگے بڑھ جانے والوں کو فضیلت حاصل نہ ہوتی تو ہر وہ شخص جو بعد میں ایمان لاتا تو بیشک اس امت کا آخر ان کے اقل سے مل جاتا بلکہ اعمال نیک کی زیادتی کے باعث اُس پر بھی فیت حاصل کر سکتا تھا۔ لہذا کوئی فضیلت اُن کو جو پہلے ایمان لائے ہیں اُن پر نہیں ہوگی۔

بعد میں ایمان لائے ہیں۔ مگر ایمان کے درجوں کے سبب خداوند عالم نے سابقین کو مقدم رکھا ہے اور دیر میں ایمان

لانے والوں کو پیچھے رکھا ہے۔ کیونکہ ہم بعض مومنین کو دیکھتے ہیں جو آخر میں ایمان لائے ہیں کہ اُن کی نماز، اُن کا روزہ اور حج و زکوٰۃ و جہاد و صدقات اگلے لوگوں سے زیادہ ہے۔ اگر ایمان میں سبقت کی فضیلت نہ ہوتی تو بیشک وہ لوگ جو آخر میں ایمان لائے ہیں اُن کی زیادتی کے سبب اگلے لوگوں پر مقدم ہوتے۔ لیکن خداوند عالم نے انکار کیا ہے اس سے کہ آخر درجات ایمان کو اقل درجات پر اختیار کرے۔ اور اُس کو مقدم نہیں کیا جاسکتا جس کو خدا نے پیچھے رکھا ہے، اور اُس کو پیچھے نہیں کیا جاسکتا جس کو خدا نے مقدم کیا ہے۔ ابوہریرہ نے کہا مجھے آگاہ فرمائیے اُن امور سے جن کی خدا نے ایمان کی جانب سبقت کرنے میں ترغیب دی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ خداوند عالم نے ارشاد فرماتا ہے: **سَابِقُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَلَا دَرَجَاتٍ أُرِغِدَتْ لِلَّذِينَ اتَّبَعُوا بِالدِّينِ وَرُسُلِهِ رَأَيْتُمُ الْمَاجِدِينَ** (اپنے پروردگار کی مغفرت اور جنت کی جانب تیزی سے بڑھو جس کی چوڑائی زمین و آسمان کے مانند ہے۔ جو اُن لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے جو خدا اور اُس کے رسول پر ایمان لائے ہیں) پھر فرمایا کہ **۱۔ وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ ۚ أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ۚ أَيْنَ ۙ أَتُونَ سُوْرَةَ وَقَعِ بَيِّنَاتٍ** (یعنی ایمان اور اعمال صالحہ میں آگے بڑھ جانے والے بہشت کی جانب سبقت کرنے والے ہیں اور وہی لوگ قربت بارگاہ الہی ہیں) پھر فرمایا ہے **۲۔ وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ ۚ أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ۚ أَيْنَ ۙ أَتُونَ سُوْرَةَ وَقَعِ بَيِّنَاتٍ** (آیت سورۃ توبہ پ) مہاجرین انصار میں سے سبقت کرنے والے اور ان لوگوں سے جنہوں نے نیکی میں ان کی پیروی کی خدا راضی ہوا اور وہ خدا سے ہوئے، حضرت صادق نے فرمایا کہ خدا نے درجہ ایمان کے مطابق ان لوگوں کا پہلے ذکر کیا جنہوں نے پہلے ہجرت کی تھی، پھر دوسرے درجہ میں انصار کا ذکر کیا جنہوں نے مہاجرین کے بعد آنحضرت کی مدد کی تھی، پھر تیسرے درجہ میں اُن کے تابعین کا نیکی کے ساتھ ذکر فرمایا۔ غرض ہر گروہ کو اُس درجہ اور منزلت میں قرار دیا جو اُن کے لیے اُس کے نزدیک ہے۔ اور اپنے دوستوں میں سے بعض کو بعض پر تفضیل دی ہے۔ پھر فرمایا کہ **ثَلَاثَ الرُّسُلِ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِّمَّنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ** (آیت سورۃ بقرہ پ) یہ سب رسول جو ہم نے بھیجے ہیں اُن میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اُن میں سے بعض وہ ہیں جن سے خدا نے کلام کیا ہے اور بعض کے بہت درجے بعض پر بلند کیے، پھر فرمایا: **وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَىٰ بَعْضٍ** (آیت ۵، ۶، سورۃ بنی اسرائیل) ہم نے بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت دی ہے اور فرمایا: **۱۔ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَفَالْآخِرَةُ أَكْبَرُ دَرَجَاتٍ وَ أَكْبَرُ تَقْوِيْنَهُ** (آیت سورۃ بنی اسرائیل پ) غور کرو ہم نے بعض کو بعض پر کسی فضیلت دی ہے اور آخرت میں سب سے بڑا درجہ اور سب سے زیادہ فوقیت عطا فرمائی، پھر فرمایا: **هُم دَرَجَاتٌ عِنْدَ اللَّهِ** (آیت پ سورۃ آل عمران) خدا کے نزدیک اُن کے درجے (بلند) ہیں، اور فرمایا کہ: **يُؤْتِي كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ** (آیت سورۃ صافات پ) ہر صاحب فضیلت کو اُس کی فضیلت دی گئی ہے، ان تمام آیتوں کا مضمون پیروں کے تہ کی زیادتی پر مشتمل ہے۔ یعنی بعض کو بعض پر اور بعض کو دوسروں پر تفضیل کی دلالت کرتی ہیں۔ پھر فرمایا کہ **الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَأَنْفُسُهُمْ**

سے گفتگو کرتے ہوئے سنا کہ وہ اُس پر فخر کرتا تھا اور اپنے نسب کی فوقیت ظاہر کرتا تھا۔ حضرت نے اس جواب میں مرد شیعہ سے فرمایا کہ تو اُس سے کہہ دے کہ ولایت و محبت اہلبیت کے سبب تو اُس سے شریف تر ہے۔ پسند صحیح حضرت امام رضا سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا چار قبیلہ والوں، انصار، عبد قیس، اسلم، اور بنی تمیم کو دوست رکھتے تھے اور چار قبیلوں بنی امیہ، بنی حنیفہ و ثقیف اور بنو ہذیل کو دشمن رکھتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ میری ماں نے مجھے اس واسطے نہیں جنا ہے کہ میں بگری ہوں یا ثقیفی ہوں۔ اور فرماتے تھے کہ ہر قبیلہ میں کوئی نجیب ہے سوائے بنی امیہ کے کہ اُس میں کوئی نجیب نہیں۔

شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ ایک روز امیر المومنین نے فرمایا کہ قبیلہ غنی اور قبیلہ ہامہ کو بلا لاؤ کہ اپنے حصہ کے عطیے لے جائیں۔ اُسی خدا کی قسم جس نے دانہ کوشکا فتنہ کیا اور خلق کو پیدا کیا ہے کہ ان کو اسلام سے کچھ واسطہ نہیں ہے۔ اور میں حوض کوثر اور مقام محمود شفاعت کے یاس گواہی دوں گا کہ یہ لوگ دنیا و آخرت میں میرے دشمن ہیں۔ اور اگر خلافت پر میرے قدم قائم ہو گئے تو یقیناً چند قبیلوں کو چند قبیلوں کی طرف منتقل کر دوں گا اور بیشک ساتھ قبیلوں کا قتل مباح کر دوں گا کیونکہ ان کو اسلام میں کچھ حصہ نہیں ہے۔

اٹھاؤ نواں باب

بعض اکابر صحابہ کے فضائل کا تذکرہ

ابن بابویہ نے بسند معتبر کریمہ بن صالح سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذر سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیر کے بارے میں تین باتیں بیان فرمائی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک میرے حق میں ہو تو میں اُس کو دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے اُن سب سے بہتر سمجھتا۔ اول یہ کہ خداوند اعانت کر اُس کی اور اُسی کے ذریعہ سے مدد حاصل کر اور اُس کی مدد کر اور اُس کے دشمنوں سے انتقام لے۔ بیشک وہ تیرا بندہ ہے اور تیرے رسول کا بھائی ہے۔ پھر ابوذر نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ علی خدا کے ولی ہیں اور رسول کے بھائی ہیں اور وصی ہیں۔ پھر کریمہ نے کہا کہ اُن حضرت کے لیے یہی گواہی تمام مسلمانوں، سلمان فارسی، عمار یاسر، جابر بن عبد اللہ انصاری، ابوالہشیم بن التیمان، خزیمہ بن ثابت و شہادتین، ابوالیوب انصاری اور ہاشم بن عقیبہ مر قال رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دی ہے جو افاضل اصحاب رسول تھے۔

بسند معتبر منقول ہے کہ امیر المومنین سے لوگوں نے جناب ابوذر کے بارے میں دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ وہ علوم حق سے آگاہ تھے اور اس کا مرضبوط باندھ رکھا تھا کہ اس سے کوئی چیز باہر نہیں نکلتی تھی۔

ذَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ رَأَيْتُ سُوْرَةَ تَوْبَةٍ يَا لَيْتُ حِينَ لَوْ كُنْتُ فِي الْإِيمَانِ قَبُولُ كَيْفَ أَدْرَأُ بَعْدَ هَذَا فِي رَأْيِ بَنِي جَانُوں اور مالوں سے جہاد کیا خدا کے نزدیک اُن کے درجے بہت بلند ہیں۔ پھر فرمایا ہے کہ فَضَّلَ اللَّهُ الْمَجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ذَرَجَاتٍ مِنْهُ وَ مَغْفِرَةً وَ رَحْمَةً رَأَيْتُ ۹۴، ۹۵ سُوْرَةَ النَّاسِ، یعنی خدا نے جہاد کرنے والوں کو اُن لوگوں پر جو گھروں میں بیٹھ رہے اجر عظیم کے ساتھ فضیلت دی ہے اور اُن کے لیے خدا کی طرف سے درجے اور بڑی بخششیں اور عظیم رحمتیں ہیں۔ پھر فرمایا ہے کہ لَا يَسْتَوِي مَنْ أَتَقَنَّا مِنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْقَتْلِ وَ قَاتِلًا أَوْ لَيْتًا أَعْظَمَ ذَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَ قَاتِلُوا رَأَيْتُ سُوْرَةَ مَدِيدٍ، یعنی وہ تم میں سے جس نے راہ خدا میں فتح مکہ سے قبل اپنے مال صرف کیے اور جہاد کیا اور وہ جس نے بعد میں کیا درجہ میں برابر نہیں ہیں۔ وہ لوگ درجہ میں اُن لوگوں سے بلند ہیں جنہوں نے فتح مکہ کے بعد راہ خدا میں مال صرف کیا اور جہاد کیا۔

شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک انصار دشمنوں کے دفع کرنے میں میری سپر ہیں۔ لہذا اُن سے غلطیاں ہو جائیں تو اُن کو معاف کر دو اور درگزر کرو اور اُن کے نیک لوگوں کی مدد کرو۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ جب لوگ جوق در جوق رسول خدا کے دین میں داخل ہو رہے تھے کہ اُرد کے قبیلہ والے آئے جن کے دل نازک اور زبان شیریں تھی۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم نے دلوں کی نزاکت کو تو سمجھ لیا، لیکن اُن کی زبان کیوں شیریں ہے؟ فرمایا اس لیے کہ زمانہ جاہلیت میں مسواک کرتے تھے۔

اور شیخ طوسی نے بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ مسلمانوں کی تلواریں نیاموں سے باہر نہیں نکلیں اور ان کی صفیں نماز اور جہاد میں نہیں قائم ہوئیں اور اذان بلند آواز سے نہیں کہی گئی، اور قرآن میں یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا نازل نہیں ہوئی قبل اس کے کہ قبیلہ اوس و خزرج کے لوگ مسلمان ہوں جو کہ انصار ہیں۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب امام جعفر صادق نے ایک قریشی کو ایک مرد شیعہ

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ صحابہ و مہاجرین اور انصار کے لیے ان آیتوں اور حدیثوں میں جو مدح اور فضیلتیں وارد ہوئی ہیں وہ اُن کے لیے ہیں جو دین سے خارج نہیں ہوتے اور نہ منافق ہوتے اور نہ امیر المومنین کے سوا کسی غیر حق خلیفہ کی متابعت کی ہے اور جو صحابہ کافر اور مرتد ہو گئے اور انہوں نے امیر المومنین کی مخالفت کی اور اُن کے دشمنوں کی مدد کی ہے وہ کافر دل سے بھی بدتر ہیں چنانچہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ میرے بہت سے اصحاب روز قیامت حوض کوثر سے دور کر دیئے جائیں گے تو میں کہوں گا کہ یہ تو میرے اصحاب ہیں تو خداوند عالم فرمائے گا کہ اے محمد تم نہیں جانتے کہ تمہارے بعد ان لوگوں نے کیا کیا۔ یہ تمہارے بعد دین سے ایڑیوں کے بل پھر گئے اور مرتد ہو گئے تھے۔ اس کے بعد خاصہ و عامہ کے طریقہ سے بہت سی حدیثیں اس بارے میں انشاء اللہ لکھی جائیں گی۔

نے فرمایا ایتھا التاس؛ جو کچھ خدا نے میرے لئے تم پر واجب قرار دیا ہے وہ جاہلی اور سونے کی قسم سے نہیں ہے اور نہ کھانے پینے کی قسم سے ہے۔ جب لوگوں نے پوچھا کہ اچھا فرمائیے وہ کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ خدا نے یہ آیت نازل فرمائی ہے اور میری رسالت کا اجر میرے اہلیت کی محبت قرار دیا ہے۔ تب لوگوں نے کہا کہ ہم نے قبول کیا۔ اس کے بعد جناب صادقؑ نے فرمایا کہ خدا کی قسم اس ہمد کو سلمانؓ، ابوذرؓ، عمارؓ، مقداد بن اسودؓ، جابر بن عبد اللہ انصاریؓ آزاد کردہ رسولؐ خدا جن کو تثلیث کہتے تھے، اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم؛ ان سات آدمیوں کے سوا کسی نے نہیں پورا کیا۔

علی بن ابراہیم نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا رَآيَتْ سَوَاحِلَ الْبَيْتِ كَبُورِ لُوكِ اِيْمَانِ لَا سَے اور اعمال نیک کرتے رہے اُن کی منزل جنت الفردوس ہے؛ یہ آیت ابوذرؓ، مقدادؓ، سلمان اور عمار رضی اللہ عنہم کی شان میں نازل ہوئی اور خدا نے جنت الفردوس کو ان کی منزل اور سکین قرار دیا ہے۔

ابن بابویہ اور شیخ مفید وغیرہم نے بسند مائے معتبر روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ خدا نے مجھے میرے اصحاب میں سے چار شخصوں سے دوستی کا حکم دیا ہے اور مجھے خبر دی ہے کہ وہ خود بھی ان کو دوست رکھتا ہے۔ صحابہ نے پوچھا وہ کون لوگ ہیں۔ یقیناً ہم سب چاہتے ہیں کہ انہی میں سے ہوں۔ حضرت نے فرمایا وہ علی بن ابی طالبؓ، سلمانؓ، ابوذرؓ اور مقدادؓ ہیں۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ عمار یا سمر جنگ صفین میں کہتے تھے کہ اس غم کے نیچے میں نے رسولؐ خدا کی خدمت میں رہ کر تین مرتبہ جنگ کی ہے اور یہ چوتھی مرتبہ ہے۔ خدا کی قسم اگر یہ لوگ تجھ کو قتل کر دیں یا غلستان ہجریں ہم کو پہنچا دیں پھر بھی ہم تمہیں گے کہ ہم ہی حق پر ہیں اور یہ لوگ باطل پر۔

نیز امام رضا علیہ السلام سے بسند معتبر روایت ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے امیر المؤمنینؑ سے فرمایا کہ بہشت ہماری، سلمانؓ، ابوذرؓ، عمار اور مقداد کی مشاق ہے۔

بسند معتبر حضرت امیر المؤمنینؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ایمان کی جانب سبقت کرنے والے پانچ افراد ہیں۔ میں عرب میں سب سے پہلا شخص ہوں۔ سلمان اہل فارس میں سب سے پہلے ہیں۔ حبیب اہل روم میں سب سے سابق؛ بلال حبشہ والوں میں سب سے سابق اور جناب قطب میں سب سے پہلے ہیں۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ اور حضرت امام رضا علیہم السلام سے روایت ہے کہ اُن دونوں کی محبت اور ولایت واجب ہے جنہوں نے اپنے پیغمبرؐ کے بعد خلیفہ خدا اور دین خدا میں تغیر و تبدل نہیں کیا مثل سلمان فارسیؓ، ابوذر غفاریؓ، مقداد بن اسودؓ، عمار بن یاسرؓ، جابر بن عبد اللہ انصاریؓ، حذیفہ بن الیمانؓ، ابوہریرہؓ، بن تیرہانؓ، ہبیل بن حنیفؓ، ابوالباب انصاریؓ، عبد اللہ بن صامتؓ، عبادہ بن صامتؓ، خزیمہ بن صامتؓ، ذوالشہدائینؓ اور ابوسعید خدریؓ کے اور جو لوگ ان کے طریق پر چلے اور ان کے ایسے کام کیے۔

پھر حضرت حذیفہؓ کے بارے میں پوچھا۔ حضرت نے فرمایا کہ منافقین کے نام اُن کو خوب یاد تھے۔ پھر جناب عمارؓ کے بارے میں دریافت کیا۔ فرمایا وہ ایسے مومن تھے کہ اُن کی ہڈیوں کا مغز ایمان سے بھرا ہوا تھا۔ اور کام بھول جایا کرتے۔ جب ان کو لوگ یاد دلاتے تو فوراً یاد آجاتا۔ پھر عبد اللہ بن مسعودؓ کا حال دریافت کیا۔ فرمایا انہوں نے قرآن پڑھا اور اُن کے سامنے قرآن نازل ہوا۔ لوگوں نے عرض کی جناب سلمان فارسیؓ کا حال بیان فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا کہ ان کو علم اول و آخر مل گیا اور وہ علم کے دریا سے بے پایاں ہیں اور ہم اہلیت میں سے ہیں۔ لوگوں نے التجا کی کہ یا امیر المؤمنینؑ اپنا حال بیان فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں ایسا تھا کہ جب میں سوال کرتا تھا تو رسولؐ اللہ علم عطا فرماتے تھے اور جب خاموش رہتا تھا تو خود سے ابتدا کرتے تھے۔

ایضاً جہ عری سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمرؓ نے دس اشخاص کو عمارؓ کے بارے میں لڑتے جھگڑتے دیکھا۔ ہر ایک کہتا تھا کہ میں نے اُن کو قتل کیا ہے۔ عبد اللہ نے کہا اس بارے میں جھگڑا کر رہے ہیں کہ اُن میں سب سے پہلے کون جلد سے جلد جہنم میں جائے گا کیونکہ میں نے رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ عمارؓ کا قاتل اُن کے اسلحے لینے والا اور اُن کے کپڑے اتارنے والا جہنم میں جائے گا۔ نیز روایت ہے کہ جب حضرت عمارؓ قتل ہو گئے لوگ حذیفہؓ کے پاس آئے اور کہا وہ حضرت مارے گئے اور لوگ اُن کے بارے میں اختلاف کر رہے ہیں کہ آیا حق پر تھے یا ناحق۔ آپ کیا فرماتے ہیں؟ حذیفہؓ نے کہا میں نے رسولؐ خدا سے سنا ہے آپ نے تین مرتبہ فرمایا کہ ابوالیقظان فطرت اسلام پر قائم ہیں اور اپنے مرتے دم تک اس کو ترک نہ کریں گے۔ نیز حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عمارؓ کو دو باتوں میں جب اختیار دیا جاتا ہے تو وہ اس کو اختیار کرتے ہیں جو اُن پر زیادہ دشوار ہوتی ہے۔

قرب الاسناد میں بسند صحیح حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ خدا نے مجھے چار اشخاص سے دوستی کا حکم دیا ہے۔ صحابہ نے پوچھا یا رسولؐ اللہ وہ کون کون ہیں۔ حضرت نے فرمایا اُن میں سے ایک علی بن ابی طالبؓ ہیں اور یہ کہہ کر خاموش ہو گئے۔ پھر فرمایا کہ خدا نے مجھے چار شخصوں سے دوستی کا حکم دیا ہے۔ پوچھا وہ کون کون لوگ ہیں؟ فرمایا وہ علی بن ابی طالبؓ، مقداد بن اسودؓ، ابوذر غفاریؓ اور سلمانؓ فارسی ہیں۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جب خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی قُلْ لَا اسْتِغْنٰكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةُ فِي الْقُرْبٰی (آیت سورہ شوریٰ) یعنی اے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اپنی امت سے کہہ دو کہ میں تم سے تبلیغ رسالت کی محبت اس کے سوا کچھ نہیں چاہتا کہ میرے قربتداروں سے محبت کرو؛ تو جناب رسولؐ خدا اٹھے اور فرمایا اے لوگو! خدا نے میرے واسطے تمہارے اوپر ایک فریضہ قرار دیا ہے کیا تم اس کو ادا کر دو گے۔ یہ سنکر اصحاب میں سے کسی نے کچھ جواب نہیں دیا حضرت ناکام واپس آئے۔ دوسرے روز پھر صحابہ کے پاس آئے اور اُن کے درمیان کھڑے ہو کر وہی بات کہی پھر کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تیسرے روز پھر حضرت نے اُسی بات کا اعادہ کیا جب کسی نے کوئی جواب دیا تو حضرت

حضرت عمارؓ و مقدادؓ کی مدح

جناب عمارؓ کا بیان ہے کہ میں نے رسولؐ خدا کی خدمت میں رہ کر تین مرتبہ جنگ کی ہے اور یہ چوتھی مرتبہ ہے۔

ساتن ایمان یا شافعی

وہ صحابہ جن کی محبت واجب ہے

حضرت عمارؓ کی مدح

آنحضرتؐ کو چار اشخاص سے دوستی کا حکم دیا۔

ابوہریرہؓ فرمایا اے رسولؐ خدا میں نے تمہاری محبت کا سوا کچھ نہیں چاہتا کہ میرے قربتداروں سے محبت کرو؛ تو جناب رسولؐ خدا اٹھے اور فرمایا اے لوگو! خدا نے میرے واسطے تمہارے اوپر ایک فریضہ قرار دیا ہے کیا تم اس کو ادا کر دو گے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ زمین سات اشخاص کے واسطے پیدا کی گئی جن کے سبب سے اہل زمین روزی پاتے ہیں اور انہی کی برکت سے بارش ہوتی ہے۔ انہی کی برکت سے لوگوں کا مدد کی جاتی ہے۔ اور وہ ابوذر، سلمان، مقداد، عمار، حذیفہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم ہیں۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ میں ان کا امام اور پیشوا ہوں اور یہی لوگ ہیں جو فاطمہ زہرا (صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہا) کی میت پر نماز کے لیے حاضر تھے۔

بسنہ معتبر حضرت امام رضا سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عمار شقی پر ہوں گے جبکہ وہ لشکروں کے درمیان قتل کیے جائیں گے جن میں سے ایک لشکر میرے دین و سنت پر ہوگا اور دوسرا دین سے خارج ہو گیا ہوگا۔

تفسیر امام حسن عسکری میں مذکور ہے کہ جب جناب سلمان نے آنحضرت کے سامنے عبداللہ بن مسویا سے جو یہودیوں کا عالم تھا مناظرہ کیا تو عبداللہ نے اٹھنے سے انکار کیا کہ فرشتوں میں جبریل ہمارے دشمن ہیں۔ یہ سن کر جناب سلمان نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ جو شخص جبریل کا دشمن ہے وہ میکائیل کا دشمن ہے۔ اور وہ دونوں اس شخص کے دشمن ہیں جو ان کو دشمن رکھتا ہے اور دوست ہیں اس کے جو ان کو دوست رکھتا ہے۔

تو خداوند عالم نے جناب سلمان کے قول کے موافق یہ دو آیتیں نازل فرمائیں: قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلْجِبْرِيلِ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَى لِلْمُؤْمِنِينَ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ (آیت ۹۹ سورۃ بقرہ پ) اے رسول ان سے کہہ دو کہ جو شخص جبریل کا دشمن ہے اس کا خدا دشمن ہے، کیونکہ اس نے خدا کے حکم سے اس قرآن کو تمہارے دل پر ڈالا ہے جو ان کتابوں کی تصدیق کرتا ہے جو پہلے نازل ہو چکی ہیں اور ان کے سامنے موجود ہیں اور یہ قرآن ایمانداروں کے واسطے خوشخبری ہے۔ تو جو شخص خدا اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں کا اور جبریل و میکائیل کا دشمن ہے تو یقیناً خدا بھی ایسے کافروں کا دشمن ہے، امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص جبریل کا اس سبب سے دشمن ہے کہ وہ دشمنان خدا کے خلاف خدا کے دوستوں کی مدد کرتے تھے اور اس سبب سے کہ وہ علی بن ابی طالب کے فضائل خدا کی جانب سے لائے کہ وہ خدا کے ولی ہیں تو اے رسول یہ قرآن انہوں نے تمہارے قلب پر بحکم خدا نازل کیا ہے اور اس کے احکام لاتے ہیں ایسی حالت میں کہ وہ کتاب خدا کی سابقہ کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور راہ حق کی ہدایت کرنے والی ہے اور ان لوگوں کو خوشخبری دینے والی ہے جو مستحق

سہ مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث محتاج تاویل ہے شاید اس سے یہ مراد ہو کہ اگر یہ لوگ اس روز امیر المومنین کی متابعت نہ کرتے اور سب ابوبکر کی بیعت کر لیتے تو خداوند عالم اہل زمین پر عذاب نازل کر دیتا پھر کوئی شخص زمین پر زندہ نہ باقی بچتا۔ اور کچھ اس حدیث میں ابن مسعود کے بارے میں وارد ہوا ہے دوسری حدیث کے مخالف ہے جو ان کی مذمت میں وارد ہوتی ہے۔ اور ان کا معاملہ مشتبہ ہے اگرچہ ان کی بدی رائے ہے۔ ۱۶

نماز اشخاص کے لیے نہیں پیش کی گئی۔ عمار کا انوری وقت تک نہ تھی نہ ہوگا۔

پیغمبری اور علی اور ان کے بعد کے اماموں کی ولایت پر ایمان لاتے ہیں اور اس لیے وہ خدا کے سچے دوست ہیں اگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور علی اور آل طہیٰین کی محبت پر مرے۔ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اے سلمان! بیشک خدا نے تمہارے قول کی تصدیق فرمائی اور تمہاری رائے کو صحیح قرار دیا۔ کیونکہ جبریل خداوند جلیل کی جانب سے مجھے خبر دے رہے ہیں کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سلمان و مقداد آپس میں بھائی بھائی ہیں جو تمہاری محبت اور تمہارے بھائی، وصی اور تمہارے برگزیدہ علی کی موت میں سچے اور خاص ہیں اور یہ دونوں اشخاص تمہارے اصحاب میں جبریل و میکائیل کے مانند ہیں جیسے وہ فرشتوں میں ہیں سلمان اور مقداد اس کے دشمن ہیں جو ان میں سے کسی کا دشمن ہے اور اس کے دوست ہیں جو ان سے دوستی رکھتا ہو اور محمد و علی کو دوست رکھتا ہو اور اس کے دشمن ہیں جو محمد و علی کو دشمن رکھتا ہو۔ اگر اہل زمین سلمان اور مقداد کو دوست رکھیں محض اس لیے کہ وہ محمد و علی کو دوست رکھتے ہیں اور ان کے دوستوں کو دوست اور ان کے دشمنوں کو دشمن رکھتے ہیں جس طرح ان کو آسمانوں کے جنابات اور عرش دگرسی کے فرشتے دوست رکھتے ہیں تو یقیناً خدا ان میں سے کسی پر کسی طرح کا عذاب نہ کرتا۔

کتاب احتجاج میں امیر المومنین سے روایت ہے۔ وہ حضرت فرماتے ہیں کہ جب جناب رسول خدا کی وفات ہوئی اور میں نے حضرت کو غسل دکن دے کر دفن کر دیا اور قرآن جمع کرنے میں مشغول ہوا اور جب فارغ ہوا تو میں نے فاطمہ، حسن اور حسین کا ہاتھ پکڑا اور تمام اہل بدر اور ان لوگوں کے گھروں پر گیا جو دین میں سبقت لے گئے تھے اور ان کو اپنے حق کی قسم دی اور مدد کا طالب ہوا۔ لیکن ان میں سے سوائے چار آدمیوں کے کسی نے قبول نہ کیا، اور وہ ابوذر، سلمان، مقداد اور عمار تھے۔ اور دوسری روایت کے مطابق جو بیس آدمیوں نے ان سے بیعت کی۔ حضرت نے ان کو حکم دیا کہ صبح کو اپنے بال مونڈوا دیں اور ہتھیلیاں لگا کر میرے پاس آئیں اور بیعت کریں کہ جب تک قتل نہ کیے جائیں گے آپ کی مدد سے باز نہ آئیں گے، لیکن جب صبح ہوئی تو سلمان، ابوذر، مقداد اور زبیر کے سوا کوئی نہ آیا۔ حضرت نے تین رات مسلسل یونہی لوگوں کو بلایا مگر ان چار اشخاص کے سوا کوئی نہ آیا۔

بسنہ معتبر حضرت سلمان سے روایت ہے کہ جب امیر المومنین حضرت سرور عالم کے غسل و کفن سے فارغ ہوئے تو مجھ کو، ابوذر، مقداد، فاطمہ، حسن اور حسین کو بلایا۔ خود ہمارے آگے کھڑے ہوئے اور ہم نے حضرت کے پیچھے صف باندھی اور آنحضرت پر نماز پڑھی۔ عائشہ اُسی حجرہ میں تھیں۔ جبریل نے ان کی آنکھوں کو بند رکھا تھا وہ ہم کو نہ دیکھ سکیں۔

اصبح بن نباتہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن کوانے حضرت کے اصحاب کا حال دریافت کیا۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ اصحاب میں سے کس کا حال پوچھتے ہو؟ کہا ابوذر غفاری کا حضرت نے فرمایا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے حضرت فرماتے تھے کہ آسمان سبز نہ سایہ نہیں ڈالا اور زمین گر و لود نے بار نہیں اٹھایا کسی بات کرنے والے کا جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو۔ پھر حضرت سلمان کا حال دریافت کیا۔ آپ نے سہ اصل کتابیں پڑھی نام ہے مگر قرآن سے حق تعالیٰ کا نام معلوم ہوتا تھا کتاب کی کاپی سے بچنے کے لیے زمین پر ہو گیا ہو۔ واللہ اعلم ۱۷

فرمایا ہاں ہاں سلمان ہم اہلبیت میں سے ہیں۔ اور ان کے سوا دنیا کہاں پیدا کر سکتی ہے کسی کو جو حقان حکیم کے مانند ہو۔ وہ علم اول اور علم آخر کے جاننے والے تھے۔ عرض کی یا حضرت مجھے عمار کا حال سنائیے۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ ایسے تھے جن کا گوشت اور خون خدا نے آتش دوزخ پر حرام کر دیا ہے اور ان کے گوشت و خون میں سے کسی کو بہنم کی آگ چھو نہیں سکتی۔ عرض کی یا حضرت مجھے حذیفہ ابن الیمان کے حال سے آگاہ کیجئے۔ حضرت نے فرمایا وہ ایسے تھے جو منافقوں کے نام جانتے تھے اور اگر ان سے حدود الہی کے بارے میں دریافت کرو گے تو ان کو عارف و دانا پاؤ گے۔ عرض کی یا حضرت کچھ اپنے بارے میں فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا جب میں حضرت رسول خدا سے دریافت کرتا تھا تو آپ اپنے علوم بتاتے تھے۔ اور خاموش رہتا تھا تو حضرت خود سے ابتدا کر کے سرفراز فرمایا کرتے تھے۔

بسنہ معتبر روایت ہے کہ ایک گروہ جناب امام رضا علیہ السلام کے دروازہ پر حاضر ہوا اور کہا ہم لوگ امیر المومنین کے شیعہ ہیں۔ حضرت نے ان کو حاضری کی اجازت نہ دی اور ایک عصہ تک ان سے ملاقات نہ کی۔ جب ایک مدت کے بعد ان کو حاضری کی اجازت دی تو ان لوگوں نے شکایت کی کہ اتنے دنوں تک آپ نے ہم سے ملنا پسند نہ فرمایا۔ حضرت نے فرمایا کہ کیونکر تم کو آنے سے منع نہ کرنا حالاکہ تم مجھ کو دعا دے کر تے ہو کہ ہم شیعہ امیر المومنین ہیں اور آنحضرت کے شیعہ نہ تھے مگر حسن، حسین، سلمان ابوذر، مقداد، عمار اور محمد بن ابی بکر۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے ان میں سے کسی امر کی مخالفت نہ کی جن کی حضرت نے ان کو ہدایت کی تھی۔

شیخ طوسی نے بسنہ معتبر حسین اسباط سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر سے سنا جبکہ وہ حضرت جنگ صفین کی طرف متوجہ تھے حضرت فرما رہے تھے کہ خداوند اکبر میں یہ جان لوں کہ تیری خوشنودی اس میں ہے کہ میں اپنے تئیں اس پہاڑ سے گرا دوں تو ضرور گرا دوں گا۔ اور اگر تیری رضا اس میں ہے کہ آگ جلا کر اس میں جل جاؤں تو ضرور جل جاؤں گا۔ اور میں اہل شام سے جنگ نہیں کر رہا ہوں مگر تیری خوشنودی کے لیے اور امید دار ہوں کہ مجھے تو ناامید نہ کرے گا اس سے جس کا قصد میں نے کیا ہے۔

سید ابن طاووس نے مخالفوں کے طریقہ سے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ ایک دوز رسول اللہ نے فرمایا کہ بہشت میری اُمت میں سے چار شخصوں کی مشتاق ہے اور آنحضرت کا رعب مانع ہوا کہ میں حضرت سے دریافت کروں کہ وہ کون لوگ ہیں۔ میں ابو بکر کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ آپ حضرت سے دریافت کیجئے۔ ابو بکر نے کہا کہ میں ان چاروں اشخاص میں اگر نہ ہوا تو بنی تمیم مجھ کو سزا بخش کریں گے۔ یہ لشکر میں عمر کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ آپ پوچھیے۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ اگر میں ان میں سے نہ ہوا تو بنی مدی مجھ کو طعنہ دیں گے۔ پھر میں عثمان کے پاس گیا۔ اور ان سے خواہش کی کہ وہ دریافت کریں۔ انہوں نے بھی کہا کہ اگر میں ان میں سے نہ ہوا تو بنی امیہ مجھ کو ملامت کریں گے۔ آخر میں حضرت علی کی خدمت میں گیا وہ حضرت اپنے باغ میں پانی دے رہے تھے۔ میں نے کہا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت

چار اشخاص کی مشتاق ہے۔ میں اب سے التماس کرتا ہوں کہ حضرت سے دریافت فرمائیے کہ وہ کون لوگ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں ان سے پوچھوں گا۔ میں اگر ان چار شخصوں میں ہوا تو خدا کا شکر کروں گا اور اگر ان میں میرا شمار نہ ہوا تو خدا سے سوال کروں گا کہ مجھے ان میں سے قرار دے اور میں ان کو دوست رکھوں گا۔ عرض حضرت روانہ ہوئے اور میں بھی آپ کے ساتھ چلا۔ جب ہم آنحضرت کی خدمت میں پہنچے تو دیکھا کہ حضور کا سر اقدس وحیدہ کلبی کی گود میں ہے۔ جب وحیدہ کلبی نے امیر المومنین کو دیکھا تعظیم کے لیے اٹھے اور ان کو سلام کیا اور کہا لو اپنے پسر عم کے سر کو اسے امیر المومنین کہ تم مجھ سے زیادہ سزاوار ہو۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے اور اپنا سر علی کی گود میں دیکھا تو فرمایا کہ اے علی شاید تم کسی حاجت کے لیے آئے ہو۔ انہوں نے عرض کی میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ جب میں یہاں آیا تو دیکھا کہ آپ کا سر مبارک وحیدہ کلبی کی گود میں تھا۔ تو وہ اٹھے اور مجھے سلام کے کہنے کے لیے اپنے پسر عم کے سر کو گود میں لو۔ حضرت نے فرمایا کہ تم نے پہچاننا کہ وہ کون تھے عرض کی وحیدہ کلبی تھے۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ جبریل تھے جنہوں نے تم کو امیر المومنین کہا۔ جناب امیر نے کہا میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ اس نے مجھے بتایا کہ آپ نے فرمایا کہ بہشت میری اُمت میں سے چار شخصوں کی مشتاق ہے لہذا فرمائیے کہ وہ کون کون ہیں۔ حضرت نے جناب امیر کی طرف اشارہ کیا اور تین مرتبہ فرمایا کہ خدا کی قسم تم ان میں سے پہلے ہو۔ پھر جناب امیر نے عرض کی میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ اور وہ تین اشخاص کون ہیں حضرت نے فرمایا کہ وہ مقداد، سلمان اور ابوذر ہیں۔

ابن ادريس نے بسنہ معتبر مفضل سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت صادق سے ایک جماعت کے بارے میں دریافت کیا جو آنحضرت کے بعد مرتد ہو گئی تھی۔ میں ہر ایک کا نام لے رہا تھا حضرت فرماتے جاتے تھے کہ دُور ہو میرے پاس سے یہاں تک کہ میں نے حذیفہ بن سود کا نام لیا۔ حضرت نے ہر ایک کے بارے میں یوں ہی فرمایا۔ پھر فرمایا کہ اگر ان لوگوں کو معلوم کرنا چاہتے ہو جن کے دلوں میں مطلق شک داخل نہیں ہوا تو وہ ابوذر، مقداد اور سلمان تھے۔

عیاشی نے بسنہ معتبر حضرت امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے رحلت فرمائی چار اشخاص علی بن ابی طالب، مقداد، سلمان اور ابوذر کے سوا سب مرتد ہو گئے۔ راوی نے پوچھا عمار کے بارے میں کیا ارشاد ہے۔ حضرت نے فرمایا اگر ان کو پوچھتے ہو جن کے دلوں میں مطلق شک داخل نہ ہوا ہو تو وہ یہی تین اشخاص تھے۔

امام حسن عسکری کی تفسیر میں مذکور ہے کہ ایک روز صبح کو آنحضرت مسجد میں تشریف فرما تھے اور مسجد صحابہ سے بھری ہوئی تھی۔ حضرت نے فرمایا کہ تم میں سے کس شخص نے آج اپنے برادر مومن کی اپنی شان کے ثناء میں مدد کی؟ امیر المومنین نے فرمایا کہ میں نے۔ حضرت نے پوچھا کیا مدد کی؟ جناب امیر نے عرض کی کہ میرا گذر عمار یا سر کی طرف ہوا ایک یہودی ان سے لپٹا ہوا تھا جس کا تیس درم عمار کے ذمہ قرض تھا جب عمار نے مجھ کو دیکھا تو کہا اے برادر رسول اللہ یہ یہودی مجھ سے لڑ رہا ہے اور مجھے اذیت پہنچاتا ہے اور

ذیل کرتا ہے صرف اس وجہ سے کہ آپ اہلبیت سے میں محبت کرتا ہوں۔ لہذا اپنی عزت و شان کے صدقہ میں مجھے اس سے رہائی دلائیے۔ جب میں نے چاہا کہ اس یہودی سے اُن کے بارے میں کچھ گفتگو کروں تو عمارؓ نے کہا اے برادر رسولؐ میں آپ کو اپنے دل اور آنکھوں سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں اس بات سے کہ آپ میری اس یہودی سے سفارش کریں بلکہ آپ اُس سے سفارش کیجیے جو آپ کی کوئی حاجت رد نہیں کرتا۔ آپ اُسی سے میرے متعلق سوال فرمائیے کہ اس یہودی کا قرض ادا کرنے میں میری مدد فرمائے اور مجھے قرض لینے سے بے نیاز کر دے۔ میں نے دعا کی کہ خداوندِ جوائی کی خواہش ہے اُن کو عطا فرما۔ اور اس دعا کے بعد میں نے عمارؓ سے کہا کہ ہاتھ بڑھا کر جو کچھ اپنے آگے پاد پھر اور ڈھیلا اٹھا لو کہ وہ تمہارے واسطے خالص سونا ہو جائے گا تو انہوں نے ہاتھ بڑھا کر ایک بڑا پتھر اٹھایا جو کئی من کا تھا وہ خدا کی قدرت اور اعجازِ ستِ الاوصیاء سے سونے میں تبدیل ہو گیا۔ تو انہوں نے یہودی سے کہا تیرا قرض کتنا ہے؟ یہودی نے کہا تیس درہم تو مجھے اُس کا سونا کتنا دینی ہوگا یہودی نے کہا تیس دینار۔ اُس وقت عمارؓ نے کہا خداوند! اُس بزرگ عزت کا واسطہ جس کی شان کے سبب تو نے اُس پتھر کو سونا بنا دیا میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ اس سونے کو ایسا نرم کر دے کہ میں یہودی کے قرض کے مطابق اس میں سے علیحدہ کر دوں تو خداوندِ عالم نے اُس کو اس قدر نرم کر دیا کہ عمارؓ نے باسانی اُس میں سے مثقال کے وزن کے برابر ٹوڑ کر اس یہودی کو دے دیا پھر باقی ماندہ سونے پر نگاہ کی اور کہا خداوند! میں نے سنا ہے کہ تو نے قرآن میں فرمایا ہے: **رَاتِ الْاِنْسَانِ لِيَكْفِيَ اَنْ رَّاكَ اسْتَغْنٰی** (آیت سورۃ غلق پت) یعنی یقیناً انسان سرکش ہو جائے جبکہ اپنے کو بے نیاز پاتا ہے، لیکن میں بے نیازی پسند نہیں کرتا جو میری سرکشی کا باعث ہو۔ لہذا اے معبود اس سونے کو اُسی کی عزت و جواہ کا واسطہ جس کے سبب سے تو نے اُس کو پتھر سے سونا بنا دیا پھر اس کو پتھر بنا دے۔ غرض وہ پتھر ہو گیا اور عمارؓ نے اُس کو پھینک دیا۔ اور کہا اے رسولؐ خدا کے بھائی میرے لیے دنیا و آخرت میں یہی کافی ہے کہ آپ کا شیعہ اور دوست ہوں۔ یہ سن کر جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ عمارؓ کی اس بات سے ساتوں آسمانوں کے فرشتوں کو تعجب ہوا اور خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں عمارؓ کی مدح و ثنا میں آوازیں بلند کیں، اور رحمتِ الہی کی بارش مسلسل عرشِ اعظم سے اُن پر ہوئی۔ پھر عمارؓ سے فرمایا کہ اے ابوالیقظان تم کو خوشخبری ہو کہ دیانت میں علیؑ کے بھائی ہو اور اُن کی محبت کرنے والے نیک لوگوں میں سے ہو اور اُن میں سے ہو جو اُن کی محبت میں قتل کیے جائیں گے اور تم کو ایک گروہ قتل کسے گا جو اپنے امام سے باغی ہوگا، اور دنیا کا آخری تہارِ اوشہ ایک صاع دودھ ہوگا جس کو تم پیو گے اور تمہاری رُوح ادواحِ محمدؐ و آلِ محمدؐ علیہم السلام سے جو خلق میں سب سے زیادہ بہتر ہیں ملحق ہو جائے گی۔ اور تم میرے نیک شیعوں میں سے ہو۔

اسی تفسیر میں مذکور ہے کہ جب روزِ اُمّ المسلمانوں پر مصائبِ زخمِ تکلیف اور آلام جو گزندِ ناگذاخت گذر چکا اور وہ لوگ مدینہ واپس آئے تو کچھ یہودی حدیثِ بنِ الیمان اور عمارؓ کے پاس آئے اور کہا کیا تم نے نہیں غور کیا اُس پر جو روزِ اُمّہم لوگوں پر گذرا۔ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جنگ بادشاہوں کی جنگ کے مانند ہے

کبھی غالب ہوتے ہیں اور کبھی مغلوب اگر وہ پیغمبر ہوتے تو ہمیشہ غالب رہتے۔ لہذا اُن کے دین سے پھر جاؤ خلیفہ بنے اُس سے کہا خدا کی لعنت ہو تم پر میں تمہارے پاس نہیں بیٹھوں گا اور نہ تم سے کچھ بات کروں گا اور نہ تمہاری بات سنوں گا۔ میں تم سے اپنی جان اور اپنے دین کے بارے میں ڈرتا ہوں اور تم سے دور رہنا چاہتا ہوں۔ یہ کہہ کر اُن کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے، لیکن عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے پاس بیٹھے رہے اور اُن کے جواب میں فرمایا کہ جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزِ بدر اپنے اصحاب سے نصرتِ ظفر کا وعدہ فرمایا تھا اس شرط کے ساتھ کہ صبر کریں۔ اصحاب نے صبر کیا اور فتح پائی اور روزِ اُمّہم بھی اسی طرح فتح کا وعدہ کیا کہ ثابت قدم رہیں اور صبر کریں لیکن اُن لوگوں نے شرط پر وفا نہ کی۔ ڈرے اور سستی کی اور کھڑکھڑ کی مخالفت کی۔ اس سبب سے اُن کو جو پھینچا تھا پہنچا۔ اور اگر اس جنگ میں بھی اطاعت کرتے اور صبر کی شرت کرتے تو بیشک فتح پاتے۔ یہودیوں نے کہا اے عمارؓ اگر تم محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرتے تو ان سبقتی ٹانگوں سے قریش پر فتح پا جاتے؟ عمارؓ نے کہا ہاں اُسی خدا کی قسم جس نے آنحضرتؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہم کو اپنی رسالت کے فضائل و حکمت پہنچا دیے ہیں اور اپنے بھائی اور وصی کی فیضیت سمجھا دی ہے جن کو سب سے بہتر و افضل اپنے بوجھوئیں گے اور اپنی ذریت طاہرہ کی فرمانبرداری کرنے کے بارے میں ارشاد فرما دیا ہے اور محنتوں کے درپیش ہونے اور حاجتوں کے موقع پران کو دعا میں شیعہ قرار دینے کا حکم دیا ہے۔ اور وعدہ فرمایا ہے کہ جو کچھ وہ ہمیں حکم دیں باعقاد و درست اُس کی طرف متوجہ ہوں اور میری غرض اُن کی اطاعت و فرمانبرداری سے ہو بیشک وہ بات پوری ہوگی، یہاں تک کہ اگر وہ مجھ کو حکم دیں کہ آسمانوں کو زمین پر گرادوں یا زمینوں کو آسمانوں کے اوپر لے جاؤں تو بیشک میرا پروردگار میری ان دونوں پستی ٹانگوں کے باوجود میرا بدن اتنا قوی اور طاقتور بنا دے گا۔ یہ سن کر اُن ملعون یہودیوں نے کہا نہیں اے عمارؓ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی عزت خدا کے نزدیک اس سے بہت کم ہے جس قدر تم نے بیان کیا اور محمدؐ کے نزدیک تم اُس سے بہت ہو جس قدر تم نے اپنے کے درمیان چالیس منافق تھے اس لیے عمارؓ اُن کی مجلس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں نے اپنے پروردگار کی محبت تم پر تمام کر دی اور تمہاری خیر خواہی کی لیکن تم نصیحت کرنے والوں کی نصیحت سے کراہت رکھتے ہو۔ پھر آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت نے اُن کو دیکھتے ہی فرمایا کہ تمہاری گفتگو کی اطلاع مجھے ہو چکی ہے لیکن خلیفہؓ اپنے دین کی حفاظت کے لیے شیطان اور اُس کے دوستوں کی مجلس سے بھاگ آئے اور وہ خدا کے شائستہ بندوں میں سے ہیں۔ مگر اے عمارؓ تم نے اپنے دین کے لیے مجاہدہ کیا اور خدا کے رسولؐ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خیر خواہی کی لہذا تم راہِ خدا میں بہترین جہاد کرنے والے ہو۔ حضرت یہی گفتگو کر رہے تھے کہ وہ یہودی بھی آگے جنہوں نے عمارؓ سے بحث کی تھی اور کہا اے محمدؓ یہ عمارؓ جو آپ کے اصحاب میں سے ہیں دعوائے کرتے ہیں کہ اگر آپ اُن کو آسمان کو زمین پر گرادیں اور زمین کو آسمان پر لے جانے کا حکم دیں تو اُن کا اعتقاد ہے کہ وہ آپ کے اس قول کی اطاعت کریں گے اور آپ کے حکم کی تعمیل کا ارادہ کریں گے تو یقیناً خداوندِ عالم اس امر میں اُن کی مدد فرمائے گا، لیکن ہم تو اس سے بہت کم

جناب عمارؓ کے نزدیک ہوتی گاتر ش اوردان کے لیے پتھر کا سونا بننا اور قدر قرض اس میں سے عمارؓ کا ایسا پتھر اس کے پتھروں بننے کی دعا کرتا، جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم کی عمارؓ فرماتا۔

عمل چاہتے ہیں کہ اگر آپ اپنی پیغمبری کے دعوے میں سچے ہیں تو ہم اتنے ہی پر قانع ہوتے ہیں کہ عمار اپنی ان پتلی ٹانگوں کے باوجود اس پتھر کو زمین سے اٹھالیں۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دین کے باہر تشریف فرما تھے اور آپ کے سامنے ایک پتھر تھا جس کو دو سوا شخص بل کر اُس کی جگہ سے حرکت نہیں دے سکتے تھے۔ یہودیوں نے کہا کہ اگر عمار اس کو حرکت دینا چاہیں تو نہیں دے سکتے اور اگر اپنی قوت سے بڑھ کر زور لگائیں گے تو ان کی پٹلیاں ٹوٹ جائیں گی اور جسم کے اعضا ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں گے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عمار کی پٹلیوں کو کمزور اور حقیر مت سمجھو کیونکہ وہ نبیوں کے پڑے میں کوہ تور و سیر و حمرانی اور کوہ ابولیبس سے بلکہ تمام روئے زمین اور جو کچھ اُس پر ہے سب سے زیادہ وزنی ہیں۔ کیونکہ خدا نے محمد و آل محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ان کے دُور دیکھنے کے سبب جو کچھ اس پتھر سے زیادہ سخت ہے ٹیک اور ہلکا کر دیا ہے جبکہ اُس نے اُن اٹھ فرشتوں کے لئے عرش کو ان کے کاندھوں پر ان کے صلوات دیکھنے کے سبب ہلکا کر دیا ہے اُس کے بعد جبکہ بیشمار فرشتے اُس کے اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے تھے حالانکہ یہ اٹھ فرشتے بھی اُنہی کے ساتھ تھے۔ پھر حضرت نے عمار سے فرمایا کہ اے عمار اعتقاد کے ساتھ میری اطاعت کرو اور ہو خداوند بجا محمد و آل محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام مجھ کو قوی بنا دے تاکہ خدا اُس کو تمہارے لئے آسمان کر دے جس کا میں تمہیں حکم دیتا ہوں جس طرح کہ اُس نے کالب بن یوقنا پر دریا کا عبور کرنا آسان کر دیا جس وقت کہ اُنہوں نے ہمارے حق کا واسطہ دے کر خدا سے دعا کی اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور پانی پر روانہ ہو گئے، اور آخر دریا تک گئے، اور واپس آ گئے، اور گھوڑوں کے سم تک ترن ہوئے۔ غرض کہ عمار نے درست و مستحکم اعتقاد سے اُس کلمہ طیبہ کے ساتھ تکلم کیا اور اُس سنگ گراں کو اٹھالیا اور اپنے سر سے اونچا کیا اور کہا میرے باپ ماں آپ پر خدا ہوں یا رسول اللہ اسی خدا کی قسم جس نے آپ کو پیغمبری کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ یہ پتھر میرے ہاتھ میں تنکے کے مانند ہے حضرت نے فرمایا کہ اس کو اُس پہاڑ پر پھینک دو اور اشارہ کیا اُس پہاڑ کی طرف جو ایک فرسخ دُور تھا۔ جب عمار نے ہوا میں اُس کو اُس قوت کے ساتھ پھینکا جو خداوند عالم نے آپ کو اُس وقت اہلبیت رسالت کے توسل کی برکت سے کرامت فرمائی تھی، تو وہ ہوا میں ایسا بلند ہوا کہ اُس پہاڑ کی چوٹی پر جا کر ٹھہرا۔ اُس وقت آنحضرت نے اُن یہودیوں سے فرمایا کہ تم نے عمار کی طاقت دیکھی؟ وہ بولے ہاں۔ پھر حضرت نے عمار سے فرمایا کہ اس پہاڑ پر چڑھ جاؤ۔ اس پتھر سے کوئی گنا بڑا ایک پتھر ہے اُس کو اٹھا کر میرے پاس لاؤ۔ جب عمار کوہ کی طرف چلے خداوند عالم نے زمین کو ان کے پیروں کے نیچے پیٹ دیا کہ دوسرے ہی قدم میں وہ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے اور پتھر کو اٹھالیا اور حضرت کی خدمت میں لائے اور تیسرے قدم میں حضرت کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت نے فرمایا کہ اس پتھر کو زوروں کے ساتھ زمین پر ٹیک دو۔ یہودیوں نے جو یہ حالت دیکھی ڈر سے اور بھاگ گئے۔ عمار نے اس زور سے پتھر کو پٹکا کہ ریزہ ریزہ ہو گیا اور اُس کے ذرے غبار کے مانند ہوا میں بلند ہوئے۔ تب حضرت نے یہودیوں سے فرمایا کہ اے یہودیو ایمان لاؤ، کیونکہ خدا کی نشانیاں تم نے مشاہدہ کر لیں۔ یہ سن کر اُن میں سے بعض ایمان لائے اور بعضوں پر مشاقت

یہودیوں کا حضرت عمار کا دعویٰ بیان کرنا اور ان کی حقارت کرنے کی فرمائش کرنا اور ان کا حضرت کے علم سے عمار کا اس پتھر کو اٹھانے کا دعویٰ بیان کرنا۔

غالب اکابر صحابہ کے فضائل

غالب ہوئی اور وہ اپنے کفر و براٹھے رہے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ اس پتھر کے مثل اور کیا ہے؟ اُنہوں نے کہا نہیں یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا کہ اسی خدا کی قسم جس نے مجھے سچائی کے ساتھ مبعوث کیا ہے کہ ہمارے شیعوں میں کسی شخص کے گناہ پہاڑوں اور آسمان وزین سے بھی زیادہ گراں اور سخت ہوں تو جب وہ توبہ کرتا ہے اور ہماری محبت اپنے دل میں تازہ کرتا ہے تو اُس کے گناہ اس سے زیادہ زوروں سے زمین پر گرا دیئے جاتے ہیں جتنے زوروں سے عمار نے اس پتھر کو زمین پر پٹکا ہے۔ اور ایک وہ شخص بھی ہے جس کی عبادتیں زمین و آسمان اور کوہ و دریا کے مانند ہوتی ہیں اور وہ ہم اہلبیت کی ولایت کا منکر ہوتا ہے تو اس کی عبادتیں زمین پر اس سے زیادہ سختی کے ساتھ ٹیک دی جاتی ہیں جیسے عمار نے اس پتھر کو زمین پر مارا تو اس کی عبادتیں اسی پتھر کے مانند پارہ پارہ ہو جاتی ہیں۔ اور جب وہ آخرت میں پہنچتا ہے تو اُس کے لئے کوئی نیکی نہیں ہوتی اور اُس کے گناہ پہاڑوں، زمین اور آسمان سے زیادہ بڑے ہوتے ہیں تو آخرت میں اُس کے لئے شدید عذاب اور ہمیشہ کی سزا ہوگی۔ جب عمار نے یہ قوت اپنے میں مشاہدہ کی کہ ایسے گراں پتھر کو زمین پر دے مارا اور وہ غبار کے مانند ہوا میں اُڑ گیا تو رسول اللہ سے عرض کی کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس طاقت کے ساتھ جو اس وقت خدا نے مجھے عطا کی ہے ان یہودیوں سے جنگ کروں اور سب کو مار دوں۔ حضرت نے فرمایا اے عمار خدا فرماتا ہے: **وَأَصْفَحْ وَاصْحٰحٰی یٰۤاٰتِی اللہُ یٰۤاٰمُرِجِہٖ رَآیَہٗ سُوْرۃ البقرۃ، پ،** یعنی معاف کرو اور درگزر کرو یہاں تک کہ خدا اپنا حکم بھیجے، حضرت نے فرمایا یعنی اپنا عذاب اور فتح ملے، اور وہ تمام اُمور جن کا وعدہ فرمایا ہے۔

کتاب مذکور میں امام زین العابدینؑ سے **وَمِنْ النَّاسِ مَنِ یَسْتَوِی فِیْہِ اِتِّخَاۡءُ مَوٰضِعَہٗ** **اِنَّہٗ وَاِنَّہٗ وَاِنَّہٗ وَاِنَّہٗ** (آیت سورۃ البقرۃ پ)، یعنی لوگوں میں ایک وہ شخص بھی ہے جو خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنی جان بیچتا ہے اور خدا اپنے بندوں پر مہربان ہے، اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ یہ آیت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نیک صحابہ کی شان میں نازل ہوئی جن پر اہل مکہ نے سختیاں کیں اور ان کو اذیتیں پہنچی تھیں تاکہ وہ دین اسلام سے پھر جائیں۔ اور وہ لوگ بلال و صہیب و خباب و عمار بن یاسر اور ان کے باپ ماں رضوان اللہ علیہم تھے بلال کو ابوبکر بن ابی قحافہ نے دو غلام حبشی کے عوض خرید کیا۔ جب وہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے تو امیر المؤمنین کی اُس سے زیادہ تعظیم کی جس قدر وہ ابوبکر کی کیا کرتے تھے۔ تو مسندوں کی ایک جماعت نے کہا اے بلال تم نے کفرانِ نعمت کیا اور ابوبکر کی فضیلت کو گھٹایا جو تمہارے آقا ہیں اور تم کو خرید کر آزاد کیا اور کافروں کی قید و سختی سے رہائی بخشی حالانکہ علیؑ نے تمہارے ساتھ کوئی اس قسم کا احسان نہیں کیا ہے اور تم ان کی عزت و توقیر اور تعظیم ابوبکر سے زیادہ بجالاتے ہو یہ کفرانِ نعمت ہے جو ان کے متعلق ظاہر کرتے ہو اور حق ناشناسی ہے جو ان کے حق میں عمل میں لاتے ہو۔ بلال نے کہا کیا مجھ پر لازم ہے کہ جناب رسول خدا کی تعظیم سے زیادہ ابوبکر کی تعظیم کروں۔ ان لوگوں نے کہا معاذ اللہ

حضرت بلال و صہیب و خباب و عمار بن یاسر اور ان کے باپ ماں رضوان اللہ علیہم تھے بلال کو ابوبکر بن ابی قحافہ نے دو غلام حبشی کے عوض خرید کیا۔ جب وہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے تو امیر المؤمنین کی اُس سے زیادہ تعظیم کی جس قدر وہ ابوبکر کی کیا کرتے تھے۔ تو مسندوں کی ایک جماعت نے کہا اے بلال تم نے کفرانِ نعمت کیا اور ابوبکر کی فضیلت کو گھٹایا جو تمہارے آقا ہیں اور تم کو خرید کر آزاد کیا اور کافروں کی قید و سختی سے رہائی بخشی حالانکہ علیؑ نے تمہارے ساتھ کوئی اس قسم کا احسان نہیں کیا ہے اور تم ان کی عزت و توقیر اور تعظیم ابوبکر سے زیادہ بجالاتے ہو یہ کفرانِ نعمت ہے جو ان کے متعلق ظاہر کرتے ہو اور حق ناشناسی ہے جو ان کے حق میں عمل میں لاتے ہو۔ بلال نے کہا کیا مجھ پر لازم ہے کہ جناب رسول خدا کی تعظیم سے زیادہ ابوبکر کی تعظیم کروں۔ ان لوگوں نے کہا معاذ اللہ

ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرتؐ سے زیادہ ابوبکرؓ کی تعظیم کرو تو بلالؓ نے کہا یہ تمہاری بات پہلی گفتگو کے خلاف ہے جو تم نے کہا کہ میرے لیے ابوبکرؓ سے زیادہ علیؓ کی تعظیم جائز نہیں اس لیے کہ ابوبکرؓ نے مجھے خرید کر آزاد کیا ہے۔ ان لوگوں نے کہا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علیؓ برابر نہیں کیونکہ رسولؐ تمام خلافت سے افضل ہیں۔ بلالؓ نے کہا علیؓ بھی پیغمبر خدا کے بعد خدا کے نزدیک بہترین خلق اور محبوب ترین خلق ہیں اس لیے کہ جس وقت پیغمبرؐ کے لیے سرخ بریاں لایا گیا حضرتؐ نے دعا کی کہ خداوند اپنی سب سے زیادہ محبوب مخلوق کو میرے پاس بھیج دے تاکہ وہ اس سرخ کے کھانے میں میرے ساتھ شریک ہو تو علیؓ آئے اور اس سرخ کے کھانے میں شریک ہوئے اور مخلوق خدا میں سب سے زیادہ رسول خدا سے مشابہ ہیں کیونکہ خدا نے ان کو رسولؐ کا دینی بھائی قرار دیا ہے۔ لہذا ابوبکرؓ کو مجھ سے وہ اُمید نہ رکھنا چاہیے جو تم لوگ لاتے ہو۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ علیؓ ان سے افضل ہیں اور مجھ پر علیؓ کا حق ان سے زیادہ ہے کیونکہ علیؓ نے مجھ کو عذاب الہی سے رہائی بخشی ہے اور ان کی محبت اور ان کو دوسروں سے افضل سمجھنے کے سبب میں بہشت کی ابدی نعمتوں کا مستحق ہوا ہوں۔

امام نے صہیبؓ کے بارے میں فرمایا وہ کافروں سے کہتے تھے کہ میں ابوبکرؓ کا شخص ہوں اور میرا تمہارے ساتھ رہنا تم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا اور نہ میری جدائی تم کو کچھ نقصان پہنچا سکتی ہے۔ لہذا میرا مال لے لو اور مجھے میرے دین پر چھوڑ دو۔ لہذا ان کافروں نے ان کا سب مال لے لیا۔ جناب رسول خداؐ نے صہیبؓ سے پوچھا کہ تمہارے پاس کس قدر مال تھا جو تم نے ان کو دے دیا۔ عرض کی سات ہزار درم تھے۔ حضرتؐ نے پوچھا کہ کیا تم نے خوشی سے وہ مال ان کو دے دیا؟ صہیبؓ نے جواب دیا اُسی خدا کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر تمام دنیا خالص سونا ہوتی اور میں سب کا مالک ہوتا تو آپؐ کے جمالی اقدس اور آپؐ کے برادر و وصی علیؓ بن ابی طالب کے چہرہ انور کی طرف ایک نظر دیکھنے کے عوض سب دے دیتا۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے بہشت کے خزینه داروں کو اس سے عاجز کر دیا کہ جو کچھ اُس مال کے عوض جو مال خداوند عالم نے تم کو کرامت فرمایا کچھ احسان رکھیں اس سچے اعتقاد کے سبب جو تم کو حاصل ہے کیونکہ کوئی بھی سوائے خدا کے احسا نہیں کر سکتا ان مالوں کا جس نے ان کو پیدا کیا ہے۔

پھر امام نے جناب بن اللارث کے بارے میں فرمایا کہ کفار نے ان کو زنجیر گراں سے باندھ دیا اور ایک طوق ان کی گردن میں ڈال دیا تھا تو انہوں نے محمدؐ و علیؓ اور ان کی آل طہین کا واسطہ دے کر خدا کو پکارا۔ خدا نے ان کی برکت سے اُس زنجیر کو گھوڑا بنا دیا جس پر وہ سوار ہوتے اور اُس طوق کو تلوار بنادیا جس کو حمل کر لیا اور اپنے مقام سے باہر نکلے جب کافروں نے ان کو اس حال سے دیکھا تو ایک کی بھی جرأت نہ ہوئی کہ ان کے نزدیک آئے اور وہ کہتے تھے کہ جو تم میں سے چاہے میرے پاس آکر دیکھ لے کہ میں نے خدا، محمدؐ و علیؓ اور ان کی آل کا واسطہ دے کر دعا کی ہے اور جانتا ہوں کہ اگر اس عقدہ کے ساتھ تلوار کو وہ ابوقبیس پر ماروں تو وہ بھی دو ٹکڑے ہو جائے۔ عرض کوئی ان کے پاس نہ آسکا اور وہ جناب رسول خداؐ

صہیبؓ کا ایمان فرما دیا تھا۔

جناب بن اللارث کا حال۔

کی خدمت میں پہنچ گئے۔

پھر امام نے یاسر اور عمار کی والدہ کے بارے میں فرمایا کہ انہوں نے خدا کی خوشنودی کے لیے صبر کیا۔ یہاں تک کہ ان کو کافروں نے شکنجے میں کس کر شہید کر دیا۔

عمارؓ کے بارے میں فرمایا کہ ابوجہل ان کو ذاتیں دے رہا تھا تو خداوند عالم نے اس کی انگوٹھی کو اس کی انگلی میں اس قدر تنگ کر دی کہ وہ بے صبری کے سبب زمین پر گر پڑا اور اُس کے پیراہن کو اس کے صدمہ میں اس قدر زنی کر دیا کہ آہنی زہروں سے زیادہ گراں ہو گئی تو ابوجہل نے عمارؓ سے کہا کہ مجھ کو اس کی گرانی اور تکلیف سے رہائی دو کیونکہ میں جانتا ہوں کہ یہ بلا مجھ پر سوائے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی عجیب باتوں کے اور کسی وجہ سے نہیں ہے۔ یہ سنکر عمارؓ نے اُس کی انگوٹھی اُس کی انگلی سے نکال لی اور اُس کا پیراہن اُتار لیا تو ابوجہل نے کہا اب تم مکہ میں مت رہو ورنہ تم مجھ کو بدنام کر دو گے اور کہو گے کہ میں نے اُس کی انگوٹھی اور پیراہن اُتار دیا۔ عرض عمارؓ مدینہ کی جانب چلے جب آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچے تو صحابہ نے کہا کہ جناب نے اُن مہجرات کے سبب نجات پائی جو ان کے لیے ظاہر ہوا۔ کیا سبب ہے کہ تمہارے باپ مال شکنجے میں کسے گئے یہاں تک کہ مر گئے۔ عمارؓ نے کہا یہ اُس خدا کا حکم تھا جس نے ابراہیمؑ کو آگ سے نجات بخشی اور زکریاؑ یا عیسیٰؑ کو قتل کے امتحان میں مبتلا کیا یہ سنکر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم بڑے فقیہوں اور عقلمندوں میں سے ہو۔ عمارؓ نے کہا یا رسول اللہ میرے لیے علم سے اتنا ہی کافی ہے کہ آپؐ خداوند عالمین کے رسولؐ اور خلق میں سب سے بہتر و افضل ہیں اور یہ کہ آپؐ کے بھائی علیؓ آپؐ کے وصی اور خلیفہ ہیں اور ان میں سے بہتر و برتر ہیں جن کو آپؐ اپنے بعد چھوڑیں گے اور یہ کہ حق بات آپؐ کا ارشاد اور ان کا ارشاد ہے اور حق کو ارا آپؐ اور ان کا کردار ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ خداوند عالم نے مجھے آپؐ حضرات کی دوستی و موالات کی اور آپؐ کے دشمنوں کی دشمنی کی توفیق نہیں دی ہے مگر یہ کہ اُس نے چاہا ہے کہ مجھے آپؐ حضرات کے ساتھ دنیا و آخرت میں وابستہ رکھے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمارؓ تم نے سچ کہا۔ اور بیشک حق قائل تھا میرے ذریعے سے دین کو قوت دے گا اور غافلوں کے غم کو قطع کرے گا اور معاندین کے کینے کو ظاہر کرے گا جبکہ تم کو وہ گروہ قتل کرے گا جو اپنے امام برحق سے باغی ہو گا۔ پھر فرمایا کہ اے عمارؓ علم کے سبب تم پہنچے ہو، اُس فضیلت کی بلندی تک جس پر پہنچے ہو۔ اور اپنے علم میں اضافہ کرو تاکہ تمہاری فضیلت زیادہ ہو اس لیے کہ جب بندہ طلب علم کے لیے نکلتا ہے تو مخلوق عالم عرش اعظم سے اُس کو ندا دیتا ہے کہ مر جہاں میرے بندے آیا جانتا ہے کہ کس منزلت کو طلب کر رہا ہے اور کس درجہ کے حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو ملائکہ مقربین کی مشاہدت کی تلاش میں ہے تاکہ ان کے قریب ہو جائے۔ بیشک تیری مراد پوری کر دوں گا اور تیری حاجت بر لا دوں گا۔

شیخ صفیہ نے بسند معتبر امام محمدؐ بقر سے روایت کی ہے کہ اُن حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے جابر انصاریؓ کو کہتے ہوئے سنا کہ اگر سلمانؓ والو ذر زندہ ہو جائیں تو دیکھیں آج اس گروہ کو جو آپؐ کی حبشہ کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے تو یقیناً وہ کہیں گے کہ یہ جھوٹے ہیں۔ اور اگر یہ آپؐ کی محبت کے دعویدار سلمانؓ والو ذر ایسے لوگوں کو

جناب عمارؓ کے والدین کی طرح۔

حضرت عمارؓ کی فضیلت۔

علم دین سکھانے کی فضیلت اور ثواب۔

سلمانؓ اور ذرؓ کی محبت کی فضیلت۔

دیکھیں تو بیشک کہہ اٹھیں گے کہ وہ دیوانے ہیں۔
تخلیغی وغیرہ نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ ایمان کے دس درجے ہیں مقدار
ایمان کے اٹھ درجہ پر ابوذرؓ تو درجہ پر اور سلمانؓ دس درجہ پر فائز ہیں۔

کتاب روضۃ المؤمنین وغیرہ میں حضرت موسیٰ بن جعفر علیہم السلام سے مروی ہے کہ قیامت کے
روز ایک منادی حق تعالیٰ کی جانب سے ندا کرے گا کہ کہاں ہیں حواریان محمد بن عبد اللہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم، جنہوں نے اپنے عہد و پیمان کو نہیں توڑا اور اپنے عہد پر باقی رہے یہاں تک کہ دنیا سے رحلت
کی۔ اُس وقت سلمانؓ، ابوذرؓ اور مقدادؓ اٹھیں گے۔ پھر ندا ہوگی کہ وصی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
علی کے حواریین کہاں ہیں تو عمر بن حق خزاعی و یثیمؓ تار و محمد بن ابی بکرؓ اور اوسؓ قرنی اٹھیں گے۔

اُسی کتاب میں روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ عمارؓ
کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ حضرت نے تین مرتبہ فرمایا کہ خدا عمارؓ پر رحمت نازل فرمائے انہوں نے اُمیر المؤمنین
کی خدمت میں رہ کر جنگ کی اور شہید ہوئے۔ راوی نے کہا کہ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ اس سے بڑھ کر
درجہ اور مرتبہ نہیں ہو سکتا تو حضرت میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم گمان کرتے ہو کہ وہ ان تین افراد
سلمانؓ، ابوذرؓ اور مقدادؓ کے مثل ہو سکتے ہیں؟ افسوس ہے افسوس ہے۔ راوی نے کہا عمارؓ کیا جانتے تھے
کہ اُس روز شہید ہو جائیں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ انہوں نے اُس روز جب دیکھا کہ جنگ کی آگ بھڑک اٹھی
اور ساعت بساعت تیز ہوتی جا رہی ہے اور لوگ زیادہ مقتول ہو رہے ہیں تو صف سے الگ ہو کر اُمیر المؤمنین
کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ کیا میرے قتل ہونے کا وقت آگیا؟ حضرت نے فرمایا اپنی صف میں جہاد
عمارؓ نے تین مرتبہ یہی سوال کیا اور حضرت نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا یہاں تک کہ آخر میں فرمایا کہ ہاں۔ یہ سن کر عمارؓ
مردانہ و اپنی صف میں پلٹ آئے اور یقین و ایمان کے ساتھ مشغول جہاد ہوئے۔ اور کہتے جاتے تھے کہ آج
اپنے دوستوں سے ملاقات کر دوں گا جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے گردہ والے ہیں۔

نیز اُسی کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ بہشت
تین شخصوں کی مشاق ہے۔ جناب امیرؓ نے پوچھا وہ کون لوگ ہیں؟ حضرت نے فرمایا کہ تم ان میں سے ہو اور
سب سے پہلے ہو۔ دوسرے سلمانؓ فارسی ہیں بیشک ان میں غرور و نخوت نہیں ہے۔ وہ تمہارے خیر خواہ
ہیں لہذا ان کو اپنا مددگار قرار دو۔ تیسرے عمارؓ بن یاسرؓ ہیں جو بہت موقوف پر تہا رہے ہمراہ ہوں گے اور
کوئی موقع ایسا نہ ہوگا جبکہ ان کی نیکیاں بہت اور ان کا نور عظیم اور ان کا اجر زیادہ نہ ہوگا۔

ایضاً، حضرت صادقؓ نے روایت کی ہے کہ ہر خاندان سے یقیناً کوئی نجیب ہوتا ہے اور نجیبوں
میں سب سے زیادہ نجیب بدترین خاندان سے محمد بن ابی بکرؓ ہیں۔

فرات بن ابی اسلم نے حضرت صادقؓ سے روایت کی ہے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں اَلَا اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ مَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (آیت سورۃ تین: ۱۰) ”یعنی سولے ان کے اعمال
لائے اور عمل نیک کرتے رہے تو ان کے لیے نہ ختم ہونے والا اجر ہے“ حضرت نے فرمایا کہ آیت علی بن ابی طالبؓ سلمانؓ ابوذرؓ

ایمان کے درجے اور ابوذرؓ
مقدادؓ اور سلمانؓ میں سے

سلمانؓ ابوذرؓ مقدادؓ وغیرہ
جو ان کے عہد و پیمان پر

حضرت عمارؓ کا شوق شہادت

حضرت عمارؓ کی حسن

حضرت علیؓ و سلمانؓ ابوذرؓ
علیؓ بن ابی بکرؓ میں سے

مقداد اور عمار رضی اللہ عنہم کی شان میں نازل ہوئی ہے۔
کتاب اختصاص میں روایت ہے کہ عیسیٰ بن مخرمہ نے حضرت صادقؓ سے دریافت کیا کہ وہ چار اشخاص
جن کے بارے میں رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ بہشت ان کی مشاق ہے کون کون ہیں؟ حضرت نے فرمایا ہاں وہ
سلمانؓ ابوذرؓ، مقدادؓ اور عمار رضی اللہ عنہم ہیں۔ راوی نے پوچھا ان میں سب سے بہتر کون ہے؟ فرمایا سلمانؓ پھر
تھوڑے تامل کے بعد فرمایا کہ سلمانؓ کو وہ علم تھا کہ اگر اس کو ابوذرؓ جانتے تو کا فر ہو جاتے۔

بسند صحیح امام محمد باقرؓ سے روایت کی گئی ہے کہ جابر انصاریؓ نے کہا کہ میں نے جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سلمانؓ فارسی کے بارے میں پوچھا۔ حضرت نے فرمایا سلمانؓ علم کا دریا ہیں کوئی ان کے
علم کی انتہا نہیں پاسکتا۔ سلمانؓ مخصوص ہیں علم اول و آخر سے۔ خدا اُس کو دشمن رکھتا ہے جو سلمانؓ کو دشمن
رکھتا ہے اور خدا دوست رکھتا ہے اُس کو جو دوست رکھتا ہے ان کو۔ جابرؓ نے کہا ابوذرؓ کے بارے میں آپ
کیا فرماتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا وہ ہم میں سے ہیں۔ خدا دشمن رکھتا ہے اس کو جو ان کو دشمن رکھتا ہے اور
دوست رکھتا ہے اس کو جو ان کو دوست رکھتا ہے۔ پھر جابرؓ نے کہا کہ آپ کا مقدادؓ کے بارے میں کیا ارشاد ہے
فرمایا وہ بھی ہم میں سے ہیں۔ خدا دشمن رکھتا ہے اُس کو جو ان کو دشمن رکھتا ہے اور دوست رکھتا ہے اُس کو جو ان کو
دوست رکھتا ہے جابرؓ نے کہا آپ عمارؓ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا کہ وہ بھی ہم میں سے ہیں۔ خدا
دشمن رکھتا ہے اُس کو جو ان کو دشمن رکھتا ہے اور دوست رکھتا ہے اُس کو جو ان کو دوست رکھتا ہے جابرؓ کہتے
ہیں کہ میں حضرت سے رخصت ہو کر باہر آیا تاکہ ان حضرات کو خوشخبری پہنچاؤں جو کچھ حضرت نے ان کے بارے
میں فرمایا ہے تو حضرت نے پھر مجھے طلب فرمایا اور ارشاد کیا کہ اے جابرؓ تم بھی ہم میں سے ہو۔ خدا دشمن رکھے
اُس کو جو دشمن رکھے تم کو اور دوست رکھے اُس کو جو دوست رکھے تم کو۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول
اللہؐ آپ علیؓ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا وہ تو میری جان ہے۔ میں نے کہا آپ حسنؓ و
حسینؓ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا وہ میری روح ہیں اور ان کی ماں فاطمہؓ میری بیٹی ہے
مجھے آزر دہ کر تا ہے جو کچھ اس کو آزر دہ کرتا ہے اور مجھے شاد کر تا ہے جو کچھ اُسے شاد کرتا ہے۔ اور خدا کو گواہ
کرتا ہوں کہ میں لڑنے والا ہوں اُس سے جو ان سے لڑتا ہے اور صلح رکھتا ہوں اُس سے جو ان سے صلح
رکھتا ہے۔ اے جابرؓ جب تم یہ چاہو کہ خدا سے دعا کرو اور وہ تمہاری دعا قبول فرمائے تو ان کے ناموں کے
واسطے سے دعا کرو کیونکہ خداوند عالمین کے نزدیک یہ محبوب ترین نام ہیں۔

شیخ کشی نے بسند معتبر امام محمد باقرؓ سے روایت کی ہے کہ جناب امیرؓ نے فرمایا کہ سات آدمیوں پر
زمین تنگ ہوگئی جن کے ذریعہ سے اہل زمین روزی پاتے ہیں اور انہی کے سبب سے ان کی مدد کی جاتی ہے
ابھی میں سے سلمانؓ فارسی، مقدادؓ، عمارؓ اور حدیثؓ ہیں۔ جناب امیرؓ نے فرمایا کہ میں ان کا امام ہوں۔ اور یہی لوگ
میں جنہوں نے فاطمہؓ کی میت پر نماز پڑھی۔ نیز بسند معتبر حضرت صادقؓ سے روایت کی ہے کہ سرکردہ کائنات

لے بہت ممکن ہے ان علوم کے رموز و اسرار سمجھ سکتے اور انکار کر دیتے جو ان کے کفر کا باعث ہو۔ واللہ اعلم ۱۲ مترجم

کے بعد لوگ گمراہ و ہلاک ہوئے سوائے سلمانؓ، ابوذرؓ اور مقدادؓ کے پھر ان کے ہموا ابو ساسان، عمارؓ، شقیہؓ اور ابو عمروؓ ہو گئے اور یہ سات اشخاص ہیں۔

کتاب اختصاص میں بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی گئی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے سلمانؓ اگر تمہارے علم کا اظہار مقدادؓ پر کیا جائے تو وہ کافر ہو جائیں اور مقدادؓ سے فرمایا کہ اگر تمہارے صبر کو سلمانؓ پر پیش کیا جائے تو وہ کافر ہو جائیں۔

جناب سلمانؓ فارسی سے روایت ہے کہ میں ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد گھر سے نکلا تو راستہ میں امیر المؤمنین سے ملاقات ہوئی حضرت نے فرمایا کہ جاؤ جناب فاطمہؑ کے پاس ان کے لیے بہشت سے کچھ تحفہ آیا ہے وہ تم کو بھی اُس میں سے عطا کرنا چاہتی ہیں یہ سُکر میں اُن مخدومہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ شاہزادی نے فرمایا کل میں اسی مقام پر بیٹھی ہوں تھی دروازہ بند تھا میں ٹنگن و محزون تھی۔ اور سوچ رہی تھی کہ ہم وحی الہی سے محروم ہو گئے اور ہمارے گھر فرشتوں کی آمد و رفت بند ہو گئی ناگاہ دروازہ کھلا اور تین لڑکیاں اندر داخل ہوئیں کہ ان سے زیادہ حسین و جمیل اور نازک و رعنائی میں بہتر اور خوشبودار کبھی کسی نے نہ دیکھا ہوگا۔ ان کو دیکھا تو میں اٹھ کھڑی ہوئی اور پوچھا کہ تم اہل مکہ سے ہو یا مدینہ کی بسنے والی ہو وہ بولیں اے بنت رسولؐ

ہم اہل زمین سے نہیں ہیں ہم کو پروردگار عالم نے بہشت جاوید سے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے ہم آپ کی زیارت کے لیے حشد مشتاق تھے۔ اُن میں سے بڑی جو مجھے معلوم ہوئی میں نے اُس سے پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے اُس نے کہا مقدودہ۔ میں نے پوچھا کہ کس سبب یہ نام رکھا گیا اُس نے کہا اس لیے کہ مقداد بن اسود کے لیے خلق کی گئی ہوں۔ پھر میں نے دوسری لڑکی سے نام پوچھا اُس نے کہا میرا نام ذرہ ہے میں نے سبب پوچھا تو کہا میرا یہ نام اس لیے ہے کہ میں ابوذر غفاریؓ کے لیے پیدا کی گئی ہوں۔ تیسری سے نام پوچھا تو اُس نے کہا سلمیٰ۔ میں نے

وہ پوچھی تو اُس نے کہا میرا یہ نام اس سبب سے ہے کہ میں سلمان فارسیؓ کے لیے خلق کی گئی ہوں۔ جناب سیدہؓ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد ان لڑکیوں نے میرے لیے چند رطب نکالے جو بڑی نان کے برابر تھے برکت زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبودار۔ سلمانؓ کہتے ہیں کہ جناب سیدہؓ نے ایک رطب اُن میں سے مجھے عطا فرمایا اور فرمایا کہ آج رات اس رطب افطار کرنا اور اُس کا بیج کل مجھے لاکر دینا۔ میں نے وہ رطب لے لیا اور اُپس چلا۔ اصحابِ رسولؐ کی جس جماعت کی طرف سے گزرتا تھا وہ لوگ پوچھتے تھے کہ اے سلمانؓ کیا مشک لینے ہوئے ہو؟ میں کہتا تھا ہاں۔ غرض افطار کے وقت میں نے اُس کو کھایا اُس میں ایک بیج بھی نہ تھا۔ دوسرے روز جناب فاطمہؓ علیہا السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اُس میں بیج نہیں تھا۔ فرمایا کہ اُس میں بیج کیسے ہوتا کیونکہ وہ رطب اُس درخت کا تھا جس کو خداوند عالم نے بہشت میں پیدا کیا ہے اُس دعا کے سبب جو میرے پدر بزرگوار نے مجھے تعلیم فرمائی ہے اور اُسے ہر صبح و شام پڑھا کرتی ہوں۔ سلمانؓ نے عرض کیا کہ وہ دعا مجھے بھی تعلیم فرمائیے۔ فرمایا

لے ان احادیث سے ان بزرگوں کے علم و صبر کی زیادتی کا اظہار معلوم ہوتا ہے لہذا کوئی مشبہ نہ کرنا چاہیے جو موجب گناہ ہو۔ ۱۲ (مترجم)

جناب سلمانؓ کی خدمت میں تین عورتیں گزرتی تھیں ان کا بہشت سے حاضر ہونا اور چند رطب پیش کرنا ایک سبب سلمانؓ کو دنیا و ان گزشتوں کے نا اور دوسرے۔

اگر تم چاہتے ہو کہ دنیا میں جب تک زندہ ہو تم کو کبھی بخار نہ آئے تو اس دعا کو ہمیشہ پڑھا کرو۔ وہ دعا یہ ہے۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ التَّوْحِیْدِ بِسْمِ اللّٰهِ التَّوْحِیْدِ بِسْمِ اللّٰهِ التَّوْحِیْدِ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ الْوَحْدَانِیَّةَ الَّتِیْ خَلَقَ التَّوْحِیْدَ مِنْ التَّوْحِیْدِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ التَّوْحِیْدَ مِنَ التَّوْحِیْدِ ۝ اَنْزَلَ التَّوْحِیْدَ عَلَی الطَّوْحِیْرِ فِیْ کِتَابِ مَسْطُوْرٍ ۝ فِیْ رَقِیْ مَسْطُوْرٍ بِقَدْرِ مَقْدُوْرٍ عَلَی نَبِیِّ مَخْبُوْرٍ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هُوَ الْوَاحِدُ ۝ مِنْ کُوْرٍ ۝ بِالْخَمْرِ مَشْهُوْرٍ ۝ عَلَی السَّوْءِ وَالْفَضْرَآءِ مَشْکُوْرٍ ۝ وَحَلٰی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ۝ وَآلِہِ الطَّاهِرِیْنَ ۝ سَلَامٌ ۝ کہتے ہیں کہ میں نے اہل مکہ و مدینہ کے بزرگوار و دیوبل سے زیادہ کو یہ دعا تعلیم کی جو بخار میں مبتلا تھے اور سب کو شفا حاصل ہوئی۔

اسمحوال باب

جناب سلمانؓ فارسی کے اخلاق و خصائل پسندیدہ فضائل اور تمام حالات

ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت موسیٰ بن جعفر علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اُن حضرت سے جناب سلمانؓ فارسی کے اسلام کے بارے میں سوال کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار نے مجھے خبر دی کہ ایک روز جناب امیر اور ابوذرؓ اور قریش کی ایک جماعت سرحد کا تات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اقدس کے پاس جمع تھے۔ امیر المؤمنین نے جناب سلمانؓ سے دریافت فرمایا کہ اے اباعبد اللہ کیا تم مجھے اپنے بتائی حالات سے آگاہ نہ کرو گے کہ تم اسلام کیونکر لائے؟ سلمانؓ نے کہا خدا کی قسم اگر کوئی دوسرا شخص پوچھتا تو میں ہرگز نہ بتاتا۔ مگر آپ کی اطاعت لازم ہے۔ میں شیراز کے رہنے والوں میں کسانوں کی اولاد سے ہوں اور اُن کا سردار تھا۔ میرے باپ مال مجھ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ عید کے دن میں اپنے والد کے ساتھ عید گاہ گیا اور عبادت خانہ میں بیٹھا۔ میں نے سنا کہ وہاں کوئی بلند آواز سے کہتا ہے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۝ وَ اَنْ عِیْسٰی رُوْحُ اللّٰهِ وَ اَنْ مُحَمَّدٌ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ۔ جب میں نے یہ آواز سنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میرے گوشت اور خون میں سرایت کر گئی اور حضورؐ کے عشق کے سبب مجھ پر کھانا پانی حرام ہو گیا۔ میری ماں نے کہا آج تم نے آفتاب کو سجدہ کیوں نہیں کیا اور پرستش کیوں نہ کی میں نے انکار کیا اور اس قدر انکار پراڑ گیا کہ وہ خاموش ہو گئیں۔ وہاں سے گھر واپس آیا تو چھت میں ایک خط لٹکا ہوا دیکھا میں نے مال سے پوچھا کہ خط کیسا ہے۔ وہ بولیں کہ میں عید گاہ سے اگر اسی طرح اس کو لٹکا ہوا دیکھ رہی ہوں اس کے قریب مت جانا ورنہ تمہارے

دعا کے بارے میں

والد تم کو مار ڈالیں گے۔ مجھے بھی حیرت تھی۔ میں انتظار کرنے لگا یہاں تک کہ رات ہوئی اور میرے والدین سو گئے تو میں اٹھا اور اُس خط کو لے کر پڑھا۔ اُس میں لکھا تھا "بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ وہ عہد و پیمان ہے جو خدا نے آدم سے لیا تھا کہ اُن کی نسل سے ایک پیغمبر پیدا ہوگا جس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوگا جو لوگوں کو اخلاق کریمہ اور صفات پسندیدہ کا علم دے گا اور غیر خدا کی پرستش اور بتوں کی عبادت سے منع کرے گا اے وزیر تم عیسیٰ کے دھی ہو۔ ایمان لاؤ اور جو سیت عیسیٰ اور گبری کو ترک کرو، جب میں نے یہ شرط پڑھا بے ہوش ہو گیا۔ اور آنحضرتؐ کا عشق اور بڑھ گیا۔ جب میرے والدین میری اس حالت سے آگاہ ہوئے انہوں نے مجھے ایک گہرے کنویں میں قید کر دیا اور کہا اگر اس خیال سے توبہ نہ آیا تو ہم تجھے مار ڈالیں گے۔ میں نے کہا ہوا چاہو کرو محمدؐ کی محبت تو میرے دل سے ہرگز نکل نہیں سکتی۔ سلمان کہتے ہیں کہ میں اُس خط کے پڑھنے سے پہلے عربی نہیں جانتا تھا۔ اُسی روز سے خدا کے الہام کے سبب عربی سے واقف ہو گیا۔ غرض ایک مدت تک میں اس کنویں میں قید رہا۔ میرے واسطے ہر روز ایک بہت چھوٹی روٹی اُس میں ڈال دی جاتی تھی۔ جب قید کی مدت بہت طولانی ہو گئی تو میں نے آسمان کی جانب ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ خداوند اوتو نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اُن کے دھی علی بن ابی طالبؑ کی محبت میرے دل میں ڈالی ہے، لہذا انہی حضرات کے قدر و مراتب و بلند درجہ کا واسطہ مجھے اس زحمت و تکلیف سے نجات دے۔ اُسی وقت میرے پاس سفید لباس پہنے ہوئے ایک شخص آیا اور کہا اے روزیہ اٹھ پھر میرا ہاتھ پکڑ کر ایک عبادت خانہ کے پاس لایا۔ میں نے کہا اشدھ ان لا الہ الا اللہ وان عیسیٰ روح اللہ وان محمدؐ احبب اللہ۔ ویرانی نے عبادت خانہ سے سر باہر نکال کر کہا تم ہی روزیہ ہو میں نے کہا ہاں۔ اُس نے مجھے اپنے پاس بلایا۔ میں دو سال تک اُس کے پاس ہا اور اُس کی خدمت کرتا رہا۔ جب اُس کی وفات کا وقت قریب آیا اُس نے مجھ سے کہا میں توب اس فانی دنیا کو وداع کرتا ہوں میں نے کہا مجھے کس کے سپرد کرتے ہو اُس نے کہا مجھے گمان نہیں کہ کوئی شخص مذہب حق میں میرے موافق ہوگا سوائے ایک ماہر کے جو انطاکیہ میں رہتا ہے۔ تم اُس کے پاس چلے جاؤ۔ اُس سے میرا سلام کہنا پھر ایک لوح لے کر مجھے دی کہ یہ اُس کو دے دینا اور انتقال کر گیا۔ میں نے اُس کی تجسیم و تکفین کی، پھر لوح لے لی اور انطاکیہ روانہ ہوا۔ وہاں پہنچ کر اُس راہب کے عبادت خانہ پر آیا اور پکارا کہ اشدھ ان لا الہ الا اللہ وان عیسیٰ روح اللہ وان محمدؐ احبب اللہ۔ یہ سنکر راہب نے اپنے دیر سے دیکھا اور کہا تم ہی روزیہ ہو میں نے کہا ہاں اُس نے کہا اُپر آ جاؤ۔ میں اُس کے پاس گیا اور دو سال تک اُس کی خدمت میں مشغول رہا جب اُس کی وفات کا زمانہ آیا اُس نے مجھے آگاہ کیا میں نے کہا مجھے کس کے سپرد کرتے ہو اُس نے بھی میری کہا کہ مذہب حق میں مجھے گمان نہیں کہ کوئی شخص میرا موافق ہوگا سوائے ایک راہب کے جو اسکندریہ میں رہتا ہے۔ تم اُس کے پاس جاؤ اور میرا سلام کہنا اور یہ لوح اُس کو دے دینا جب اُس کی وفات ہو گئی میں نے اُس کو غسل دے کر دفن کیا اور لوح لے کر اسکندریہ کو روانہ ہوا۔ اور اُس راہب کے دیر کے پاس آیا اور کلمہ شہادت زبان پر جاری کیا۔ اُس نے بھی پوچھا تمہی روزیہ ہو؟

عہ جوہی آفتاب و ماہ تاب اور آگ کو پڑھنے والے ۱۲۔ عہ گبر آتش پرست ۱۲۔

میں نے کہا ہاں۔ تو وہ مجھے اپنے ساتھ دیر میں لے گیا۔ میں نے دو سال اُس کی بھی خدمت کی یہاں تک کہ اُس کی وفات کا بھی زمانہ آیا۔ میں نے کہا مجھے کس کے حوالے کرتے ہو؟ اُس نے کہا مجھے گمان نہیں کہ حق بات میں میرا کوئی ہوگا۔ اور محمد بن عبداللہ بن عبدالطلب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نزدیک ہے کہ اپنے نور سے عالم کو منور فرمائیں جاؤ اور آنحضرتؐ کو تکمیل کدو۔ جب آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچو میرا سلام عرض کرنا اور اس لوح کو حضرت کے حوالے کر دینا۔ جب میں اُس کے غسل و کفن و دفن سے فارغ ہوا لوح کو لیا باہر نکلا اور ایک گروہ کے ہمراہ ہولنا اور اُن سے کہا کہ تم لوگ مجھے اس سفر میں کھانا کھلاؤ میں تمہاری خدمت کروں گا۔ انہوں نے منظور کر لیا۔ جب اُن کھانے کا وقت آیا کہ فروں کے طریقہ کے مطابق ایک گوسفند کو پکڑ کر اُس کو ککڑی سے اس قدر مارا کہ وہ گری تو اُس کے خورے گوشت کا کباب تیار کیا اور مجھے کھانے کے لیے بلایا۔ میں نے انکار کر لیا کہ وہ مردار کے کباب تھے۔ میں نے کہا میں ایک راہب ہوں اور راہب گوشت نہیں کھاتے تو مجھے اس قدر مارا کہ میں سرے کے قریب پہنچ گیا۔ تو اُن میں سے ایک شخص نے کہا اب اس کو چھوڑ دو یہاں تک کہ شراب پینے کا وقت آئے اگر وہ شراب سے بھی انکار کرے تو مار ڈالیں گے جب وہ لوگ شراب لاتے اور مجھے پینے کو دیا تو میں نے کہا میں راہب ہوں اور راہب شراب نہیں پیتے۔ یہ سننے ہی وہ پھر مجھ پر لوٹ پڑے اور مجھے مار ڈالنے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا مجھے مت مارو میں تمہاری عداوت کا اقرار کرتا ہوں۔ آخر اُن میں سے ایک کا غلام بن گیا وہ مجھ کو لے آیا اور ایک یہودی کے ہاتھ تین سو درم پر فروخت کر دیا۔ یہودی نے میرا حال دریافت کیا میں نے اپنی مفصل سرگزشت بیان کی اور کہا کہ میری خطا اس سے زیادہ نہیں کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اُن کے دھی کا دوستدار ہوں۔ یہ سنکر لولا کہ میں بھی تجھ کو اور محمدؐ کو دشمن رکھتا ہوں۔ پھر مجھ کو گھر کے باہر لایا۔ اُس کے دروازہ پر بالو کا ایک ڈھیر تھا اس کو دکھا کر اُس نے کہا کہ اے روزیہ صبح تک اگر یہ تمام بیت یہاں سے نہ چھینکا تو تجھے مار ڈالوں گا۔ میں تمام رات محنت کرتا رہا۔ جب عاجز آ گیا تو ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر کہا اے میرے پالنے والے تو نے محمدؐ اور اُن کے دھی کی محبت میرے دل میں پیدا کر دی لہذا انہی کا واسطہ مجھے اس مصیبت سے نجات دے اور اس تکلیف سے راحت بخش۔ اس دعا کے ساتھ ہی قادر مطلق نے ایک ہوا بھیجی جس نے تمام بیت اُس مقام پر پہنچا دیا جہاں کے لیے یہودی نے کہا تھا۔ صبح کو یہودی نے جو دیکھا تو کہنے لگا کہ تو سارا جادو کر کے تیرا علاج اس کے سوا اور کچھ نہیں سمجھتا کہ تجھے شہر سے باہر نکال دوں تاکہ ایسا نہ ہو کہ تیری مخومت سے یہ شہر خراب ہو جائے۔ پھر مجھے شہر سے باہر لایا اور ایک نیک عورت کے ہاتھ مجھے فروخت کر دیا۔ وہ عورت مجھے بہت دوست رکھنے لگی۔ اُس کا ایک باغ تھا وہ مجھے دے کر بولی کہ اس کا میوہ کھاؤ یا کسی کو دے دو یا صدقہ کر دو تمہیں اختیار ہے۔ میں وہاں ایک مدت تک رہا۔ ایک دن میں دیکھا کہ سات اشخاص آرہے ہیں اور ابراہن پر سایہ فگن ہے میں نے دل میں کہا خدا کی قسم یہ سب متبرقہ نہیں ہو سکتے ہاں ان میں سے کوئی ایک پیغمبر ہے۔ غرض کہ وہ لوگ باغ میں آئے۔ اُن میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور حضرت جبرہ بن عبدالطلب، زید بن حارثہ، عقیل بن ابی طالب، ابوذر اور مقداد تھے۔ یہ لوگ گرے پڑے خرمے کھانے لگے۔ رسول اللہ ان سے فرماتے تھے گرے ہوئے خرمے کھاؤ اور باغ کے میووں کو ضائع نہ کرو۔ میں اپنی مالک کے پاس

آیا اور کہا ایک طبق خرمائے بخش دو۔ اُس نے کہا چھ طبق لے جاؤ۔ میں پہلے ایک طبق خرمائے کر دل میں یہ سوچ کر چلا کہ اگر ان میں کوئی شخص پیغمبر ہے تو وہ صدقہ کا خرمائے کھائے گا بلکہ بدیہ قبول کرے گا۔ لہذا میں نے طبق ان کے پاس لے جا کر کہا یہ تصدیق کے خرمے ہیں۔ یہ سُن کر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امیر المؤمنین، حمزہؓ، عقیلؓ جو کہ نبی ہاشم سے تھے اور صدقہ ان پر حرام ہے ان لوگوں نے وہ خرمے نہ کھائے باقی تین اشخاص کھانے لگے میں نے دل میں کہا کہ یہ بھی ایک علامت ہے پیغمبر آخر الزمان کی جو میں نے کتابوں میں پڑھی ہیں۔ پھر میری اپنی مالک کے پاس گیا اور ایک طبق خرمے کی اور اجازت چاہی۔ اُس نے پھر چھ طبق کی اجازت دے دی۔ میں ایک طبق بھر کے لایا اور کہا یہ بدیہ ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ بٹھایا اور کہا بسم اللہ کھاؤ۔ تو سُننے کھایا میں نے دل میں کہا یہ دوسری علامت ہے۔ میں بے تاب ہو کر حضرت کے گرد بھرنے لگا اور حضرت کی پشت کی جانب دیکھتا تھا حضرت میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا مہربانوت تلاش کرتے ہو؟ میں نے عرض کی ہاں۔ تو اپنے دوش مبارک کو حضرت کے کھولائیں نے مہربانوت کو دیکھا جو حضرت کے دونوں شانوں کے درمیان نقش تھی اور چنڈاں اُس پر لگے ہوتے تھے میں زمین پر گر پڑا اور حضرت کے پائے اقدس کے بوسے لینے لگا۔ حضرت نے فرمایا اسے روز باری مالک کے پاس جاؤ اور کہو کہ محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں کہ اس غلام (روزبہ) کو میرے ہاتھ فروخت کر دے۔ میں نے اس کو حضرت کا پیغام پہنچایا اُس نے کہا کہ چار سو درخت خرمائے کے عوض فروخت کروں گی جن میں دو سو درخت تو خرمائے زرد کے ہوں اور دو سو درخت خرمائے سرخ کے ہوں۔ میں نے اگر حضورؐ کو آگاہ کیا۔ حضرت نے فرمایا کوئی دشواریات نہیں۔ پھر امیر المؤمنین سے فرمایا اے علیؓ خرمے کے بیج جمع کرو۔ پھر آنحضرتؐ بیج زمین میں ڈالتے اور حضرت علیؓ پانی ڈالتے تھے۔ جب حضرت دوسرا دن زمین میں ڈالتے پہلا بیج درخت بن چکا ہوتا۔ اسی طرح حضرت خرمے کے بیج بو کر فارغ ہوتے تو سب درخت تیار تھے اور سب میں پھل لگے ہوتے تھے۔ پھر حضرت نے اُس عورت کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر اپنے درختوں کو لے لے اور غلام میرے حوالے کرے۔ اُس عورت نے اگر دیکھا تو کہا خدا کی قسم جب تک تمام درخت زرد درختوں کے نہ ہو جائیں غلام کو نہ دوں گی۔ اُسی وقت جبریلؑ نازل ہوئے اور اپنے پردوں کو درختوں پر مارا تو وہ دوسرے درخت بھی تمام خرمائے زرد کے ہو گئے تو اُس عورت نے کہا خدا کی قسم ان میں سے ایک ہی درخت تم سے اور محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرے نزدیک بہتر ہے۔ میں نے کہا آنحضرتؐ کی ایک روز خدمت کرنا میرے نزدیک تجھ سے اور تیری تمام املاک سے بہتر ہے۔ پھر آنحضرتؐ نے مجھے آزاد فرمایا اور میرا نام سلمان رکھا۔

ابن ابیہ نے بسند معتبر حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ سلمانؓ کہتے تھے کہ چھ چیزوں کے بارے میں مجھے تعجب ہوتا ہے۔ ان میں تین چیزیں تو مجھے ہنسائی ہیں اور تین لڑاتی ہیں۔ جن تین چیزوں سے مجھ پر گریہ طاری ہوتا ہے وہ دوستوں کی مفارقت ہے اور وہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب ہیں دوسرے ہول مرگ اور موت کے بعد کے حالات، تیسرے حساب کے لینے خدا کے سامنے کھڑا ہونا۔ اور وہ تین چیزیں جن پر مجھے ہنسی آتی ہے یہ ہیں اول وہ شخص جو دنیا کی طلب میں رہتا ہے اور موت اُس کی طلب میں ہے دوسرے وہ شخص جو آخرت کے احوال سے غافل ہے حالانکہ خداوند عالم اور اُس کے فرشتے اُس سے غافل نہیں ہیں۔

جناب سلمانؓ کا چھ طبق خرمائے بخش دو۔ اُس نے کہا چھ طبق لے جاؤ۔ میں پہلے ایک طبق خرمائے کر دل میں یہ سوچ کر چلا کہ اگر ان میں کوئی شخص پیغمبر ہے تو وہ صدقہ کا خرمائے کھائے گا بلکہ بدیہ قبول کرے گا۔ لہذا میں نے طبق ان کے پاس لے جا کر کہا یہ تصدیق کے خرمے ہیں۔ یہ سُن کر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امیر المؤمنین، حمزہؓ، عقیلؓ جو کہ نبی ہاشم سے تھے اور صدقہ ان پر حرام ہے ان لوگوں نے وہ خرمے نہ کھائے باقی تین اشخاص کھانے لگے میں نے دل میں کہا کہ یہ بھی ایک علامت ہے پیغمبر آخر الزمان کی جو میں نے کتابوں میں پڑھی ہیں۔ پھر میری اپنی مالک کے پاس گیا اور ایک طبق خرمے کی اور اجازت چاہی۔ اُس نے پھر چھ طبق کی اجازت دے دی۔ میں ایک طبق بھر کے لایا اور کہا یہ بدیہ ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ بٹھایا اور کہا بسم اللہ کھاؤ۔ تو سُننے کھایا میں نے دل میں کہا یہ دوسری علامت ہے۔ میں بے تاب ہو کر حضرت کے گرد بھرنے لگا اور حضرت کی پشت کی جانب دیکھتا تھا حضرت میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا مہربانوت تلاش کرتے ہو؟ میں نے عرض کی ہاں۔ تو اپنے دوش مبارک کو حضرت کے کھولائیں نے مہربانوت کو دیکھا جو حضرت کے دونوں شانوں کے درمیان نقش تھی اور چنڈاں اُس پر لگے ہوتے تھے میں زمین پر گر پڑا اور حضرت کے پائے اقدس کے بوسے لینے لگا۔ حضرت نے فرمایا اسے روز باری مالک کے پاس جاؤ اور کہو کہ محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں کہ اس غلام (روزبہ) کو میرے ہاتھ فروخت کر دے۔ میں نے اس کو حضرت کا پیغام پہنچایا اُس نے کہا کہ چار سو درخت خرمائے کے عوض فروخت کروں گی جن میں دو سو درخت تو خرمائے زرد کے ہوں اور دو سو درخت خرمائے سرخ کے ہوں۔ میں نے اگر حضورؐ کو آگاہ کیا۔ حضرت نے فرمایا کوئی دشواریات نہیں۔ پھر امیر المؤمنین سے فرمایا اے علیؓ خرمے کے بیج جمع کرو۔ پھر آنحضرتؐ بیج زمین میں ڈالتے اور حضرت علیؓ پانی ڈالتے تھے۔ جب حضرت دوسرا دن زمین میں ڈالتے پہلا بیج درخت بن چکا ہوتا۔ اسی طرح حضرت خرمے کے بیج بو کر فارغ ہوتے تو سب درخت تیار تھے اور سب میں پھل لگے ہوتے تھے۔ پھر حضرت نے اُس عورت کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر اپنے درختوں کو لے لے اور غلام میرے حوالے کرے۔ اُس عورت نے اگر دیکھا تو کہا خدا کی قسم جب تک تمام درخت زرد درختوں کے نہ ہو جائیں غلام کو نہ دوں گی۔ اُسی وقت جبریلؑ نازل ہوئے اور اپنے پردوں کو درختوں پر مارا تو وہ دوسرے درخت بھی تمام خرمائے زرد کے ہو گئے تو اُس عورت نے کہا خدا کی قسم ان میں سے ایک ہی درخت تم سے اور محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرے نزدیک بہتر ہے۔ میں نے کہا آنحضرتؐ کی ایک روز خدمت کرنا میرے نزدیک تجھ سے اور تیری تمام املاک سے بہتر ہے۔ پھر آنحضرتؐ نے مجھے آزاد فرمایا اور میرا نام سلمان رکھا۔

جناب سلمانؓ کا چھ طبق خرمائے بخش دو۔ اُس نے کہا چھ طبق لے جاؤ۔ میں پہلے ایک طبق خرمائے کر دل میں یہ سوچ کر چلا کہ اگر ان میں کوئی شخص پیغمبر ہے تو وہ صدقہ کا خرمائے کھائے گا بلکہ بدیہ قبول کرے گا۔ لہذا میں نے طبق ان کے پاس لے جا کر کہا یہ تصدیق کے خرمے ہیں۔ یہ سُن کر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امیر المؤمنین، حمزہؓ، عقیلؓ جو کہ نبی ہاشم سے تھے اور صدقہ ان پر حرام ہے ان لوگوں نے وہ خرمے نہ کھائے باقی تین اشخاص کھانے لگے میں نے دل میں کہا کہ یہ بھی ایک علامت ہے پیغمبر آخر الزمان کی جو میں نے کتابوں میں پڑھی ہیں۔ پھر میری اپنی مالک کے پاس گیا اور ایک طبق خرمے کی اور اجازت چاہی۔ اُس نے پھر چھ طبق کی اجازت دے دی۔ میں ایک طبق بھر کے لایا اور کہا یہ بدیہ ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ بٹھایا اور کہا بسم اللہ کھاؤ۔ تو سُننے کھایا میں نے دل میں کہا یہ دوسری علامت ہے۔ میں بے تاب ہو کر حضرت کے گرد بھرنے لگا اور حضرت کی پشت کی جانب دیکھتا تھا حضرت میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا مہربانوت تلاش کرتے ہو؟ میں نے عرض کی ہاں۔ تو اپنے دوش مبارک کو حضرت کے کھولائیں نے مہربانوت کو دیکھا جو حضرت کے دونوں شانوں کے درمیان نقش تھی اور چنڈاں اُس پر لگے ہوتے تھے میں زمین پر گر پڑا اور حضرت کے پائے اقدس کے بوسے لینے لگا۔ حضرت نے فرمایا اسے روز باری مالک کے پاس جاؤ اور کہو کہ محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں کہ اس غلام (روزبہ) کو میرے ہاتھ فروخت کر دے۔ میں نے اس کو حضرت کا پیغام پہنچایا اُس نے کہا کہ چار سو درخت خرمائے کے عوض فروخت کروں گی جن میں دو سو درخت تو خرمائے زرد کے ہوں اور دو سو درخت خرمائے سرخ کے ہوں۔ میں نے اگر حضورؐ کو آگاہ کیا۔ حضرت نے فرمایا کوئی دشواریات نہیں۔ پھر امیر المؤمنین سے فرمایا اے علیؓ خرمے کے بیج جمع کرو۔ پھر آنحضرتؐ بیج زمین میں ڈالتے اور حضرت علیؓ پانی ڈالتے تھے۔ جب حضرت دوسرا دن زمین میں ڈالتے پہلا بیج درخت بن چکا ہوتا۔ اسی طرح حضرت خرمے کے بیج بو کر فارغ ہوتے تو سب درخت تیار تھے اور سب میں پھل لگے ہوتے تھے۔ پھر حضرت نے اُس عورت کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر اپنے درختوں کو لے لے اور غلام میرے حوالے کرے۔ اُس عورت نے اگر دیکھا تو کہا خدا کی قسم جب تک تمام درخت زرد درختوں کے نہ ہو جائیں غلام کو نہ دوں گی۔ اُسی وقت جبریلؑ نازل ہوئے اور اپنے پردوں کو درختوں پر مارا تو وہ دوسرے درخت بھی تمام خرمائے زرد کے ہو گئے تو اُس عورت نے کہا خدا کی قسم ان میں سے ایک ہی درخت تم سے اور محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرے نزدیک بہتر ہے۔ میں نے کہا آنحضرتؐ کی ایک روز خدمت کرنا میرے نزدیک تجھ سے اور تیری تمام املاک سے بہتر ہے۔ پھر آنحضرتؐ نے مجھے آزاد فرمایا اور میرا نام سلمان رکھا۔

اور اُس کے اعمال کا احصا کرتے رہتے ہیں۔ تیسرے وہ شخص جو اپنا مُنہ ہنسنے کے لیے کھولتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا اُس پر راضی ہے یا اُس پر غضبناک ہے۔

شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب سلمانؓ کے اصحاب میں سے ایک شخص بیمار ہوا جب چند روز تک اُس سے ملاقات نہ ہوئی تو اُس کا حال دریافت کیا کہ وہ کہاں ہے لوگوں نے کہا وہ بیمار ہے۔ سلمانؓ نے کہا اُو اُس کی عیادت کو چلیں۔ غرض لوگ ان کے ساتھ چلے اور اُس شخص کے گھر پہنچے تو اُس کو جان کنی کے عالم میں دیکھا۔ جناب سلمانؓ نے ملک الموتؑ سے خطاب کیا کہ خدا کے دوست کے ساتھ نرمی اور مہربانی کرو۔ ملک الموتؑ نے جواب دیا جس کو تمام حاضرین نے سنا کہ اے ابو عبد اللہؑ میں تمام مؤمنین کے ساتھ نرمی کرتا ہوں اور اگر کسی کے سامنے اس طرح آؤں گا کہ وہ مجھے دیکھے تو بیشک تم ہو گے۔

شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی نے کتاب احتجاج میں روایت کی ہے کہ جب خلیفہ دوم نے حضرت ابن ابی بکرؓ کے بیٹے کے بعد جناب سلمانؓ کو مدائن کا حاکم مقرر کیا اور سلمانؓ نے امیر المؤمنین کی اجازت سے قبول و منظور کیا اُو مدائن چلے گئے تو خلیفہ نے خط لکھ کر ان پر چند اعتراضات کیے۔ جناب سلمانؓ نے جواب میں لکھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط سلمانؓ آزاد کردہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے عمر بن الخطابؓ کی طرف ہے کہ تمہارا خط آیا جس میں تم نے مجھ کو ملامت اور سرزنش کی ہے اور لکھا ہے کہ تم نے مجھ کو مدائن کا حاکم بنا دیا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ پسر خلیفہ کے اعمال کی پیروی کروں اور اُس کے ایام حکومت کی اتباع کروں اور اُس کی سیرت پر عمل کروں تو میں ان تمام نیک و بد باتوں کی تم کو کیا خبر دوں حالانکہ خداوند عالم نے مجھ کو منع کیا ہے اپنی آیت حکم میں اُن بالوں سے جس کا تم مجھے حکم دیتے ہو۔ اور فرماتا ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّمَّا قُذِّبَ بِهَا** **بَعْضُ الظُّلُمِ** **إِنَّ بَعْضَ الظُّلُمِ أَثَمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبَ بَعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ** **لِخَبْرٍ** **أَخِيهِ** **مِنْ غَيْرِ فَهُنَّ سَوْءٌ وَأَنْتُمْ قَوَّادِلُ** **لَهُ** **إِيمَانٌ** **وَالْوَهْمُ** **لَمَّا** **كَرِهَ** **سَے** **پر** **بہتر** **کرد** **کہ** **بعض** **گناہ** **ہے** **اور** **اُس** **میں** **کوئی** **ایک** **دوسرے** **کے** **غیب** **کی** **تلاش** **نہ** **کرے** **اور** **تم** **میں** **سے** **کوئی** **کسی** **کی** **غیبت** **نہ** **کرے**۔ **کیا** **تم** **میں** **سے** **کوئی** **یہ** **پسند** **کرتا** **ہے** **کہ** **اپنے** **مردہ** **بھائی** **کا** **گوشت** **کھائے** **تو** **تم** **کو** **کراہت** **لگتے** **ہو** **لہذا** **خدا** **کے** **غضب** **سے** **ڈرو**۔ **لہذا** **ایسا** **ہرگز** **نہیں** **ہو** **سکتا** **کہ** **میں** **پسر** **خلیفہؑ** **کے** **بارے** **میں** **خدا** **کی** **نافرمانی** **اور** **تہاری** **اطاعت** **کروں**۔ اور تم نے جو یہ مجھے لکھا ہے کہ میں زنبیل بننا ہوں اور جو کی روٹی کھاتا ہوں تو یہ ایسی باتیں نہیں ہیں جن پر کوئی شخص کسی مومن کو ملامت کرے اور اس کی یہ عادت بدلنے کی کوشش کرے۔ اور اے عمر خدا کی قسم جو کھانا اور زنبیل بننا زیادہ کھانے پینے اور حق مومن غضب کرنے اور اُس چیز کے دعوے کرنے سے جو میرا حق نہیں خدا کے نزدیک زیادہ اچھا اور محبوب ہے اور پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے بیشک میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جب حضرت کو نان جو ملتی تھی آپؐ ناول فرماتے تھے اور خوش ہوتے تھے، رنجیدہ نہیں ہوتے تھے۔ اور جو تم نے یہ ذکر کیا ہے کہ میں جو کچھ کھاتا ہوں لوگوں کو عطا کر دیتا ہوں، تو یہ میں احتیاج و فقر کے دن کے لیے پہلے سے پہنچ رہا ہوں۔ اے عمرؓ پروردگار عزت کی قسم مجھے پروا نہیں ہوتی کہ وہ غذا جو میرے دہن میں پہنچتی اور ملتی ہے اتنی ہے مجھے گوارا ہوتی ہے خواہ وہ کھیر ہو۔

کا آنا ہوا ہو یا کبری کا بھیجا ہو یا جو کی بھوسہ ہو۔ اور یہ تو تم نے کہا ہے کہ میں نے حکومت خدا کو کمزور اور سست کر دیا اور اپنے نفس کو ذلیل کر دیا اور اپنے تئیں لوگوں کا خدمت گار بنا لیا ہے یہاں تک کہ اہل مدائن مجھ کو اپنا امیر نہیں سمجھتے ہیں اور مجھ کو ایک پل کے مانند سمجھ لیا ہے کہ مجھ پر سے گزرتے ہیں اور اپنے بوجھ مجھ پر رکھتے ہیں تو تم نے لکھا ہے کہ یہ باتیں خدا کی سلطنت کی کمزوری کا اور ذلت کا باعث ہیں؛ لہذا جان لو کہ طاعت الہی میں ذلیل ہونا میرے نزدیک خدا کی معصیت میں بلند و عزیز ہونے سے بہتر ہے۔ اور تم خود جانتے ہو کہ رسول خدا لوگوں کی تالیف قلوب کرتے تھے اور لوگوں سے نزدیک رہتے تھے اور لوگ آپ کا تقرب حاصل کرتے تھے اور آپ کے نزدیک بیٹھتے تھے باوجود آپ کی نبوت کی جلالت اور بادشاہی کے؛ یہاں تک کہ گویا انہی میں سے ایک تھے۔ ان کی نہایت قربت کے سبب سے جو ان کے ساتھ حضرت ظاہر فرماتے تھے۔ بلاشبہ آنحضرتؐ معمولی غذا کھاتے اور موٹے کپڑے پہنتے اور تمام قریشی و عربی اور سیاہ و سفید دین میں حضرت کے نزدیک برابر تھے۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ میں نے آنحضرتؐ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص سات مسلمانوں پر میرے بعد حاکم ہووے ان کے درمیان انصاف نہ کرے تو جب وہ حق تعالیٰ سے ملاقات کرے گا تو خدا اس پر غضبناک ہوگا۔ لہذا اے عمر میں آرزو کرتا ہوں کہ امارت مدائن سے سلامتی کے ساتھ سکدوش ہو جاؤ اور وہاں وہاں ہو جاؤ جیسا کہ تم مجھے کہتے ہو کہ اپنے نفس کو ذلیل سمجھنے والا اور مسلمانوں کی بھلائی میں خدمت کرنے والا۔ لہذا اے عمر اس شخص کا کیا حال ہوگا جو اپنے تئیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام اُمت کا والی قرار دیتا ہو۔ بیشک خلاق عالم ارشاد فرماتا ہے: **تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ عُلُوقًا فِي الْأَمْرِ وَلَا فَتَنًا وَلَا اِنْتَابَ إِلَى الْمُتَّقِينَ** (سورۃ القصص آیت ۲۸) یعنی یہ خانہ آخرت ہے جس کو میں نے ان لوگوں کی منزل قرار دی ہے جو زمین میں بلندی نہیں چاہتے اور نہ فساد کرتے ہیں اور نیک انجام تو متیقن کا ہے۔ اور جان لو کہ میں ان کی سزا اور سختی میں متوجہ نہیں ہوتا اور حدودِ الہی ان پر جاری نہیں کرتا مگر کسی سزا اور صاحبِ عقل کے ارشاد سے۔ لہذا ان کے درمیان میں نے درمیان فی راستہ اختیار کیا ہے اسی راہبر کے طریقہ سے اور اسی کی سیرت کے مطابق سلوک کرتا ہوں۔ اور جانتا ہوں کہ اگر خدا اس اُمت کی بھلائی چاہتا، خدا کا ارادہ ان کے بارے میں بہتری اور رشد کا ہوتا تو بیشک ان پر ان لوگوں سے زیادہ بہتر اور عقلمند شخص کو والی و حاکم قرار دیتا۔ اور اگر یہ اُمت خداوندِ عالمین سے ڈرنے والی ہوتی اور اپنے پیغمبر کے ارشاد کی فرمانبرداری کرتی اور حق کو پہچانتی، تو تم کو امیر المؤمنین نہ کہتی۔ تو جو حکم تم چاہو دو وہ ہم پر جاری نہیں ہو سکتا مگر اسی دُنیاوی زندگی میں۔ لہذا خدا کے ہماری مدت کے طول دے دینے پر مغرور نہ ہو اور عذاب میں جلدی کرنے کی بجائے جو مہلت اس نے دے رکھی ہے اس پر اتراؤ امت۔ سمجھ لو کہ بہت جلد تمہارے ظلم و جور کے عوض تم کو دُنیا و آخرت میں گرفتار کرے گا۔ اور جو کچھ اعمال تم نے پہلے بھیج دیئے ان کے بارے میں تم سے سوال کرے گا اور جو کچھ اس کے بعد تمہاری بد اعمالیوں کا نتیجہ ہوگا وہ تم دیکھو گے۔

قطب راوندی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ سلمانؓ بیان فرماتے تھے کہ میں اصفہان کے ایک دیہات کارہنے والا تھا جس کو بھی کہتے تھے اور میرے والد اس دیہات کے رئیس تھے اور مجھ سے بہت محبت

علیفہ دد کے زائیں حبیب کتاب کا عالم دران مونا علیفہ کا عالم خیر خط بھیجی اور رب سلمان کا جواب ادریسف دد کی نصیحت و امامت۔

کرتے تھے اور مجھے گھر میں رکھتے تھے جیسے لڑکیوں کو محفوظ رکھا جاتا ہے۔ اور میں بچہ تھا اور مذہب کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا سوائے آتش پرستی کے جو میں دیکھتا تھا یہاں تک کہ میرے والد نے ایک عمارت تعمیر کرائی۔ اُن کا ایک کھیت تھا۔ ایک روز اُنہوں نے مجھ سے کہا اے فرزند عمارت کی تعمیر سے مجھے فرصت نہیں ہے مجھے اپنی زراعت کی کوئی خبر نہیں۔ لہذا کھیت پر جاؤ اور مردوروں سے ایسی ایسی تاکید کر کے فوراً واپس آجاؤ۔ دیر مت کرنا۔ عرض میں کھیت کی طرف چلا، راستہ میں عیسائیوں کا کلیسہ تھا وہاں اُن کی آوازیں سنیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں لوگوں نے کہا یہ لوگ نصرانی ہیں اور یہ نماز پڑھ رہے ہیں تو میں اُس کلیسے میں داخل ہو گیا تاکہ اُن کے حالات دیکھوں۔ مجھے اُن کی عبادت دیکھ کر پسند آئی اور میں اُن کے پاس بیٹھا رہا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ ادھر میرے والد نے میری تلاش میں لوگوں کو ہر طرف بھیجا۔ میں رات کو گھر واپس گیا اور کھیت پر نہیں گیا۔ میرے والد نے مجھ سے پوچھا کہ تم کہاں تھے میں نے کہا کہ میں کھیت پر جا رہا تھا کہ راستہ میں ایک کلیسے کی طرف سے گزرا مجھے اُن کا طریق عبادت اور دُعا کرنا پسند آیا۔ میرے والد نے کہا اے فرزند تمہارے باپ دادا کا دین اُن کے دین سے بہتر ہے میں نے کہا نہیں خدا کی قسم ایسا نہیں ہے بلکہ وہ چند گروہ ہیں جو خدا کی پرستش کرتے ہیں، دُعا میں کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ اور تم آگ کو پوجتے ہو جس کو اپنے ہاتھ سے جلاتے ہو اور اگر اُس سے غافل ہو جاتے ہو تو وہ مرجاتی ہے یعنی مجھ جاتی ہے۔ یہ سن کر میرے والد نے میرے پیروں میں بیڑیاں ڈال دیں اور گھر میں قید کر دیا۔ میں نے ایک شخص کو نصرانیوں کے پاس بھیجا اور اُن سے دریافت کیا کہ تمہارے دین کی بنیاد کہاں ہے اُنہوں نے کہا شام میں۔ تو میں نے اُن کو پیغام بھیجا کہ جب شام سے کچھ لوگ تمہارے پاس آئیں تو مجھے اطلاع دینا۔ اُنہوں نے کہلایا کہ ایسا ہی ہوگا۔ پھر چند روز کے بعد جب شام کے تاہر آئے تو نصارائے نے مجھے اطلاع کرائی۔ میں نے کہا کہ جب وہ لوگ اپنے کاموں سے فارغ ہو جائیں اور واپس جانے لگیں تو مجھے آگاہ کرنا۔ اُنہوں نے منظور کیا اور چند دنوں کے بعد جب وہ لوگ واپس جانے لگے تو مجھے مطلع کیا گیا۔ تو میں نے اپنے پیروں کی بیڑیاں نکالیں اور اُن سے جا ملا اور شام کی جانب روانہ ہو گیا۔ جب شام میں پہنچا میں نے دریافت کیا کہ اس دین کا سب سے بڑا عالم کون ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ عالم جس کا کلیسہ بڑا ہے اور اُس کو اُسُفُف کہتے ہیں۔ وہ سب سے زیادہ جانتے والا ہے۔ میں اُس کے پاس گیا اور خواہش کی کہ میں آپ کے ساتھ رہتا جا رہتا ہوں تاکہ آپ سے اُمور نیک سیکھوں اور یاد کروں۔ اُس نے منظور کیا۔ میں اُس کے پاس رہنے لگا لیکن وہ ناشائستہ آدمی تھا آتش پرستوں کو حکم دیتا تھا کہ صدقے کے مال اُس کے پاس لائیں۔ وہ لوگ لاتے تھے وہ ان کو جمع کرتا تھا اور ان میں سے کچھ بھی فقر و مساکین کو نہیں دیتا تھا۔ عرض میں تھوڑے دنوں اُس کے پاس رہا کہ اُس کا انتقال ہو گیا۔ جب نصاریٰ اُس کو دفن کرنے آئے تو میں نے اُن کو اطلاع دی کہ یہ شخص اچھا نہ تھا۔ اور اُن کو اُس خزانہ سے آگاہ کیا جو اُس نے جمع کیا تھا تو اُن لوگوں نے سات بڑے گھرے سونے سے بھرے ہوئے نکلے اور اُس کو ایک لکڑی کے ذریعہ دار پر کھینچا اور اُس پر بھرتے۔ پھر اُس کی جگہ ایک دوسرے عالم کو فخر کیا۔ میں نے اُس سے زیادہ بہتر اور نیک کسی دوسرے کو نہیں پایا وہ ان سب سے زیادہ زاہد تھا اور

جناب سیدمان کا دینی رحمان اور فطرت سلیم

اُس کی عبادت سب سے زیادہ تھی۔ میں برابر اُس کی خدمت میں رہتا تھا یہاں تک کہ اُس کی وفات کا وقت آیا۔ میں اُس کو بہت عزیز رکھتا تھا۔ میں نے اُس سے کہا کہ تم سوئے آخرت روانہ ہوتے ہو مجھے کس کے پُر کرتے ہو۔ اُس نے کہا اسے فرزند نہیں اور کسی کو بہتر نہیں سمجھتا مگر ایک عالم موصول میں ہے اُس کے پاس جیلے جاؤ۔ جب تم اُس کے پاس پہنچو گے تو اُس کو میری ہی مانند پاؤ گے۔ یہ کہہ کر وہ رحمت الہی سے داخل ہو گیا۔ پھر میں موصول میں اُس عالم کے پاس گیا وہ اُسی عالم کے مانند تارک دنیا اور بڑا عابد تھا۔ میں نے اُس سے کہا کہ فلاں عالم نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ اُس نے کہا اے فرزند میرے ساتھ رہ۔ میں اُس کی خدمت میں رہنے لگا یہاں تک کہ اُس کی رحلت کا وقت آیا۔ میں نے اُس سے کہا آپ مجھے کس کے حوالے کرتے ہیں اُس نے کہا میں کسی کے بارے میں گمان نہیں رکھتا سوائے ایک شخص کے جو نصیب میں رہتا ہے۔ تو اُس کے پاس جا عرض اُس کے انتقال کے بعد میں نے اس کو دفن کیا اور نصیبین پہنچا اور وہاں کے راہب کے پاس آیا اور کہا کہ فلاں عالم نے مجھے آپ کے پُر دیا ہے۔ اُس نے بھی مجھے کہا اے فرزند میرے پاس رہو میں اُس کے پاس مقیم ہو گیا۔ وہ بھی علم و زہاد اور عبادت میں انہی عالموں کے مثل تھا۔ اُس کی وفات کا زمانہ آیا تو میں نے پوچھا کہ آپ مجھے کس کے پُر دے رہے ہیں اُس نے بھی کہا کہ میرے خیال میں کوئی نہیں سوائے ایک شخص کے جو عورہ روم میں رہتا ہے۔ اگر تم اُس کے پاس چلے جاؤ تو اُس کو ہماری طرح پاؤ گے۔ اُس کے انتقال کے بعد میں عورہ روم پہنچا۔ اُس کو بھی مثل انہی عالموں کے پایا میں اُس کے ساتھ ایک مدت تک رہا اور کچھ بیٹ بکریاں اور گائے اور کچھ مال میں نے کمایا جب اُس کی وفات کا وقت آیا میں نے پوچھا آپ مجھے کس کے حوالے کرتے ہیں اُس نے کہا میرے خیال میں تو کوئی ایسا نہیں ہے جو ہماری طرح اس زمانہ میں ہو لیکن اُس پیغمبر کی بعثت کا زمانہ قریب آ گیا ہے جو مکہ میں ظاہر ہوگا اور جس کا عمل جورت دو پہاڑوں کے درمیان زمین شور رہے جس میں خرماکے بہت سے درخت ہوں گے۔ اُس پیغمبر کی بہت علامتیں ظاہر ہوں گی اور اُس کے دونوں شانوں کے درمیان ہر نبوت ہوگی۔ وہ صدقہ نہیں بلکہ ہدیہ تبادلی کرتا ہے۔ اگر تم وہاں پہنچ سکو تو چلے جاؤ۔ جناب سلمان کہتے ہیں کہ میں اُس کو دفن کرنے کے بعد وہیں مقیم رہا یہاں تک کہ وہاں بنی کلب کے تاجروں کی ایک جماعت عرب سے آئی۔ میں نے اُن سے کہا کہ مجھے اپنے ساتھ عرب تک لے چلیے اور یہ مال اور گائے وغیرہ جو میں نے حاصل کی ہیں لے لیجیے۔ اُن لوگوں نے منظور کیا اور میں اُن کے ساتھ ہولیا اور وادی القری تک پہنچا۔ جب میں وہاں پہنچا تو اُن لوگوں نے مجھے پر ظلم کیا اور مجھے غلام بنا کر ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ جب میں نے وہاں خرمے کے درخت دیکھے مجھے اُمید ہو گئی کہ یہ وہی مقام ہے جس کی صفت مجھ سے بیان کی گئی ہے کہ پیغمبر آخر الزمان جہاں مبعوث ہوں گے غرض میں اُس یہودی کے پاس گیا یہاں تک کہ وادی القری کے یہودیوں میں سے بنی قریظہ کا ایک شخص آیا اور اُس نے مجھے اُس یہودی سے خرید لیا جس کے پاس میں رہتا تھا اور مجھے مدینہ میں لے آیا۔ جب میں مدینہ پہنچا تو اُس کو انہی صفوں کے مطابق پایا جو اُس راہب سے میں نے سنی تھیں۔ غرض میں اُس یہودی کے پاس ایک مدت تک رہا یہاں تک کہ میں نے سنا کہ جناب رسول خدا مکہ میں مبعوث ہوئے۔ چونکہ میں غلامی کی زنجیر میں جکڑا ہوا تھا اس سبب سے آنحضرت کے مزید حالات معلوم نہ کر سکا۔ یہاں تک کہ آنحضرت نے مدینہ کی جانب ہجرت کی اور قبائیں نزول اجلال فرمایا۔ میں اُس یہودی کے باغوں میں سے

جناب سلمان کہتے ہیں کہ میں اُس کو دفن کرنے کے بعد وہیں مقیم رہا یہاں تک کہ وہاں بنی کلب کے تاجروں کی ایک جماعت عرب سے آئی۔ میں نے اُن سے کہا کہ مجھے اپنے ساتھ عرب تک لے چلیے اور یہ مال اور گائے وغیرہ جو میں نے حاصل کی ہیں لے لیجیے۔ اُن لوگوں نے منظور کیا اور میں اُن کے ساتھ ہولیا اور وادی القری تک پہنچا۔ جب میں وہاں پہنچا تو اُن لوگوں نے مجھے پر ظلم کیا اور مجھے غلام بنا کر ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ جب میں نے وہاں خرمے کے درخت دیکھے مجھے اُمید ہو گئی کہ یہ وہی مقام ہے جس کی صفت مجھ سے بیان کی گئی ہے کہ پیغمبر آخر الزمان جہاں مبعوث ہوں گے غرض میں اُس یہودی کے پاس گیا یہاں تک کہ وادی القری کے یہودیوں میں سے بنی قریظہ کا ایک شخص آیا اور اُس نے مجھے اُس یہودی سے خرید لیا جس کے پاس میں رہتا تھا اور مجھے مدینہ میں لے آیا۔ جب میں مدینہ پہنچا تو اُس کو انہی صفوں کے مطابق پایا جو اُس راہب سے میں نے سنی تھیں۔ غرض میں اُس یہودی کے پاس ایک مدت تک رہا یہاں تک کہ میں نے سنا کہ جناب رسول خدا مکہ میں مبعوث ہوئے۔ چونکہ میں غلامی کی زنجیر میں جکڑا ہوا تھا اس سبب سے آنحضرت کے مزید حالات معلوم نہ کر سکا۔ یہاں تک کہ آنحضرت نے مدینہ کی جانب ہجرت کی اور قبائیں نزول اجلال فرمایا۔ میں اُس یہودی کے باغوں میں سے

ایک باغ میں کام کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اُس یہودی کھجپا زاد بھائی باغ میں آیا اور کہا کہ خدا بنی قیل کو یعنی انصار کو قتل کرے وہ سب قبائیں ایک شخص کے پاس جو مکہ سے آیا ہے جمع ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ وہ پیغمبر ہے خدا کی قسم جب میں نے حضرت کے بارے میں یہ سنا تو میں اس قدر کلپنے لگا کہ نزدیک تھا کہ اپنے آقا کے سامنے ہی گر جاؤں۔ میں نے پوچھا کہ حقیقت کیا ہے اور کون شخص ہے جو آیا ہے۔ یہ سنکر میرے مالک نے ہاتھ اٹھا کر میرے سینہ پر مارا اور کہا تجھ کو ان باقوں سے کیا کام۔ اپنے کام میں مشغول رہ۔ غرض جب رات ہوئی میں نے حضور ساکھانا اپنے ساتھ لیا اور حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں قبائیں حاضر ہوا اور کہا میں نے سنا ہے کہ آپ ایک شائستہ انسان ہیں اور آپ کے ہمراہ چند اصحاب ہیں۔ میرے پاس کچھ حضور اسامان صد کا ہے وہ آپ کے لیے لایا ہوں۔ آپ اُس میں سے کھائیے۔ حضرت نے یہ سنکر اصحاب سے فرمایا کھاؤ اور خود نہیں تناول فرمایا۔ میں نے یہ دیکھ کر دل میں کہا کہ یہ پہلی علامت ہے جس کی راہب نے مجھے اطلاع دی ہے۔ پھر میں وہاں سے واپس آیا اور آنحضرت مدینہ میں داخل ہوئے۔ پھر میں نے کچھ سامان جمع کیا اور حضرت کی خدمت میں لایا۔ اور عرض کی کہ آپ صدقہ کی چیزیں نہیں کھاتے اس لیے میں یہ ہدیہ لایا ہوں یہ صدقہ نہیں ہے۔ تو حضرت نے تناول فرمایا اور آپ کے اصحاب نے بھی کھایا۔ میں نے دل میں کہا یہ دوسری فصاحت ہے جس کی راہب نے مجھے خبر دی تھی۔ پھر قیسری مرتبہ میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ ایک جنازہ کے ساتھ جا رہے تھے۔ آپ دو پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور آپ کے اصحاب ہمراہ تھے۔ میں حضرت کے گرد دھڑلے لگا کہ شاید حضرت کی پشت پر ہر نبوت نظر آجائے۔ جب آپ کے سر کے چھ پہنچا حضرت نے بغراست نبوت سمجھ لیا کہ میں وہ علامت دیکھنا چاہتا ہوں تو حضرت نے اپنے شانہ اقدس سے رداے مبارک ہٹا دی تو میں نے ہر نبوت سمجھی جو آپ کے دونوں شانوں کے درمیان نظر آئی جس طرح کہ راہب نے بتایا تھا۔ میں اُس کو دیکھ کر گڑبڑا اور اُس کو پوچھا اور روتا جاتا تھا۔ حضرت نے فرمایا اے سلمان پلٹ کر میرے سامنے آؤ۔ میں واپس ہو کر حضرت کی خدمت میں بیٹھا تو حضرت نے فرمایا اپنا قصہ بیان کر تو اک صحابہ سنیں۔ میں نے اپنا تمام حال شروع سے آخر تک کہہ سنایا۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ اے سلمان مکاتیب ہو جاؤ اور اپنے مالک سے اپنے کو خرید کر آزاد ہو جاؤ۔ یہ سنکر میں اپنے آقا کے پاس گیا اور اپنے کو مکاتیب کر لیا اس شرط کے ساتھ کہ تین سو درخت اُس کے لیے لگاؤں اور چالیس اوقیہ چاندی اُس کو دوں۔ صحابہ نے خرمے کے پودوں سے میری مدد کی۔ بعض نے تیس پودے اور بعض نے بیس پودے دیئے۔ غرض ہر شخص نے اپنی حیثیت کے مطابق پودے لاکر جمع کیئے یہاں تک کہ تین سو پودے ہو گئے۔ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ میں اپنے ہاتھ سے پودوں کا غرض جس مقام پر باغ لگانا طے پایا تھا میں نے زمین کھودی اور حضرت کو اطلاع دی تو حضرت اُس مقام پر تشریف لائے۔ میں نے حضرت کی خدمت میں پودے حاضر کیئے پھر زمین میں لگاتے اور میں پانی ڈالتا اور اُن پر مٹی چھوڑتا تھا یہاں تک کہ سب ختم ہو گئے۔ اور اُسی خدا کی قسم جس نے حضرت کو سچائی کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ اُن پودوں میں کوئی بے کار نہیں ہوا اور سب کے سب رحمت بن کر تیار ہو گئے۔ پھر ایک شخص نے ایک انڈے کے برابر سونے کا ٹکڑا حضرت کے پاس حاضر کیا تو حضرت نے پوچھا وہ فارسی کہاں ہے جس نے اپنے کو مکاتیب کیا ہے میں حاضر خدمت ہوا تو فرمایا کہ اس سونے کو لے لو اور جو کچھ

جناب سلمان کہتے ہیں کہ میں اُس کو دفن کرنے کے بعد وہیں مقیم رہا یہاں تک کہ وہاں بنی کلب کے تاجروں کی ایک جماعت عرب سے آئی۔ میں نے اُن سے کہا کہ مجھے اپنے ساتھ عرب تک لے چلیے اور یہ مال اور گائے وغیرہ جو میں نے حاصل کی ہیں لے لیجیے۔ اُن لوگوں نے منظور کیا اور میں اُن کے ساتھ ہولیا اور وادی القری تک پہنچا۔ جب میں وہاں پہنچا تو اُن لوگوں نے مجھے پر ظلم کیا اور مجھے غلام بنا کر ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ جب میں نے وہاں خرمے کے درخت دیکھے مجھے اُمید ہو گئی کہ یہ وہی مقام ہے جس کی صفت مجھ سے بیان کی گئی ہے کہ پیغمبر آخر الزمان جہاں مبعوث ہوں گے غرض میں اُس یہودی کے پاس گیا یہاں تک کہ وادی القری کے یہودیوں میں سے بنی قریظہ کا ایک شخص آیا اور اُس نے مجھے اُس یہودی سے خرید لیا جس کے پاس میں رہتا تھا اور مجھے مدینہ میں لے آیا۔ جب میں مدینہ پہنچا تو اُس کو انہی صفوں کے مطابق پایا جو اُس راہب سے میں نے سنی تھیں۔ غرض میں اُس یہودی کے پاس ایک مدت تک رہا یہاں تک کہ میں نے سنا کہ جناب رسول خدا مکہ میں مبعوث ہوئے۔ چونکہ میں غلامی کی زنجیر میں جکڑا ہوا تھا اس سبب سے آنحضرت کے مزید حالات معلوم نہ کر سکا۔ یہاں تک کہ آنحضرت نے مدینہ کی جانب ہجرت کی اور قبائیں نزول اجلال فرمایا۔ میں اُس یہودی کے باغوں میں سے

تہا رہے ذمہ قرض ہے ادا کر دو۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ کب اُس مقدار کے برابر ہو سکتا ہے جس قدر میرے ذمہ ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ خداوند عالم اس میں اتنی برکت عطا فرمائے گا کہ جس قدر تمہارے ذمہ قرض ہے سب ادا ہو جائے گا۔ میں اُس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اُس سونے سے چالیس اوقیہ چاندی میں نے ادا کی اور یہودی کے حق سے نجات پائی۔ غرض غلامی کے سبب میں جنگ بدر و احد میں حاضر نہ ہو سکا تھا۔ جنگ خندق میں حاضر ہوا پھر حضرت کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوتا رہا۔

دوسری روایت میں سلمانؓ سے اس طرح روایت ہے کہ جب عمریہ کے راہب کی وفات کا وقت آیا اُس نے کہا کہ شام میں جاؤ وہاں دو بیشہ ہے اور سال میں ایک شخص ایک بیشہ سے نکلتا ہے اور دوسرے بیشہ میں داخل ہوتا ہے۔ اُس وقت ہمارا اور مزین امراض کے مریض اُس کے راستہ میں جمع ہوتے ہیں اور اُس کی دعا سے شفا پاتے ہیں۔ لہذا تم بھی اُسی وقت اُس سے ملو اور اُس سے دینِ حنیفہ کے بارے میں سوال کرو جو ملتِ ابراہیم ہے۔ میں اُس بیشہ میں پہنچا اور ایک سال تک انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ ایک قرعہ لات وہ ایک بیشہ سے نکلا اور دوسرے بیشہ میں داخل ہوا۔ ابھی اُس کے شانے نکلے ہوئے تھے کہ میں اُس سے پٹ گیا اور کہا خدا آپ پر رحمت نازل کرے میں آپ سے ملتِ حنیفہ معلوم کرنا چاہتا ہوں جو دینِ ابراہیم ہے۔ اُس نے کہا تو نے وہ بات پوچھی جس کو لوگ اس زمانہ میں نہیں پوچھتے۔ بیشک وہ وقت قریب ہے جبکہ ایک متبعِ حق کعبہ کے نزدیک ظاہر ہوگا جو مکہ کے حرم میں ہے۔ اور وہ اس دین پر مبعوث ہوگا جس کو تو دریافت کرتا ہے لہذا اگر تم اُس سے ملاقات کرو تو ایسا ہے کہ عیسے کو تم نے پایا۔

دوسری سند سے کتاب جراح الجراح میں روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیام فرماتے تھے اور فرمایا تھا کہ جب تک علیؓ مکہ سے آکر مجھ سے مل نہ جائیں گے میں مدینہ میں داخل نہ ہوں گا۔ جناب سلمانؓ آنحضرت کے حالات لوگوں سے برابر پوچھا کرتے تھے ان کو مدینہ کے ایک یہودی نے خرید لیا تھا اور وہ اُس کے خلستان میں کام کیا کرتے تھے۔ جب سلمانؓ کو معلوم ہوا کہ آنحضرت مدینہ میں تھیں غور سے ایک طبق لے کر حاضر خدمت ہوئے اور کہا میں نے سنا ہے کہ آپ غریب لوگ ہیں اور اس جگہ ٹھہر رہے ہوئے ہیں لہذا یہ خرما اپنے صدقہ کا آپ لوگوں کے لیے لایا ہوں کھائیے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ خدا کا نام لے کر کھاؤ لیکن خود کچھ تناول نہ فرمایا۔ سلمانؓ کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے پھر طبق لے کر گئے اور زبان فارسی میں کہا کہ یہ پہلی علامت ہے۔ پھر طبق کو خرما سے بھر کر لاتے اور حضرت سے کہا کہ میں نے دیکھا کہ آپ نے صدقہ کے خرما نہیں کھاتے لہذا یہ دیر ہے جو آپ کے لیے لایا ہوں۔ یہ سنکر آنحضرت نے ہاتھ بڑھایا اور کھانا شروع کیا اور اپنے اصحاب سے بھی فرمایا کہ خدا کا نام لے کر کھاؤ۔ پھر سلمانؓ نے طبق اٹھایا اور کہا یہ دوسری علامت ہے۔ اور آنحضرت کے پیچھے گئے اور ہر نبوت مشاہدہ کی۔ اور آنحضرت سے عرض کی کہ میں ایک یہودی کا غلام ہوں۔ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا کہ جاؤ اور اُس سے ایک مال کے عوض مکاتبتہ کرو تاکہ میں اُس کو دے کر تم کو آزاد کر دوں۔ پھر سلمانؓ اُس یہودی کے پاس گئے اور کہا میں مسلمان ہو گیا ہوں اور اُس پیغمبر کے دین کا تابع ہو گیا ہوں جو اس شہر میں آئے ہوئے ہیں لہذا تم اب مجھ سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکو گے

جناب سلمانؓ کا ایک راوی سے ملاقات کر کے آنحضرت کے بارے میں پوچھا تھا کہ

جناب سلمانؓ کا آنحضرت کے خدمت میں پہنچنا آپ کو کتنا خوش کرتا تھا؟

مجھے ایک مال کے بدلے میں مکاتبتہ کر دو تاکہ میں آزاد ہو جاؤں۔ اُس نے کہا میں تم کو اس شرط کے ساتھ مکاتبتہ کرتا ہوں کہ پانچ سو درخت خرما میرے واسطے ہوؤ اور جب تک پھل نہ لائیں میری خدمت کرتے رہو اور چالیس اوقیہ عمدہ سونا کہ ہر اوقیہ چالیس مثقال کا ہوتا ہے مجھے دو۔ یہ سنکر سلمانؓ واپس گئے اور آنحضرت کو خبر دی حضرت نے فرمایا جاؤ اور اُس سے مکاتبتہ کر لو جس طرح اُس نے کہا ہے۔ جناب سلمانؓ گئے اور یہودی سے اپنے کو مکاتبتہ کر لیا۔ اُس کو یہ گمان تھا کہ یہ امر چند سال میں پورا ہوگا۔ غرض جناب سلمانؓ مکاتبتہ نامہ آنحضرت کے پاس لاتے۔ آنحضرت نے فرمایا جاؤ پانچ سو بیج لاؤ۔ میں نے حاضر کیے۔ حضرت نے فرمایا امیر المؤمنینؓ کو دے دو اور مجھے پل کر وہ زمین دکھاؤ جہاں وہ درخت لگانا چاہتا ہے۔ الغرض آنحضرت، امیر المؤمنینؓ اور سلمانؓ کو لے کر اُس مقام پر پہنچے۔ آنحضرت اپنی انگشت مبارک سے زمین میں سوراخ کرتے اور جناب امیرؓ سے فرماتے کہ اس میں بیج ڈال دو پھر آنحضرت امیرؓ میں بیج ڈال دیتے تھے۔ پھر آنحضرت اُس پر مٹی ڈال کر اپنی انگلیوں کو کھولتے تو ان کے درمیان سے پانی جاری ہو جاتا اور اُس مقام پر پہنچ جاتا۔ پھر اسی طرح دوسرا بیج بولتے۔ جب دوسرے بیج سے فارغ ہوتے تو پہلا درخت بن کر تیار ہو جاتا تھا۔ جب تیسرا بیج بکر فارغ ہوتے تو دوسرا درخت تیار ہو جاتا اور پہلا بار آور ہو جاتا اسی طرح تمام بیج بولتے اور وہ پانچ سو درخت تیار ہوتے اور ان میں پھل پیدا ہو گئے۔ جب وہی نے یہ عجیب صورت مشاہدہ کی تو کہنے لگا کہ قریش سچ کہتے ہیں کہ محمدؐ نما تو ہیں (معاذ اللہ) اور بولا کہ میں نے ان درختوں کو لے لیا اب سونا لاؤ یہ سنکر آنحضرت نے ہاتھ بڑھا کر اپنے سامنے سے ایک پتھر اٹھایا جو حضرت کے اعجاز سے بہتر سونا ہوا ہو گیا یہودی نے کہا میں نے اس سے بہتر سونا نہیں دیکھا تھا پھر اُس کو تو لا تو چالیس اوقیہ پورا اترا۔ دیکھ کر نہ زیادہ۔ سلمانؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت کے ساتھ آزاد ہو کر واپس آیا اور حضرت کی خدمت میں رہنے لگا۔ شیخ کشی نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ميثب جو جناب فاطمہ صلوات اللہ علیہا کے وقت باغوں میں سے ایک باغ ہے وہ یہی باغ ہے جس کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سلمانؓ کے مکاتبتہ کے لیے لگایا تھا خدا نے اُس یہودی سے اُس باغ کو پھر آنحضرت کی طرف پلٹا دیا اور آنحضرت نے اس کو جناب فاطمہ زہراؑ کو دے دیا تھا اور ان محذوثر نے وقف فرمادیا تھا۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلہ سلمانؓ کے لیے جو گاروں میں تھے اس مضمون کا ایک مہمانہ تحریر فرمایا تھا کہ یہ نوشتہ ہے محمد بن عبد اللہ رسول خدا کی جانب سے جبکہ سلمانؓ نے ان سے لکھنے کی خواہش کی۔ اپنے بھائی ہمار بن قروح بن ہبیا اور اپنے تمام عزیز و اقارب کے لیے جو ان کے بعد ہوں گے اور ان کی نسل سے پیدا ہوں گے ان میں سے جو مسلمان ہوں گے اور اپنے دین پر قائم و باقی رہیں گے۔ تم پر سلام ہو۔ میں خدا کی حمد کرتا ہوں تمہارے لیے بیشک خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اقرار کروں کہ لا الہ الا اللہ و وحدہ لا شریک لہ میں خود بھی اس کا اقرار کرتا ہوں اور لوگوں کو بھی حکم دیتا ہوں کہ اقرار کریں اور حکم اور فرمان سب خدا ہی کا ہے۔ وہ خدا وہ ہے جس نے سب کو خلق کیا ہے۔ وہی ان پر موت طاری کرتا ہے پھر زندہ کرے گا اور سب کی بازگشت اسی کی جانب ہے۔ پھر اُس نامہ میں سلمانؓ کے احترام کے بارے میں بہت کچھ تحریر فرمایا مغلہ ان کے یہ بھی لکھا کہ

جناب سلمانؓ کے لیے رقم کا تہہ کی ادائیگی میں آنحضرت کا کیا سو درخت خرما دانا اور ان کا ذکر آنحضرت کے اعجاز سے

ہال ترشونا، جزیرہ دینا، اور ان سے غصہ اور عثر لینا اور تمام حصول اور اخراجات معاف کر دیا ہے۔ لہذا اگر تم لوگوں سے وہ کسی چیز کا سوال کریں تو ان کو عطا کر دو اگر فریاد کریں اور مدد طلب کریں تو ان کی فریاد کو پہنچو اور مدد کرو اور اگر امان طلب کریں تو ان کو امان دو اور اگر ان سے کوئی غلطی ہو جائے تو معاف کر دو۔ اور اگر لوگ ان کے ساتھ بُرائی کریں تو ان کو باز رکھو اور مسلمانوں کے بیت المال سے ہر سال دو سو روپے سواؤ قریبائی کے ساتھ دیا کرو کیونکہ مسلمان خدا کے رسول کی جانب سے ان کرامتوں کے مستحق ہیں۔ پھر آخر خط میں عاکی کے ساتھ دیا کرو کیونکہ مسلمان خدا کے رسول کی جانب سے ان کرامتوں کے مستحق ہیں۔ پھر آخر خط میں عاکی کے لیے جو اس تحریر پر عمل کرے اور لعنت و نفرین کی اس پر جو ان کو آزار و تکلیف پہنچائے۔ اور یہ نامہ امیر المومنین کے سپرد فرمایا۔ ابن شہر آشوب نے فرمایا کہ یہ خط آج تک مسلمان کی اولاد کے پاس موجود ہے اور لوگ آنحضرت کے فرمان کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ اور یہ آنحضرت کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے اگر آنحضرت کو یہ علم نہ ہوتا کہ آپ کا دین تمام روئے زمین پر پھیلے گا تو ایسا فرمان ان سلطنت والوں کے لیے نہ کہتے جو اُس وقت آپ کے تصرف میں نہ تھے۔

رجال کشتی وغیرہ میں حضرت صادق سے روایت ہے کہ مسلمان نے علم اول و علم آخر معلوم کیا۔ اور وہ ایک دریا سے علم تھے کہ جن کا علم ختم ہونے والا نہ تھا۔ اور وہ ہم اہلیت میں سے ہیں۔ ان کا علم اس درجہ تک پہنچا ہوا تھا کہ ایک روز ان کا گزر ایک شخص کی طرف ہوا جو ایک مجمع میں کھڑا تھا مسلمان نے اس سے کہا کہ اے بندہ خدا پروردگار عالم سے تو بہر اُس فعل سے جو کل رات تو نے اپنے مکان میں کیا ہے۔ یہ کہتے ہوئے مسلمان چلے گئے۔ لوگوں نے اُس شخص سے کہا کہ مسلمان نے تجھ کو بدی سے نسبت دی اور تو نے اس کی تردید نہ کی اُس نے کہا کہ مسلمان نے مجھے اُس امر سے آگاہ کیا جس کو میرے اور خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا۔ بسند دیگر روایت کی ہے وہ حضرت خلیفہ اول تھے۔

بسند معتبر دیگر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ان حضرت نے فضیل بن یسار سے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ مسلمان علم اول اور علم آخر کو جانتے تھے اس سے کیا مطلب ہے؟ فضیل نے کہا یعنی وہ علم بنی اسرائیل اور علم رسالت اب سے آگاہ ہو گئے تھے۔ حضرت نے فرمایا نہیں یہ مطلب نہیں ہے بلکہ یہ کہ وہ علم پیغمبر اور علم امیر المومنین اور آنحضرت اور امیر المومنین کے عجیب و غریب امور سے آگاہ تھے۔

نیز شیخ کشی و شیخ مفید نے بسند مائے معتبر حضرت امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ ایک روز ابوذر جناب سلمان کے کھڑے تھے۔ جناب سلمان کا پالہ شور بہ اور چربی سے بھرا ہوا تھا۔ آپس میں باتوں کے درمیان پیالہ الٹا ہو گیا مگر اس میں سے کچھ نہ گرا۔ مسلمان نے اس کو سیدھا کھیا اور پھر گفتگو میں مشغول ہو گئے۔ حضرت ابوذر کو یہ دیکھ کر بہت تعجب ہوا۔ اتفاقاً پھر وہ اونڈھا ہو گیا لیکن اُس میں سے شور بہ وغیرہ کچھ نہ گرا۔ اس سے ابوذر کا تعجب اور بڑھ گیا اور وہ دہشت زدہ وہاں سے اٹھے اور بہت غور و فکر کر رہے تھے ناگاہ امیر المومنین کو وہاں دیکھا۔ حضرت نے ابوذر سے فرمایا کہ کیوں تم مسلمان کے پاس سے چلے آئے اور تمہاری

دہشت کا کیا سبب ابوذر نے صورت حال بیان کی۔ حضرت نے فرمایا اے ابوذر اگر مسلمان تم کو وہ اُلو بتا دیں جو جانتے ہیں یقیناً تم کہو گے کہ مسلمان کے قاتل پر خدا رحمت کرے۔ اے ابوذر بیشک مسلمان زمین میں خدا کی درگاہ میں جو ان کو پہچانے وہ مومن ہے اور جو ان سے انکار کرے وہ کافر ہے بیشک مسلمان ہم اہلیت میں ہیں۔ شیخ مفید کی روایت ہے کہ جب جناب امیر المومنین کے پاس آئے تو فرمایا کہ اے مسلمان اپنے صاحب کے ساتھ مدارات کرو اور ان کے سامنے وہ اُلو بظاہر نہ کرو جس کے وہ تحمل نہیں ہو سکتے۔ کلینی، کشی اور شیخ طوسی نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب سلمان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں قریش کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے وہ لوگ اپنے حسبِ نسب کی بندی کا ذکر کر رہے تھے یہاں تک کہ سلمان کی باری آئی تو عمر بن خطاب نے کہا اے سلمان تم آگاہ کرو کہ تم کون ہو تمہارے باپ کون ہیں اور تمہاری اصلیت کیا ہے۔ سلمان نے کہا میں ایک بندہ خدا کا فرزند مسلمان ہوں۔ میں گمراہ تھا تو حق تعالیٰ نے محمد کی برکت سے میری ہدایت کی۔ میں پریشان حال تھا تو خدا نے آنحضرت کے صدقہ میں مجھے غنی کر دیا۔ میں غلام تھا تو خدا نے آنحضرت کی برکت سے آزاد کر دیا۔ یہ ہے میرا نسب اور یہ ہے میرا حسب۔ یہی تذکرہ ہو رہا تھا کہ آنحضرت باہر تشریف لائے۔ سلمان نے حضرت سے عرض کی یا رسول اللہ مجھے اس جماعت سے کیسی اذیت پہنچی ہے۔ میں ان کے پاس بیٹھا تو ان لوگوں نے اپنے نسب اور اپنے باپ دادا پر فخر کرنا شروع کیا یہاں تک کہ میری طرف رخ کیا، اور عمر بن الخطاب نے مجھ سے ایسا ایسا سوال کیا کہ حضرت نے پوچھا تم نے کیا جواب دیا، جناب سلمان نے اپنا جواب بیان کیا۔ تو جناب رسول خدا نے قریش سے فرمایا کہ مرد کا حسب اُس کا دین ہے اور اُس کی مردانگی و جوانمردی اُس کے اخلاق ہیں اور آدمی کی اصل و بنیاد عقل ہے۔ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے کہ اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ ذَكَرْنَا اٰتٰنَا وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَذُبَاۓلَ لِّتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ (آیت سورہ حجرات چل) یعنی ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تم کو کلمہ اور قبیلہ والا بنایا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ بیشک تم میں سب سے زیادہ ذی عزت خدا کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی اور خدا کی نافرمانیوں سے پرہیز کرنے والا ہے۔ اگر تم ان میں سب سے زیادہ پرہیز کرنے والے ہو تو ان سے افضل ہو۔

نیز کشی نے روایت کی ہے کہ جب سلمان ایک اونٹ کو دیکھتے جس کو لوگ عسکر کہتے تھے اور عاتشہ روزِ جمل اس پر سوار ہو کر اُس کو تازیانہ مارتی تھیں تو اظہارِ نفرت کرتے۔ لوگوں نے سلمان سے کہا کہ اس جانور سے تم کو کیا پر خاشس ہے جناب سلمان نے فرمایا کہ یہ جانور نہیں بلکہ یہ عسکرِ کبر کنعان جی ہے جس نے یہ صورت اختیار کی ہے تاکہ لوگوں کو گمراہ کرے۔ پھر اُس اونٹ کے مالک عربی سے کہا کہ تیرا یہ اونٹ یہاں بے وقار ہے اس کو خواب کی سرحد پر لے جا اگر وہاں لے جائے گا تو جو قیمت چاہے گا بل جائے گی۔ جناب امام باقر سے روایت کی گئی ہے کہ لشکرِ عاتشہ نے اس اونٹ کو سات سو درہم میں خرید لیا جبکہ وہ لوگ حضرت علی سے

لے موٹ فرماتے ہیں کہ یہ امر بھی جناب سلمان کے کمالات سے ہے کہ واقعہ جمل کے برسوں پہلے اس واقعہ کی اطلاع دے دی تھی اور عاتشہ کے اونٹ کی تعیین کر دی تھی۔ ۱۲

جناب سلمان کی اہمیت

سبحانہ میں لوگوں کو اپنے نسب پر فخر کرنا اور جناب سلمان کی اہمیت

جناب سلمان کا علم

مہربان ہوں۔

نیز کشی نے بسند معتبر مسیب بن نجیح سے روایت کی ہے کہ جب سلمان فارسی مدائن کے حاکم ہموک آئے ہم لوگ ان کے استقبال کے لیے شہر سے باہر آئے جب ہم ان کے ساتھ زمین کر بلا پر پہنچے سلمان نے پوچھا اس زمین کا کیا نام ہے ہم نے کہا اس کو کر بلا کہتے ہیں تو وہ بولے کہ یہ ہمارے بھائیوں کے قتل ہونے کی جگہ ہے یہ مقام ان کے سامان و اسباب رکھنے کا ہے اور یہ ان کے اُونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے اور یہ ان کے خون بہانے جانے کی جگہ ہے۔ اس زمین پر اگلے بہترین لوگ قتل ہوئے اور اسی زمین پر بعد کے بہترین انسان شہید کیے جائیں گے۔ غرض ہم ان کے ساتھ حردرانک پہنچے جو نہروان کے خوارج کے جمع ہونے کا مقام تھا تو سلمان نے پوچھا کہ اس مقام کا کیا نام ہے ہم نے کہا کہ حردرا تو فرمایا کہ اس جگہ اگلے بدترین لوگوں نے خراج کیا ہے ان کے بعد پچھلے بدترین لوگ خراج کریں گے۔ پھر جب وہ کوفہ پہنچے تو کہا یہ کوفہ ہے ہم نے کہا ہاں فرمایا یہ قبیۃ اسلام ہے۔

تفسیر امام حسن عسکریؑ میں مذکور ہے کہ سلمان کا گذر ایک روز یہودیوں کی ایک جماعت کی طرف ہوا ان لوگوں نے آپ سے خواہش کی کہ ان کے پاس بیٹھیں اور جو کچھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے ان سے بیان کریں۔ جناب سلمان ان کے پاس بیٹھ گئے اور ان کے اسلام لانے کی انتہائی لالچ میں کہا کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ اے میرے بندو کیا ایسا نہیں ہے کہ ایک گروہ کو تم سے بُری حاجتیں ہوتی ہیں اور تم ان کی حاجتیں پوری نہیں کرتے ہو تو اس وقت جبکہ وہ اس سے سفارش کرتے ہیں جو خلق میں تم کو زیادہ محبوب ہوتا ہے جب وہ ان کو ان کی شان و منزلت کے سبب تمہارے نزدیک اپنا شفیق قرار دیتے ہیں تو تم ان کی حاجتیں برلاتے ہو اسی طرح سمجھ لو کہ میرے نزدیک میری مخلوق میں سب سے زیادہ ذی قدر و ذی مرتبہ اور ان میں سب سے افضل و برتر محمدؐ اور ان کے بھائی علیؑ اور وہ آئمہ جو ان کے بعد ہونے والے ہیں جو خلق کے وسیلہ اور ذریعہ میری بارگاہ میں ہیں، لہذا جس شخص کو کوئی حاجت درپیش ہو جو مخلوق میں سب سے زیادہ نیک پاک اور گناہوں سے معصوم ہیں شفیق و وسیلہ قرار دے تاکہ میں اس کی حاجتیں برلاؤں اس شخص سے بہتر طریقہ سے جس کو کوئی اس کے محبوب ترین شخص کے شفیق قرار دیتے سے برلاتا ہے یہ سن کر اُنہی ہادیوں نے جناب سلمان سے بطور مذاق کہا کہ پھر آپ کیوں

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ شیخ کشی نے حضرت سلمان کا طولانی خطبہ روایت کیا ہے جس میں اہلبیتؑ رسالت کے حق کا اور اس امت کے ظالموں اور خلافت کے غاصبوں کا تذکرہ کیا ہے اور اکثر واقعات اور نظام جو اہلبیت پر واقع ہوئے اور بہت اُمید کا خروج اور ان کی فتنہ بردازیاں اور بنی عباس کا خروج اور اکثر گزشتہ واقعات اور آنے والے واقعات خلیفہ نفس زد کے قتل اور حضرت قائم آل محمدؑ کا خروج اور بیلا میں لشکر سفیانی کا دھنسا دینا بیان کیا ہے جن کا ذکر احادیث معتبر میں واقع ہے جو ممکن ہے حالات غیبت میں منکوحہ

انشاء اللہ تعالیٰ ۱۲۔

جنگ کے لیے جا رہے تھے۔

نیز کشی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ سلمان نے قبیلہ کندہ کی ایک عورت سے نکاح کیا۔ جب اس کے گھر پہنچے تو وہاں ایک کینز کو دیکھا اور یہ کہ ایک چادر کا پردہ دروازہ پر لٹکا ہوا ہے۔ سلمان نے فرمایا شاید اس کے اندر کوئی بیمار ہے جس کے سبب پردہ دروازہ پر ڈالا گیا ہے یا مٹا خاندان کعبہ کو اٹھا لاتے ہو جس پر غلاف چڑھائے ہو۔ لوگوں نے کہا اس عورت نے یہ پردہ اپنے لیے ڈالا ہے سلمان نے پوچھا یہ کینز کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ عورت مالدار تھی اس نے خدمت کے لیے یہ کینز خریدی ہے۔ سلمان نے کہا میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جس شخص کے پاس کوئی کینز ہو اور وہ اس سے مقابرت نہ کرے یا اس کے لیے شوہر اختیار نہ کرے پھر وہ کینز زنا کرے تو اس کینز کے گناہ کے برابر اس مرد پر گناہ ہوگا۔ اور جو شخص کسی کو قرض دے تو ایسا ہے کہ اس نے اپنا نصف مال نثرت کر دیا۔ اور جب دوسری مرتبہ قرض دے تو ایسا ہے کہ اپنا کل مال نثرت کر دیا۔ اور حق کا اس کے مالک کو ادا کرنا یہ ہے کہ اس کا حق اس کے گھر لے جا کر دے یا جہاں اس کے سامان وغیرہ رکھے ہوں وہاں پہنچائے اور صاحب حق سے کہے کہ اپنا حق سنبھالو۔

پھر کشی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ایک روز لوگوں نے جناب سلمان کا ذکر امام محمد باقرؑ کے سامنے کیا۔ ان حضرت نے فرمایا کہ وہ سلمان محمدی ہیں اور ہم اہلبیت میں سے ہیں۔ سلمان فرماتے تھے کہ لوگ قرآن کی طرف سے ہٹ کر احادیث پر رجوع ہو گئے کیونکہ قرآن کو ایک بلند کتاب پایا جس میں واضح ہے کہ ہر چھوٹے بڑے عمل کا خواہ وہ رانی کے دانے کے برابر ہو حساب کیا جائے گا۔ اس لیے احکام قرآن تم پر دستور ہوئے۔ اور احادیث کی طرف لوگوں نے رخ کیا جس نے کاموں کو تم پر کشادہ اور آسان کر دیا ہے۔

شیخ کشی و مفید نے بسند ہائے معتبر صحیح و موثق حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت سلمان کوفہ کے بازار آہنگراں میں گزر رہے تھے وہاں ایک جوان کو بے ہوش دیکھا اور لوگ اس کے گرد جمع تھے۔ لوگوں نے آپ سے کہا کہ اس شخص پر صرع کا غلبہ ہے آپ اس کے کان میں کوئی دعا پڑھ دیجئے شاید اس کو ہوش آجائے۔ جب سلمان اس کے قریب آئے اس کو ہوش آگیا۔ اس نے کہلے ابو عبد اللہ مجھ کو وہ مرض نہیں ہے جو یہ لوگ سمجھ رہے ہیں لیکن جب میں ان لوہے والوں کے پاس سے گذر رہا تھا ان کے گرزوں کو دیکھا کہ اس سے لوہے کو کوٹتے ہیں۔ مجھے خدا کا ارشاد جو اس نے قرآن میں فرمایا ہے یاد آیا کہ وَكُنْ مِنْكُمْ مِّنْ خَدِيدٍ (آیہ سورۃ الحج پلا) یعنی ان کے لیے لوہے کے گرز ہوں گے۔ پس خوف خدا و الہی سے میری عقل جاتی رہی اور میں بے ہوش ہو گیا۔ یہ سن کر سلمان نے اس کو اپنا بھائی بنا لیا اور آپ کے دل میں اس کی محبت کی شیرینی حسن خوشنودیؑ خدا کے لیے جاگزیں ہو گئی۔ وہ برابر اس کے ساتھ رہتے تھے اور برادری کے شرائط بجالاتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ جوان بیمار ہوا اور جناب سلمان اس کی عیادت کو تشریف لے گئے اور اس کے سر ہانے بیٹھے تو دیکھا کہ وہ نزع میں ہے۔ آپ نے فرمایا اے ملک الموت میرے بھائی کے ساتھ نرمی کرو۔ ملک الموت نے جواب دیا کہ اے سلمان میں ہر مومن کے ساتھ نرمی کرتا ہوں اور ان پر

جناب سلمان کا شادی کرنا۔

قرض لینے کا آداب۔

جناب سلمان کا لوگوں کو قرآن پھیر دینے کی وجہ بیان کرنا۔

جناب سلمان کا ایک خدا سے ڈرنے والا شخص کو اپنا بھائی بنانا۔

خدا سے اُن کو وسیلہ قرار دے کر سوال نہیں کرتے اور اُن کے حق سے توسل اختیار کر کے دُعا نہیں کرتے تاکہ خدا اُن کو طفیل میں آپ کو اہل مدینہ میں سب سے زیادہ بے نیاز کر دے۔ سلمان نے فرمایا کہ میں نے اُن کو وسیلہ اور ذریعہ اور شفیع قرار دے کر خدا سے اُس چیز کا سوال کیا جو دُنیا کے تمام ملک سے زیادہ عظیم اور نافع تر ہے کہ خدا مجھے ان کی عظمت و بزرگی اور مدد و شفا بیان کرنے کے لیے زبان عطا فرمائے اور ایسا دل کرامت فرمائے جو اُس کی نعمتوں پر شکر کرنے والا ہو اور عظیم مصیبتوں پر صبر کرنے والا ہو۔ تو خدا نے میری دُعا قبول فرمائی اور جو کچھ میں نے طلب کیا تھا مجھے عطا فرمایا۔ اور وہ تمام دُنیا کی بادشاہی اور جو کچھ دُنیا میں نعمتیں ہیں اُن سے لاکھوں درجہ بہتر و برتر ہے۔ تو یہودیوں نے آپ کا مذاق اڑایا اور کہا اے سلمان تم نے مرتبہ عظیم و بلند کا دعوے کیا اب تم مجبور ہیں کہ تمہارا امتحان کریں کہ تم اپنے دعوے میں سچے ہو یا نہیں۔ لہذا پہلا امتحان تو یہ ہے کہ ہم اپنے تانیاں لوں سے تم کو ماتے ہیں تم اپنے خدا سے دُعا کرو کہ ہمارے ہاتھ تم سے روک دے۔ سلمان نے دُعا کی پروردگار مجھ کو ہر بلا پر صبر کرنے والا قرار دے۔ وہ بار بار یہ دُعا کرتے تھے اور وہ ملعون یہودی آپ کو تازیانے مارتے تھے یہاں تک کہ تھک گئے اور بخندہ ہوئے، اور سلمان اس دُعا کے علاوہ اور کچھ نہ کہتے تھے۔ جب وہ تھک کے رُکے تو کہتے تھے ہم کو گمان نہ تھا کہ کسی کے بدن میں رُوح باقی رہتی اس شدید عذاب کے سبب جو ہم نے تم پر وارد کیا۔ تم نے خدا سے یہ دُعا کیوں نہ کی کہ ہم کو تمہاری ایذا رسانی سے روک دیتا۔ سلمان نے فرمایا کہ یہ دُعا صبر کے خلاف تھی بلکہ میں نے قبول و منظور کیا اور اُس ہمت پر راضی ہوا جو خدا نے تم کو دے رکھی ہے۔ اور میں نے خدا سے دُعا کی کہ مجھے اس بلا پر صبر عطا فرمائے۔ چنانچہ اُن یہودیوں نے مختصری دیر آرام کیا پھر اُٹھے اور کہا اُس مرتبہ تم کو ہم اتنا ماریں گے کہ تمہاری جان نکل جائے یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی رسالت سے انکار کرو۔ جناب سلمان نے فرمایا ہرگز ایسا نہ کروں گا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے انکار کر دوں بیشک خداوند عالم نے اپنے رسولؐ پر نازل فرمایا ہے اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُونَ بِالْغَیْبِ رَأٰتِ سُوْرَةِ بَقَرٰہِ یعنی وہ لوگ غائبانہ ایمان لاتے ہیں اور یقیناً تمہاری اذیت رسانی پر میرا صبر کرنا اس لیے ہے کہ میں اُس جماعت میں داخل ہو جاؤں جن کی خلاق عالم نے اس آیت میں مدح کی ہے اور یہ صبر میرے لیے سہل و آسان ہے۔ پھر اُن ظالموں نے سلمان کو مارنا شروع کیا اور مارتے مارتے تھک گئے تو چھوڑ کر بیٹھے اور بولے کہ اے سلمان اگر بیش خدا تمہاری کوئی قدر ہوتی اُس ایمان کے سبب سے جو محمدؐ پر لاتے ہو تو یقیناً وہ تمہاری دُعا مستجاب کرتا اور ہم کو تم سے باز رکھتا۔ سلمان نے فرمایا تم لوگ کیسے جاہل ہو۔ اب خدا میری دُعا اور کیسے قبول کرتا۔ کیا میرے لیے اُس کے خلاف کرتا جو کچھ میں نے اُس سے طلب کیا ہے۔ میں نے تو اُس سے صبر طلب کیا ہے اُس نے میری دُعا قبول فرمائی اور مجھے صبر کرامت فرمایا۔ اگر اُس سے طلب کرتا کہ تم کو مجھ سے باز رکھے اور تم کو باز نہ رکھتا، تو میری دُعا کے خلاف ہوتا جیسا کہ تم گمان کرتے ہو۔ پھر تیسری مرتبہ وہ ملا علی نقیؑ اُٹھے اور تازیانے کھینچ کر جناب سلمان کو مارنے لگے۔ وہ حضرت اس سے زیادہ نہیں کہتے تھے کہ خداوند مجھے اُن بلاؤں پر صبر عطا فرما جو مجھ پر تیرے برگزیدہ اور محبوب محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محبت میں نازل ہو رہی ہیں۔ تو اُن کافروں نے کہا اے سلمان تم پر داسے ہو گیا محمدؐ نے تمہیں تفتہ کے لیے اجازت نہیں دی ہے کہ اپنے دشمنوں سے کفر کی باتیں

یہودیوں کا تھک کر دم ایسا اور پھر جناب سلمان کو مارنا اور ان کا خدا سے صبر کی دُعا کرنا۔

کہہ دو ہم تم کو مجبور کر رہے ہیں۔ سلمان نے کہا خدا نے مجھے اس امر میں تفتہ کی اجازت دی ہے لیکن واجب نہیں قرار دیا ہے بلکہ جائز کیا ہے کہ میں وہ بات کہہ دوں جس پر تم مجھے مجبور کرتے ہو۔ اور تمہاری ایذا رسانی اور تکلیف دینے پر صبر کروں تو یہ اُس سے بہتر ہے، میں اس کے سوا کچھ نہیں پسند کرتا۔ غرض پھر اشتیاق اُٹھے اور اُن کو بے شمار تازیانے مارے کہ اُن کے جسم اقدس سے خون جاری ہو گیا اور مذاق کے طور پر کہتے جاتے تھے کہ خدا سے کہتے نہیں ہو کہ ہم کو تمہاری ایذا رسانی سے باز رکھے اور وہ بھی نہیں کہتے جو ہم تم سے چاہتے ہیں لہذا ہم پر نفع نہ کرو کہ خدا ہم کو ہلاک کرے اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو کہ خداوند عالم تمہاری دُعا کو رد نہیں کرتا اگر محمدؐ و آل محمدؐ کے قتل سے کرو۔ جناب سلمان نے فرمایا کہ میں کراہت رکھتا ہوں اس سے کہ خدا سے تمہاری ہلاکت کی دُعا کروں اس خوف سے کہ ایسا نہ ہو کہ تمہارے درمیان کوئی ایسا بھی ہو جس کو خدا جانتا ہو کہ اس کے بعد ایمان لانے کا تو اگر تمہاری ہلاکت کی دُعا کروں تو اس کے خلاف ہوگا۔ یہ سن کر اُن کافروں نے کہا کہ اگر اس سے ڈرتے ہو تو اس طرح دُعا کرو کہ خداوند ہلاک کر اس کو جس کے بارے میں تو جانتا ہے کہ وہ سرکشی اور بغاوت پر باقی رہے گا اگر اس طرح دُعا کرو گے تو اس بات کا خوف نہ رہے گا جس کا تم کو خیال ہے اسی اثناء میں اس مکان کی دیوار شق ہوئی جس میں کہ وہ لوگ تھے، اور جناب سلمان نے حضرت رسالتؐ کو دیکھا آپ فرما رہے تھے اے سلمان ان ظالموں کی ہلاکت کی دُعا کرو کیونکہ ان میں کوئی ایسا نہیں ہے جو ایمان لاتے اور نیکی اور ہدایت حاصل کرے جس طرح حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کے لیے بد دُعا کی تھی جبکہ سمجھ لیا تھا کہ ان کی قوم ایمان نہ لائے گی سوائے اُن کے جو ایمان لا چکے ہیں۔ یہ سن کر سلمان نے فرمایا اے یہودیو تم کس طرح ہلاک ہونا چاہتے ہو بتاؤ تو اسی امر کے لیے خدا سے دُعا کروں وہ بد نصیب بولے کہ یہ دُعا کرو کہ خداوندان میں سے ہر شخص کے تانیاں کو ایک ایک سانپ کی شکل میں بدل دے جو اپنا سر اٹھائے اور اپنے اپنے مالک کی ہڈیاں چبا ڈالے۔ جناب سلمان نے اسی طرح دُعا کی تو ہر ایک کا تازیانہ سانپ بن گیا جن میں سے ہر ایک کے دو دو سر تھے۔ ایک سے اپنے مالک کا سر اور دوسرے سے اُس کا داہنا ہاتھ پکڑا جس میں وہ تازیانہ لیتے ہوئے تھا اور تمام ہڈیاں چور چور کر ڈالیں اور چبا کر کھا لیا۔ اُسی وقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مجلس میں جہاں کہ تشریف فرما تھے فرمایا کہ اے مسلمانو! خداوند عالم نے تمہارے ساتھی سلمانؑ کی اس وقت میں منافقوں اور یہودیوں کے مقابلہ میں مدد کی اور اُن کے تانیاں کو سانپ بنادیا جنہوں نے ان کو چور چور کر کے کھا لیا۔ لہذا چلو اُن سانپوں کو دیکھیں جن کو خدا نے سلمانؑ کی مدد کے لیے تعینات فرمایا ہے۔ غرض جناب رسول خدا اور آپ کے اصحاب اُٹھے اور اُس مکان کی طرف چلے۔ اُس وقت اُس میں پاس پڑوس والے منافقین و یہودی اُن کافروں کے پیچھے چلانے کی آوازیں سن کر جمع ہو گئے تھے جبکہ اُن کو سانپ کاٹ رہے تھے۔ جب ان لوگوں نے یہ حال دیکھا تو خوفزدہ ہو کر دُور ہٹ گئے تھے۔ جب آنحضرتؐ وہاں تشریف لائے تو وہ سب سانپ اس گھر سے نکل کر مدینہ کی گلی میں آگئے جو بہت تنگ تھی۔ خداوند عالم نے اس کو دس لاکھ تازیانے دے کر دیا حضرت کو دیکھ کر اُن سانپوں نے ندائی اَللّٰہُمَّ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ۔ پھر جناب امیر علیہ السلام پر

جناب رسول خدا حضرت سلمانؑ کی دعا بولنے کے سارے کافروں کو مارا اور ان کے تانیاں کو سانپ بن کر ان کی ہڈیاں چبا ڈالیں۔

سلام کیا اور کہا اَللّٰهُمَّ عَلَيَّ يَا عَلِيُّ يَا سَيِّدَ الْمَوْصِيَّيْنِ بھرا آپ کی ذریت طاہرہ پر سلام کیا اور کہا اَللّٰهُمَّ عَلَيَّ ذُرِّيَّتِكَ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ جَعَلُوا عَلَيَّ الْحَاكِمِينَ قَوَّامِينَ یعنی سلام ہوا آپ کی ذریت پر جو پاک اور معصوم ہیں اور جن کو خداوند عالم نے امور خلق کے ساتھ قیام کرنے والا قرار دیا ہے۔ یا رسول اللہ ہم ان منافقوں کے تازیانے ہیں خدا نے ہم کو اس مومن سلمان کی دعا سے سانپ نہ دیا ہے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمام تعریفیں خدا کے لیے مزاوار ہیں کہ میری امت میں سے اس کو قرار دیا ہے جو صبر کرنے اور بددعا اور نفیرین نہ کرنے میں حضرت نوحؑ سے مشابہ ہے۔ پھر ان سانپوں نے آواز دی کہ یا رسول اللہ ان کافروں پر ہمارا غضب و غصہ شدید ہو چکا ہے۔ آپ کا اور آپ کے وصی کا حکم خداوند عالم کے ملکوں میں ہم پر جاری ہے۔ ہماری گزارش ہے کہ آپ خداوند عالم سے دعا فرمادیں کہ ہم جو جہنم کے ان سانپوں میں سے قرار دے دیے جن کو ان ملائین پر مستط فرمائے گا تاکہ ہم ان پر جہنم میں بھی عذاب کرنے والے ہوں جس طرح ان کو دنیا میں ہم نے نیست و نابود کر دیا۔ جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ جو کچھ تمہاری امتا تعالیٰ خدا نے منظور فرمائی۔ لہذا جہنم کے سب سے نیچے طبقوں میں چلے جاؤ اور ان کافروں کی ہڈیاں جو تمہارے پیٹ میں ہیں اگل دو۔ تاکہ ان کی ذلت و خواری کا ذکر زمانہ میں زیادہ ہو اس سبب سے کہ لوگ ان کو دین کر دیں تاکہ مومنین جو ان کی قبروں کی طرف سے گزریں تو عبرت حاصل کریں اور کہیں کہ یہ ملعونوں کی اولاد ہیں جو مجھ کے دوست اور مومنین میں برگزیدہ سلمان محمدؐ کی بددعا سے غضب الہی میں گرفتار ہوئے۔ یہ سن کر ان سانپوں نے جو کچھ ان کے پیٹ میں ان کی ہڈیاں تھیں اگل دیں اور ان کافروں کے اعزاء و اقربانے ان کو دفن کیا اور بہت سے کافروں نے یہ معجزہ دیکھ کر اسلام قبول کیا اور بہت سے منافقین خالص مومن ہو گئے اور بہت سے کافروں اور منافقوں پر شقاوت غالب ہوئی اور کہتے تھے کہ یہ کھلا ہوا جادو ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سلمان سے فرمایا کہ اے ابو عبد اللہ تم میرے مومن بھائیوں میں خاص ہو اور مقرب فرشتوں کے دلوں کے محبوب ہو۔ بے شک تم آسمانوں خدا کے عاجلوں، عرش و کرسی اور جو کچھ عرش کے درمیان تخت الشریٰ تک ہے ان کے نزدیک فضیلت و کرامت میں مشہور و معروف ہو۔ تم ایک آفتاب ہو جو طالع ہوئے ہو اور ایک دن ہو جس پر گرد و غبار اور ہوا کی تیرگی نہیں اور اس آئینہ کریمہ میں تمہاری بہت بہتر مدح کی گئی ہے۔ اَللّٰہُ یُنِیْ بِکُمْ مَنَکُمُ الْفِتْنِیَّ (سورہ بقرہ آیت ۱۷)

شیخ طوسی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت صادقؑ کی خدمت میں عرض کی کہ ہم آپ سے سلمان فارسی کا بہت ذکر سنا کرتے ہیں۔ امام نے فرمایا کہ سلمان فارسی مت کہہ بلکہ سلمان محمدی کہہ۔ کیا تو جانتا ہے کہ کس سبب سے ہم ان کو بہت یاد کیا کرتے ہیں راوی نے کہا نہیں۔ حضرت نے فرمایا تین خصلتوں کے سبب۔ اول یہ کہ انہوں نے اپنی خواہش پر بھلا میری خواہش کو ترجیح دی اور اختیار کیا۔ دوسرے یہ کہ نفیروں کو دوست رکھتے تھے اور ان کو مالداروں اور صاحبانِ عزت و شرف پر ترجیح دیتے تھے۔ تیسرے یہ کہ علم اور علماء کو دوست رکھتے تھے۔ بیشک سلمان خدا کے شائستہ بندہ تھے اور ہر باطل سے کٹر و حق کی طرف مائل ہوتے تھے اور مسلمان حقیقی تھے اور کسی طرح کا شرک اختیار نہ کیا تھا۔

سلمان فارسی نہیں سلمان محمدی۔

ابن ابویہ نے بسند صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب امیر نے فرمایا کہ ایک مرتبہ کسی شخص کے اور سلمان کے مابین کچھ بحث ہو گئی تو اس شخص نے کہا اے سلمان تم ہو کیا۔ سلمان نے کہا کہ میری اور تیری ابتدا لفظ نجس سے اور انجام مُردار گنبدیدہ ہے۔ لیکن جب قیامت برپا ہوگی، اور ترازوئے اعمال نصب کیا جائے گا تو جس کے نیک اعمال کا پلہ بھاری ہوگا وہ بڑا اور صاحبِ عزت ہے اور جس کے اعمال کا پلہ ہلکا ہوگا وہ بد بخت اور بے عزت ہے۔

کتاب حسین بن سعید میں بسند معتبر منقول ہے کہ جناب سلمان رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اگر خدا کی عبادت اور نیک لوگوں کی صحبت جی کی زبان سے اچھی باتیں نکلتی ہیں بہتر نہ ہوتی تو بیشک میں موت کی تمنا کرتا۔

ابن ابی الحدید نے ابو اعلیٰ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ سلمان کے پاس گیا اور بیٹھا۔ سلمان نے فرمایا کہ اگر رسول خدا نے منع نہ فرمایا ہوتا کہ ہماروں کے لیے تکلف کرو تو بیشک میں تمہارے واسطے تکلف کرتا۔ اور تکلف اس کو کہتے ہیں کہ جو چیز اس کے پاس نہ ہو محنت و جانفشانی سے حاضر کرے۔ پھر ایک روٹی اور پسپا ہوا نمک جس میں کوئی چیز لی نہ تھی ہمارے لیے لائے۔ میرے ہمراہی نے کہا اگر اس کے ساتھ ستر ہوتا تو بہتر ہوتا۔ سلمان نے اپنا ٹوٹا ٹوک کر کے ستر تھپا کیا اور ان کے لیے لائے جب ہم لوگ کھانے سے فارغ ہوئے تو میرے رفیق نے کہا کہ میں اس خدا کا شکر کرتا ہوں جس نے ہم کو اس روزی پر قناعت کی توفیق دی جو ہمارے لیے مقدر فرمایا ہے۔ سلمان نے کہا اگر تم قانع ہوتے اس پر جو خدا نے نصیب کیا تو میرا ٹوٹا رہن نہ ہوتا۔

نیز ابی الحدید نے کہا ہے کہ سلمان اہل فارس سے ہرمز کے اطاعت گزاروں میں سے تھے۔ اور بعض کا قول ہے کہ وہ اصفہان کے ایک گاؤں کے باشندہ تھے جس کو جی کہتے ہیں۔ اور وہ جناب رسول خدا کے دوستوں میں سے تھے۔ ان کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ جب ان سے پوچھا جاتا کہ آپ کس کے بیٹے ہیں تو وہ کہتے کہ میں اسلام کا فرزند اور آدم کی اولاد سے ہوں۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ وہ دس آدمیوں سے زیادہ اشخاص کے غلام رہے اور ایک کے بعد دوسرے کے ماتھے فروخت ہوتے رہے یہاں تک کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچے۔

ابن عبد البر نے کتاب استیعاب میں حسن بصری سے روایت کی ہے کہ جو کچھ بیت المال سے جناب سلمان کو سالانہ دیا جاتا تھا وہ پانچ ہزار درہم کی رقم تھی جب وہ ان کو ملتی وہ سب کا سب خیرات کر دیتے اور اپنی محنت سے اپنی روزی حاصل کرتے۔ ان کے پاس ایک چادر تھی جس کو آدھا بچھاتے اور آدھا جھٹاؤ دھتے ان کا کوئی مکان نہ تھا وہ دیواروں اور درختوں کے سایہ میں بسر کیا کرتے تھے۔ ایک روز کسی نے ان سے کہا کہ آپ کے واسطے اگر آپ ہمیں تو ایک مکان بنا دوں فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں لیکن وہ شخص آپ سے

لے ستر ایک گھاس ہے غراب جس کی ترکاری پکاتے ہیں۔ ۱۲ مترجم

کتاب فضائل سلمان کے سبب میں ان کا آپ کا زمانہ بیان۔

اپنی قناعت پر ایک شخص نے ان کا ذکر کیا۔

جناب سلمان کا زہر اور اس کے لیے تھپانے کا بیان۔

پھر پہچان ہوئے اور چاہا کہ سلمان اب منظور کر لیں سلمان نے کہا مجھے ضرورت نہیں۔ میرا مطلب تو یہ تھا کہ میں سمجھوں کہ حیثیت جاہلیت و کفر تمہارے دل سے نکلی ہے یا باقی ہے جیسے کہ کھٹی۔

ابن ابیہ نے بسند معتبر امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم میں کون ہے جو تمام سال روزہ رکھتا ہے۔ سلمان نے کہا میں ہوں حضرت نے پھر فرمایا تم میں کون ہے جو ہمیشہ شب زندہ دار ہے۔ سلمان نے عرض کی میں ہوں پھر حضرت نے پوچھا تم میں کون ہے جو ہر روز ایک قرآن ختم کرتا ہے۔ سلمان نے کہا میں ہوں۔ پس حضرت عمرؓ کو غصہ آیا اور بولے کہ یہ شخص فارس کا رہنے والا چاہتا ہے کہ ہم قریشیوں پر فخر کرے۔ یہ جھوٹ بولتا ہے۔ اکثر دنوں کو روزہ سے نہ تھا، اکثر راتوں کو سوا کرتا ہے اور اکثر دن اس نے تلاوت نہیں کی حضرت نے فرمایا کہ وہ لفظ حکیم کے مثل و مانند ہیں تم ان سے پوچھو وہ جواب دیں گے۔ جناب عمرؓ نے پوچھا تو حضرت سلمان نے کہا کہ تمام سال روزہ کے بارے میں یہ ہے کہ میں ہر مہینے تین دن روزہ رکھتا ہوں۔ اور خدا فرماتا ہے کہ جو شخص ایک نیکی کرتا ہے تو اس کو دس گنا ثواب دیتا ہوں اس لئے یہ تمام سال کے برابر ہوگا باوجود اس کے کہ ماہ شعبان میں بھی روزہ رکھتا ہوں اور ماہ رمضان سے ملا دیتا ہوں۔ اور ہر رات بیداری کے یہ معنی ہیں کہ ہر رات با وضو سوتا ہوں۔ اور سرور عالم سے میں نے سنا ہے کہ جو شخص با وضو سوتا ہے ایسا ہے کہ تمام رات عبادت میں بسر کی۔ اور ہر روز ختم قرآن کے بارے میں یہ ہے کہ ہر روز تین مرتبہ سورۃ قل ہو اللہ احد پڑھ لیتا ہوں اور میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ نے حضرت امیر المؤمنین سے فرمایا کہ اے علیؓ تمہاری مثال میری امت میں قل ہو اللہ احد کی مثال ہے جس شخص نے سورۃ قل ہو اللہ احد ایک مرتبہ پڑھا ایسا ہے کہ اس نے ثلث قرآن کی تلاوت کی۔ جس نے دومرتبہ پڑھا تو اس نے دو ثلث کی تلاوت کی اور جس نے تین مرتبہ پڑھا تو ایسا ہے کہ اس نے قرآن ختم کر لیا۔ اور اے علیؓ جو شخص تم کو زبان سے دوست رکھتا ہے اس کو ثلث ایمان حاصل ہوتا ہے اور جو شخص زبان و دل سے تم کو دوست رکھتا ہے اس کو دو ثلث ایمان مل گیا۔ اور جو شخص تم کو زبان و دل سے دوست رکھتا ہے اور اپنے ہاتھوں سے تمہاری مدد کرتا ہے تو تمام ایمان اس کو حاصل ہو گیا۔ اے علیؓ اس خدا کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر تم کو اہل زمین بھی اسی طرح دوست رکھتے جس طرح اہل آسمان دوست رکھتے ہیں تو خدا کسی کو جہنم میں عذاب نہ کرے گا۔ یہ سن کر عمر خاموش ہو گئے جیسے ان کے منہ میں پتھر بھر گیا ہو۔

ابن ابیہ نے بسند معتبر حضرت امام محمد تقی سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب سلمان نے حضرت ابوذرؓ کی دعوت کی اور دو روٹیاں ان کے سامنے لائے۔ ابوذرؓ نے روٹیاں اٹھالیں اور گھمانے لگے اور اس کو دیکھنے لگے سلمان نے پوچھا کس لئے ان کو کٹ پلٹ کر رہے ہو وہ بولے کہ دیکھ رہا ہوں شاید یہ اچھی طرح نہیں بنی ہیں۔ یہ سن کر سلمان کو غصہ آگیا اور فرمایا کہ کس قدر جرات ہے کہ ان روٹیوں کو گھما پھرا کر دیکھتے ہو خدا کی قسم اس روٹی میں اس پانی نے کام کیا ہے جو عرش الہی کے نیچے ہے اور فرشتوں نے اس کو ہوا میں منتشر کیا۔ ہوائے اس کو بادل تک پہنچایا اور ابر نے اس کو زمین پر پھر کر ڈالا اور بعد فرشتے ہر ایک نے اس میں کام کیا ہے

ابراہیم کے لئے اصرار کرتا رہا آخر ایک مرتبہ اس نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ وہ گھر جو تمہارے موافق ہو کیسا ہونا چاہیے۔ جناب سلمان نے فرمایا اس کی صفت بیان کرو۔ اس نے کہا کہ میں تمہارے لئے ایسا گھر بناؤں گا کہ جب تم اس میں کھڑے ہو تو تمہارا سر اس کی چھت سے ٹکرائے اور اگر اپنے پیروں کو پھیلاؤ تو دیوار تک پہنچیں سلمان نے کہا ہاں ایسا گھر میں چاہتا ہوں۔ تو ایسا ہی مکان بنایا۔ نیز استیعاب میں روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دین ثریا میں ہوتا تو یقیناً سلمان دہاں تک پہنچ کر اس کو حاصل کر لیتے۔ نیز امیر المؤمنین سے روایت ہے کہ سلمان فارسی حکیم لقمان کے مانند ہیں۔ اور کعب الاحبار سے روایت ہے کہ سلمان علم و حکمت سے بھرے ہوئے ہیں۔

کشتی نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ علی بن ابی طالب محدث تھے اور سلمان محدث یعنی ملائکہ ان دونوں حضرات سے باتیں کرتے تھے۔ اور بسند معتبر امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ سلمان کا محدث ہونا یہ ہے کہ ان کے امام ان سے حدیث بیان کرتے اور اپنے اصرار ان کو تعلیم کرتے تھے نیز کہ براہ راست خدا کی جانب سے ان کو کلام پہنچتا تھا۔ کیونکہ محبت خدا کے علاوہ کسی دوسرے کو خدا کی جانب سے کوئی بات نہیں پہنچتی۔ سلم

نیز بسند معتبر حضرت صادق سے روایت ہے لوگوں نے ان حضرت سے سلمان کے محدث ہونے کا مطلب دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ فرشتہ ان کے کان میں باتیں کرتا تھا۔ دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ایک بڑا فرشتہ ان سے باتیں کرتا تھا۔ راوی نے کہا جبکہ سلمان ایسے تھے تو امیر المؤمنین کیسے رہے ہوں گے حضرت نے فرمایا اپنا کام کرو اور ان باتوں سے غرض مت رکھو۔ اور دوسری حدیث میں فرمایا کہ ایک فرشتہ ان کے دل میں ایسا اور ویسا نقش کرتا تھا۔ اور دوسری حدیث میں فرمایا کہ سلمان متمو سین میں سے تھے کہ لوگوں کے حالات فراست سے معلوم کر لیتے تھے۔ دوسری سند معتبر کے ساتھ حضرت صادق سے روایت ہے کہ سلمان اسم اعظم جانتے تھے۔

نیز بسند معتبر حضرت امام محمد باقر سے روایت ہے کہ ایک روز امیر المؤمنین کے سامنے تہقیر کا ذکر آیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر ابوذرؓ سلمان کے دل میں جو کچھ تھا جان لیتے تو یقیناً ان کو قتل کر دیتے حالانکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کے درمیان برادری قائم کی تھی۔ پھر دوسرے تمام لوگوں کے بارے میں کیا گمان رکھتے ہو۔ سلم

نیز بسند معتبر روایت ہے کہ جناب سلمان نے خلیفہ دوم کی لڑکی کی خواستگاری کی انہوں نے انکار کیا

لے موکلف فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں جس امر سے نفی کی گئی ہے ممکن ہے وہ خدا کا بے واسطہ ملک کلام کرنا ہو اور ملک جناب سلمان سے گفتگو کرتا رہتا تھا جیسا کہ گذرا۔ ۱۲

۱۳ یہ حدیث بھی مثل سابق ہے۔ یعنی جناب ابوذرؓ علوم و اسرار الہی کے متحمل نہیں ہو سکتے تھے جو جناب سلمان جانتے تھے۔ اس حدیث سے بھی غالباً علوم جناب سلمان کی زیادتی کا بیان مقصود ہے۔ واللہ اعلم۔ ۱۲ مترجم

جناب سلمان سے فرشتہ کا ملائکہ کرنا۔

جناب سلمان کی فضیلت کے بارے میں دریافت کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اُس کے بارے میں کیا کہوں جو بہا کی طینت سے خلق ہوا ہے اور اس کی روح ہماری روح سے متصل ہے۔ خداوند عالم نے ان کو ان کے اول و آخر و ظاہر و باطن علوم سے مخصوص قرار دیا ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلمان بھی وہاں موجود تھے۔ اُسی وقت ایک اعرابی آیا اور اُس نے سلمان کو ان کی جگہ سے ہٹا کر خود بیٹھ گیا۔ جناب رسالتؐ یہ دیکھ کر بہت غضبناک ہوئے یہاں تک کہ آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان کی رگ پھوٹ گئی اور آنکھیں سُرخ ہو گئیں۔ اور فرمایا کہ تو اُس شخص کو دُور کرتا ہے جس کو خداوند عالمین دوست رکھتا ہے اور اُس کی دوستی کو آسمان میں ظاہر کیا ہے اور اُس کو زمین پر خدا کا رسولؐ دوست رکھتا ہے۔ اے اعرابی تو دُور کرتا ہے اُس شخص کو کہ جب جبریلؑ میرے پاس آتے ہیں تو خدا کی جانب سے اُس کو سلام پہنچاتے ہیں۔ اے اعرابی بیشک سلمان مجھ سے ہے جو شخص اُس پر ظلم کرتا ہے گویا اُس نے مجھ پر ظلم کیا۔ اور جس نے اُس کو ذیبت پہنچائی اُس نے مجھ کو ذیبت پہنچائی اور جس نے اُس کو دُور کیا اُس نے مجھ کو دُور کیا۔ جس نے اُس کو نزدیک کیا اُس نے مجھ کو نزدیک کیا۔ اے اعرابی سلمانؓ کے بارے میں غلطی مت کر کیونکہ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ان کو لوگوں کی موت سے اور لوگوں کی بلاؤں سے اور ان کے نسب سے آگاہ کروں، اور ان باتوں سے جو باطل سے حق کو جدا کرنے والی ہیں۔ اعرابی نے کہا یا رسولؐ اللہ میں نہیں جانتا تھا کہ سلمانؓ کے اعمال اس درجہ تک پیچھے ہوئے ہیں۔ کیا وہ مجوسی نہ تھے، پھر مسلمان ہوئے۔ یہ سن کر حضرت نے فرمایا اے اعرابی میں سلمان کی فضیلت خدا کی جانب سے تجھ سے بیان کرتا ہوں اور تو برابر کہہ جاتا ہے کہ سلمان مجوسی تھے۔ یقیناً وہ مجوسی نہ تھے بلکہ تقیہ کے طور پر شرک ظاہر کرتے تھے اور اپنا ایمان پوشیدہ رکھتے تھے۔ اے اعرابی کیا تو نے نہیں سنا ہے کہ خدا فرماتا ہے: ﴿فَلَا ذَرَبَتْ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْيُنُهُمْ كَانُوا مِنْكُمْ كَرِهُوا أَنْ يُذْكَرَ تَعَالَىٰ أَسْمَاءُ بَعْضُهُمْ أَسْمَاءُ بَعْضُهُمْ أَتَيْنَاهُم بِحَقٍّ﴾ (آیت سورہ نساء ۱۳) انہیں تیرے پروردگار کی قسم وہ ایمان نہیں لائے تاکہ تم کو ہر تنارے میں جو ان میں پیدا ہو تم کو فیصلہ کرنے والا قرار دیں تاکہ اپنے نفسوں میں تنگی اور حرج نہ پائیں اس سے جو تم فیصلہ کر دو اور اطاعت کریں جو اطاعت کرنے کا حق ہے، اور کیا تو نے نہیں سنا ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ رسولؐ جو کچھ تم کو دے دیں وہ لے لو اور جس بات سے منع کر دیں اُس سے باز رہو۔ لہذا اے اعرابی جو کچھ میں کہوں اس کو قبول کرو اور شکر کرنے والوں میں سے ہو۔ اور میری باتوں سے انکار مت کرو ورنہ خدا کے عذاب کا سحق ہو جائے گا۔ اور اطاعت کر خدا کے رسولؐ کی تاکہ انہی لوگوں میں سے تو بھی ملے۔

ایضاً کتاب اختصاص میں بسند معتبر روایت ہے کہ ایک روز سلمان فارسی آنحضرتؐ کی مجلس میں داخل ہوئے۔ صحابہ نے ان کی تعظیم کی اور ان کو اپنے اُپر مقدم کر کے صدر مجلس میں ان کے حق کو بلند کیا اور ان کی پُرفری کی تعظیم اور برائے اختصاص جو ان کو آنحضرتؐ اور آپ کی آل سے تھا جگہ دی۔ پھر جناب عمرؓ آئے اور دیکھا کہ وہ

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ بعید نہیں ہے کہ اعرابی سے مراد عمرؓ ہوں جیسا کہ بہت سی حدیثوں میں تفسیر کی وجہ سے لفظ اعرابی سے انہی کو مراد لیا ہے۔ ۱۲

اور اس کے قطروں کو ان کے مقامات پر پہنچایا۔ پھر زمین کھڑی ہو، پھوٹا، آگ اور آبدھن اور نمک وغیرہ اور اتوں نے کام کیا ہے جن کا میں احصا نہیں کر سکتا تو اس نعمت کا شکر کیونکر ادا کر سکتے ہو۔ یہ سن کر جناب ابوذرؓ نے کہا میں خدا سے توبہ کرتا ہوں اس سے جو کچھ میں نے کیا اور آپ سے معذرت کرتا ہوں۔ پھر امام نے فرمایا کہ دوسرے روز سلمان نے پھر ابوذرؓ کو بلایا اور اپنی پھیلی میں سے ردی کے دو خشک ٹکڑے نکالے اور اپنے لوٹے میں اس کو تر کر کے ابوذرؓ کے پاس لائے۔ ابوذرؓ نے کہا کتنی عمدہ ہے یہ ردی۔ کاش اس کے ساتھ نمک بھی ہوتا۔ سلمان اُٹھے اور باہر جا کر اپنا لوٹا رہن کیا اور نمک لائے۔ جناب ابوذرؓ ردی پر اس کو چھڑکتے اور کھاتے اور کہتے جاتے تھے کہ میں اُس خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے ہم کو اس قناعت کے ساتھ روزی عطا فرمائی۔ سلمان نے کہا اگر تم میں قناعت ہوتی تو میرا لوٹا گرو نہ ہوتا۔

بصائر الدرجات میں فضل بن عیسیٰ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں اور میرے والد حضرت صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میرے پدر بزرگوار نے عرض کی کہ کیا یہ صحیح ہے کہ جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سلمان ہم اہلبیت میں سے ہیں۔ حضرت نے فرمایا ہاں۔ میرے والد صاحب نے کہا کیا وہ عبدالمطلب کی اولاد سے ہیں؟ حضرت نے فرمایا کہ وہ ہم اہلبیت میں سے ہیں۔ میرے والد نے عرض کی کیا ابو طالب کی اولاد سے ہیں؟ حضرت نے فرمایا کہ وہ ہم اہلبیت میں سے ہیں۔ میرے پدر نے عرض کی میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔ حضرت نے فرمایا بس یہ سمجھ لو کہ وہ ہم اہلبیت میں سے ہیں۔ اور اپنے سینہ کی طرف اشارہ فرمایا پھر کہا ایسا نہیں جیسا تم نے سمجھا۔ خدا نے بے شبہ ہماری طینت علیتین سے خلق فرمائی اور ہمارے شیعوں کی طینت اُس سے ایک درجہ پست خلق فرمائی۔ لہذا وہ ہم میں سے ہیں۔ اور ہمارے دشمنوں کی طینت سحبن سے خلق فرمائی اور ان کے دوستوں کی طینت اُن سے ایک درجہ پست خلق کی ہے لہذا وہ لوگ اُن سے ہیں۔ اور سلمان لقمان سے بہتر ہیں۔

کتاب روضۃ الواعظین میں ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے سلمان کو خواب میں دیکھا۔ میں نے پوچھا آپ سلمان ہیں؟ فرمایا ہاں۔ میں نے کہا کیا آپ وہ نہیں ہیں جن کو رسولؐ خدا نے آزاد کیا تھا؟ فرمایا ہاں میں نے اُن کے سر پر یا قوت کا ایک تاج دیکھا اور وہ طرح طرح کے حلوں اور زیورات سے آراستہ تھے پھر میں نے کہا اے سلمان یہ کس قدر بلند درجہ ہے جو خدا نے آپ کو عطا فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ میں نے کہا خدا و رسولؐ پر ایمان لانے کے بعد بہشت میں سب سے بہتر اعمال کون سا آپ نے پایا؟ فرمایا خدا و رسولؐ پر ایمان لانے کے بعد بہشت میں علیؑ کی محبت اور ان حضرتؓ کی متابعت سے بہتر کوئی چیز نہیں۔

نیز جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ بہشت سلمان کی اس سے زیادہ شائق ہے جس قدر سلمان اس کے شائق ہیں اور بہشت سلمان کی عاشق ہے اُس سے زیادہ جتنے اُس کے عاشق سلمان ہیں۔ کلینی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلمانؓ و ابوذرؓ کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا اور ابوذرؓ سے شرط کی کہ سلمانؓ کی مخالفت نہ کریں۔ کتاب اختصاص میں بسند معتبر حضرت امیر المؤمنینؑ سے روایت ہے کہ اصمغ بن نباتہؓ نے حضرت سے

جناب سلمانؓ کا ابوذرؓ کی روایت کرنا اور ان کی باہمی گفتگو۔

حضرت سلمانؓ جناب سلمانؓ سے بہتر ہیں اور اہلبیت میں شامل ہیں۔

نوٹ: کتاب کے کتبچہ میں جناب سلمانؓ کا لڑکچہ۔ بہشت سلمانؓ کی عاشق ہے۔

صدر مجلس میں بٹھائے گئے ہیں یہ دیکھ کر وہ بولے کہ یہ عجیب کون ہے جو عربوں کے درمیان صدر مجلس میں بیٹھا ہے۔ یہ سن کر آنحضرت منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ پڑھا۔ اور فرمایا کہ حضرت آدمؑ کے زمانہ سے اس وقت تک کے تمام آدمی کنگھی کے دندانوں کے مثل و برابر ہیں۔ اور کوئی فضیلت نہیں ہے عربی کو بھی پر اور نہ کسی سمرخ و سفید کو کسی سیاہ انسان پر مگر تقویٰ اور پرہیزگاری کے سبب سے۔ سلمان ایک دریا ہیں جو ختم نہیں ہوتا، اور ایک خزانہ ہیں جو تمام نہیں ہوتا۔ سلمان ہم اہلبیت سے ہیں۔ سلمان حکمت عطا کرتے ہیں اور حق کی دلیلیں ظاہر کرتے ہیں۔

نیز کتاب اختصاص میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں جناب سلمانؑ اور حضرت جعفر طیارؑ کا تذکرہ ہوا۔ حضرت تکیہ لگاتے ہوئے تھے۔ بعض لوگ حضرت جعفرؑ کو سلمانؑ پر فضیلت دیتے تھے ابوبصیر بھی دہاں حاضر تھے وہ بولے سلمانؑ آتش پرست تھے پھر مسلمان ہوئے۔ یہ سن کر حضرت صادقؑ درخت ہو کر بیٹھ گئے اور غیظ میں فرمایا کہ اے ابوبصیر سلمانؑ کو خدا نے علوی بنا دیا اُس کے بعد جبکہ وہ غویسی تھے اور اُن کو قریشی قرار دیا اُس کے بعد جبکہ وہ فارسی تھے۔ لہذا خدا کی رحمتیں ہوں اُن پر۔ اور بے شک حضرت جعفرؑ کا مرتبہ خدا کے نزدیک بہت بلند ہے۔ وہ فرشتوں کے ساتھ بہشت میں پرواز کرتے ہیں۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ایک روز جناب سلمانؑ ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ جناب امیر سرور عالم کے اشرار بر سر آدھر سے گزرے۔ حضرتؑ کو دیکھ کر جناب سلمانؑ نے ان لوگوں سے فرمایا کیوں نہیں اٹھتے ہو اور امیر المؤمنینؑ کا دامن پکڑ کر اپنے دین کے مسائل آپ سے نہیں دریافت کرتے ہو۔ اُسی خدا کی قسم جس نے دانہ کو شگافہ کیا اور غلات کو پیدا کیا ہے کہ ان حضرتؑ کے سوا کوئی تم کو تمہارے پیغمبر کی سیرت آگاہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ عالم زمین ہیں اور زمین میں اُن کا تمام کام خدا کی کام ہے۔ ان کی برکت سے زمین ساکن ہے۔ اگر وہ تمہارے درمیان سے ہٹ جائیں تو تم علم نہیں پاؤ گے، اور لوگوں کو ٹھکر دیکھو گے۔

ابن الحدید نے بیان کیا ہے کہ جناب سلمانؑ کی وفات خلیفہ سوم کے زمانہ میں شہرہ میں واقع ہوئی۔ بعض کا قول ہے کہ ۳۳ھ کے شروع میں آپ نے رحلت کی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ خلیفہ دوم کی خلافت کے زمانہ ہی میں انتقال فرما چکے تھے۔ لیکن قول اول زیادہ مشہور ہے۔

کتاب فضائل شاذان بن جبریل میں اصبح بن نباتہ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں میں جناب سلمانؑ کے ساتھ جبکہ وہ امیر المؤمنینؑ کی خلافت کے ابتدائی زمانہ میں مدائن میں حاکم تھے ان کو حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں مدائن کا حاکم مقرر کیا تھا وہ حضرت علیؑ کی خلافت کے ابتدائی زمانہ تک حاکم تھے۔ تو ایک روز میں اُن کے پاس گیا تو اُن کو بیمار پایا، اور اُسی بیماری میں رحمت الہی سے واصل ہوئے میں برابر اُن کی عیادت کے لیے جاتا رہا۔ یہاں تک کہ اُن کا مرض شدید ہوا اور اُن کو موت کا یقین ہو گیا تو مجھ سے فرمایا کہ اے اصبح جناب رسولؐ خدا نے

اے ابن الحدید کا بیان اور دیگر لوگوں کے اقوال جو وفات حضرت سلمانؑ کے بارے میں منقول ہیں صحیح نہیں معلوم ہوتے جبکہ جناب سلمانؑ کا حضرت علیؑ کے ابتدائی زمانہ خلافت تک مدائن کا حاکم ہونا ثابت ہوتا ہے جیسا کہ اس کے بعد کی روایت سے ظاہر ہے۔ ترجمہ

مجھے خبر دی ہے کہ جب میری موت کا زمانہ قریب ہوگا تو مردہ مجھ سے کلام کرے گا۔ لہذا میں جاننا چاہتا ہوں کہ میری موت کا وقت آیا یا نہیں۔ اصبح کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ پھر آپ کیا چاہتے ہیں فرمائیے تو میں نے فرمایا کہ میں نے جناب سلمانؑ سے کہا کہ ایک تحت لاؤ اور اُس پر فرش پچھاؤ جس طرح مردوں کے لیے فرش کرتے ہیں اور چار شخص مجھے اٹھا کر قبرستان مدائن میں لے چلو۔ اصبح کہتے ہیں کہ میں نے کہا ایسا ہی کرتا ہوں۔ اس کے بعد میں بہت عجلت کے ساتھ باہر گیا اور جلد ہی واپس آیا۔ اور جناب سلمانؑ نے جیسا فرمایا تھا اس کی میں نے تعمیل کی۔ اور ایک گردہ کو بلا لایا جو اُن کو اٹھا کر مدائن کے قبرستان میں لے گئے جب وہ قبرستان میں زمین پر ٹکائیے گئے تو اُنہوں نے فرمایا کہ لو مجھ کو رو قبیلہ کر دو۔ پھر باوازن بلند فرمایا اے کہنہ اور بوسیدہ ہونے والے میدان کے رہنے والو تم پر خدا کی سلامتی ہو۔ اے وہ لوگو جن کو دنیا سے پردہ کر دیا گیا ہے تم پر سلام ہو۔ کسی نے جواب نہ دیا تو دوسری مرتبہ فرمایا سلام ہو تم پر اے وہ گردہ جس کے لیے زمین کو پاشت گاہ قرار دیا ہے سلام ہو تم پر اے گردہ جن کے لیے زمین کو نجاف بنا دیا گیا ہے۔ سلام ہو تم پر اے لوگو جو اعمال کا بدلہ پا رہے ہو جو زمینیں کر چکے ہو۔ سلام ہو اے وہ لوگو تم پر جو انتظار کر رہے ہو کہ اسرافیلؑ صویر چھوٹیں اور تم قبروں سے باہر نکلو۔ میں تم کو خدا کے عظیم اور پیغمبر کریمؐ کا واسطہ دے کر تم سے سوال کرتا ہوں میرا جواب دو۔ میں ہوں سلمان فارسی رسولؐ خدا کا آزاد کردہ۔ آنحضرتؐ نے مجھے خبر دی ہے کہ جب میری وفات قریب ہوگی تو مردہ مجھ سے ہم کلام ہوگا۔ تو میں جاننا چاہتا ہوں کہ میری وفات نزدیک ہوئی ہے یا نہیں جب سلمانؑ نے اپنی بات ختم کی ایک میت نے اپنی قبر سے کہا السلام علیکم درجۃ اللہ وبرکاتہ اے وہ لوگو جو عمارتیں بناتے ہو حالانکہ فنا ہو جاؤ گے اور دنیا میں مشغول ہو رہے ہو۔ میں تمہاری بات اے سلمانؑ سن رہا ہوں اور جواب دیتا ہوں۔ پوچھو جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو خدا تم پر رحمت فرمائے۔ سلمانؑ نے فرمایا اے موت کے بعد کلام کرنے والے اور مرنے کی حسرت کے بعد بولنے والے تو اہل بہشت سے ہے یا اہل دوزخ سے۔ اُس نے کہا اے سلمانؑ میں اُن میں سے ہوں جن پر خدا نے اپنے عفو و کرم سے انعام فرمایا ہے اور بہشت میں اپنی رحمت کے سبب داخل فرمایا ہے۔ سلمانؑ نے کہا اے بندہ خدا مجھ سے بیان کر کہ موت کو تو نے کیسا پایا اور اُس کی سختی تجھ پر کیسی گذری اور تو نے کیا دیکھا اور کیا کیا مشاہدہ کیا۔ اُس نے کہا اے سلمانؑ ذرا چھڑو اور جلدی نہ کرو۔ کیونکہ خدا کی قسم میرے جسم کا آرسے سے ٹکڑے کیا جانا اور قینچی سے پارہ پارہ کیا جانا موت کی سختی سے میرے نزدیک بہت زیادہ آسان ہے۔ اے سلمانؑ خدا نے مجھے دنیا میں نیکیوں کی توفیق عطا فرمائی اور میں اچھے عمل کیا کرتا تھا خدا کے فرائض ادا کرتا، قرآن کی تلاوت کرتا، مال باپ کے ساتھ نیکی کرنے کا ہر احوال تھا، حرام باتوں سے پرہیز کرتا تھا اور بندگان خدا پر ظلم و ستم کرنے سے ڈرتا رہتا تھا اور رات دن محنت و کوشش و جانفشانی کے ساتھ حلال روزی حاصل کرتا کیونکہ خدا کے سامنے باز پرس کے لیے حاضر ہونے سے ڈرتا رہتا تھا۔ غرض کہ ایک روز جبکہ میں نہایت مسرور اور خوش درختم تھا کہ بیمار ہوا اور چند روز اُسی مرض میں مبتلا رہا یہاں تک کہ میری دنیاوی زندگی کے دن ختم ہوئے تو اُس وقت ایک شخص عجیب و غریب اور ڈرناؤنی شکل و صورت میں میرے پاس آیا اور ہوا میں معلق کھڑا ہو گیا جو آسمان پر جاتا تھا نہ زمین پر اُترتا تھا۔ اُس نے میری آنکھوں کی طرف اشارہ کیا اور مجھے

امام جعفر صادقؑ کی روایت میں جناب سلمانؑ اور حضرت جعفر طیارؑ کی روایت میں۔

جناب سلمانؑ کی بیماری سے شہرہ میں واقع ہوئی۔

اندھا کر دیا اور میرے کانوں کی طرف اشارہ کیا جس سے میں بہرا ہو گیا، اور زبان کی طرف اشارہ کیا جس سے میں گونگا ہو گیا۔ غرض کہ میں ایسا ہو گیا کہ دنیا کی کوئی چیز اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا تھا اور نہ اپنے کانوں سے کچھ سنی سکتا تھا۔ تو میرے اہل و عیال اور عزیز واقربا رونے چلائے گئے اور میری اس حالت کی اطلاع میرے بھائیوں اور ہمسایوں کو پہنچی۔ اُس وقت میں نے اُس شخص سے کہا کہ تو کون ہے اُسے شخص کہ مجھ کو میرے اہل و عیال اور مال و اولاد سے جدا کرتا ہے۔ اُس نے کہا میں ملک الموت ہوں، اُس لئے آیا ہوں کہ تجھ کو مکانِ دنیا سے مکانِ آخرت کی طرف لے جاؤں کیونکہ تیری مدتِ حیات دُنیاوی ختم ہو چکی اور تیری موت کا وقت آگیا ہے۔ اسی اثنا میں دوسرے دو شخص اور آئے اور وہ خوبصورت انسانی شکل میں تھے۔ ان میں سے ایک میری دہائی جناب بیٹھ گیا اور دوسرا بائیں جانب اُٹھ اور دونوں نے مجھ سے کہا اَللّٰهُمَّ عَلَيْنَا وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُہٗ۔ ہم تیرا نامہ اعمال لائے ہیں۔ لے اور ان کو ملاحظہ کر۔ میں نے کہا یہ کیسا نام ہے کہ مجھے پڑھنا چاہیئے؟ وہ بولے کہ ہم دو فرشتے وہ ہیں جو دُنیا میں تیرے ساتھ ہر وقت رہتے تھے اور تیری نیکی و بدی لکھا کرتے تھے وہ یہی تیرا نامہ عمل ہے۔ تو میں نے اپنے نیک اعمال کی کتاب دیکھنا شروع کی۔ وہ اُس فرشتے کے ہاتھ میں تھی جس کو رقیب کہتے ہیں۔ غرض کہ جوں جوں میں اپنی نیکیوں کو دیکھتا تھا شاد و مسرور ہوتا تھا اور دل کو بڑی خوشی ہو رہی تھی۔ پھر گناہوں کے اعمال کی کتاب دیکھنا شروع کی جو دوسرے فرشتے کے ہاتھ میں تھی جس کو عقید کہتے ہیں۔ تو اس میں جو کچھ تھا ان کو دیکھ کر بہت تلگین ہوتا یہاں تک کہ میں رونے لگا تو ان فرشتوں نے کہا کہ خوشخبری ہو تجھ کو کہ تیرے لئے بہتری اور اچھائی ہوگی۔ ان کے بعد وہی پہلے شخص یعنی ملک الموت میرے پاس آئے اور رُوح میرے جسم سے کھینچنے لگے۔ اور اُن کا رُوح کو کھینچنا اور جسم سے نکالنا آسمان و زمین کی تمام شدتوں اور سختیوں کے مثل تھا۔ میں اُسی سختی و شدت میں تھا کہ میری رُوح کھینچ کر میرے سینہ تک پہنچی پھر ملک الموت نے میری طرف ایک حربے سے اشارہ کیا کہ اگر اس کو پہاڑوں پر رکھتے تو وہ گھل جاتے۔ آخر میری رُوح کو میری ناک سے قبض کر لیا۔ اُس وقت میرے اہل و عیال کے رونے چلانے کی آوازیں بلند ہوئیں۔ اُس وقت وہ جو کچھ کہتے تھے میں سنتا تھا اور جو کچھ کرتے تھے میں اُس پر مطلع ہوتا تھا۔ تو جب میرے گھر والوں کا گریہ بہت شدید ہوا تو ملک الموت نہایت غصہ اور ترش روئی کے ساتھ اُن کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اے لوگو تمہارا یہ رونا چلانا کس سبب سے ہے خدا کی قسم میں نے اس پر کوئی ظلم نہیں کیا جس کی تم شکایت کرتے ہو اور اس پر کوئی مستحقی نہیں کی ہے جس سے تم فریاد کر رہے ہو۔ روؤ مت کیونکہ میں اور تم ایک خدا کے بندے ہیں۔ اگر خدا تم کو ہمارے متعلق کوئی حکم کرتا جیسا کہ تمہارے متعلق مجھے حکم فرمایا ہے تو بیشک تم بھی ہمارے حق میں اُس کے حکم کی اطاعت کرتے جیسا کہ میں تمہارے ساتھ اُس کے حکم کی اطاعت کر رہا ہوں۔ خدا کی قسم میں نے اُس کی رُوح نہیں قبض کی مگر جب کہ اُس کی مقدر روزی ختم ہو چکی اور اُس کی زندگی کی مدت تمام ہو چکی۔ اب وہ اپنے گرم پروردگار کی بارگاہ میں گیا وہ اُس کے بارے میں جو حکم چاہے گا کرے گا اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ لہذا اگر صبر کر دے تو تم کو اجر ملے گا اور بے صبری کرو گے اور فریاد و زاری کرو گے تو گنہگار ہو گے اور ابھی تو بہت دفعہ تمہاری طرف مبرا آنا ہوگا۔ میں تمہارے ترکوں، لڑائیوں، بائوں اور ماؤں کو لے جاؤں گا۔

ملک الموت کا آنا اور رونے والے سے گفتگو۔

سلمان کا تین دن کا روتا رہنا و دعاؤں کا انداز۔

موت کے بعد جسم کو چھوڑنا اور بڑوں کا گریہ و زاری نہ کرنا۔ ملک الموت کی آواز۔

غرض کہ یہ کہہ کر وہ میرے جسم کے پاس سے روانہ ہوئے اور میری رُوح اپنے ساتھ لے گئے۔ اُسی وقت ایک دوسرا فرشتہ آیا اُس نے میری رُوح اُن سے لے لی اور ایک لاشی کی طرح میں اُس کو لپیٹا اور آسمان پر لے گیا اور اُس کو چشمِ زدن میں خدا کے نزدیک پہنچایا۔ پھر جب میری رُوح حق تعالیٰ کے نزدیک حاضر ہوئی تو میرے ہر پھوٹے اور بڑے عمل کے بارے میں پوچھا گیا اور نماز، روزہ ماہ رمضان، حج بیت اللہ، تلاوت قرآن، زکوٰۃ صدقہ اور ہر عمل جو اپنی زندگی کے سارے دنوں اور وقتوں میں میں نے کیا تھا۔ اور ماں باپ کی اطاعت اور ناحق کسی کا قتل کرنا اور مالِ عظیم ناحق کھانا اور بندگانِ خدا پر مظالم اور رات کو عبادت کرنا جبکہ لوگ سو یا کرتے تھے اور جو کچھ اُن کے مثل اعمال تھے میری رُوح سے سب کے بارے میں سوال کیا گیا۔ اُس کے بعد میری روح کو حکمِ خدا زمین پر واپس بھیجا گیا۔ اُس وقت غسل دینے والے میرے قریب آئے اور میرا لباس اتارا اور غسل دینا شروع کیا تو میری رُوح نے اُن کو ندادی کہ اے بندگانِ خدا اس کمزور جسم کے ساتھ نرمی کرو کیونکہ میں اُس کی کسی رگ سے نہیں نکلی مگر اُس کو توڑ ڈالا اور اُس کے کسی عضو سے نہیں باہر آئی مگر یہ کہ اُس کو چور کر دیا ہے۔ خدا کی قسم اگر غسل دینے والا یہ آواز سنتا تو میت کو ہرگز غسل نہ دیتا۔ پھر میرے بدن پر پانی ڈالا اور مجھے تین بار غسل دیا گیا، اور تین کپڑوں کا مجھے کفن دیا گیا اور حنوط کیا گیا۔ یہی تھا میرا تو شہ جس کو لے کر میں خانہ آخرت کی طرف دُنیا سے نکلا۔ پھر میرے دہسنے ہاتھ کی انگلی سے انگوٹھی اتار لی۔ غرض میرے غسل سے فارغ ہو کر میرے بڑے رٹکے کو مجھے پسر دکر کے کہا کہ خدا تجھ کو تیرے باپ کی مصیبت میں ثواب عطا فرمائے اور تجھ کو صبر اور بے حساب اجر عطا فرمائے۔ پھر مجھے کفن میں لپیٹا اور تلقین کیا اور میرے گھر والوں اور ہمسایوں کو آواز دی کہ آؤ اور اس کو رخصت کرو۔ یہ سن کر وہ لوگ میرے قریب آئے اور مجھ کو رخصت کیا جب فارغ ہوئے مجھے لکڑی کے ایک تختے پر لٹایا۔ اُس وقت میری رُوح میرے مُنہ اور کفن کے درمیان تھی۔ پھر مجھ پر نماز پڑھی گئی۔ اُس کے بعد مجھ کو قبر کی جانب لے چلے۔ پھر جب مجھ کو قبر میں رکھا میں نے عظیم دہشت مشاہدہ کی اے سلمان! گویا کہ میں آسمان سے زمین پر گر رہا ہوں۔ پھر مجھ کو کفن میں رکھا اور قبر کو اینٹوں سے بند کر دیا اور مٹی سے قبر کو پاٹ دیا۔ اُس وقت میری رُوح میری زبان اور کان کی طرف واپس آئی۔ جب لوگوں کو آواز دی گئی کہ میری قبر کے پاس سے واپس چلیں تو مجھے بڑی ملامت اور پشیمانی ہوئی اور میں نے کہا کاش میں بھی انہی لوگوں کے ساتھ واپس جاتا تو قبر کے ایک گوشہ سے ایک شخص نے کہا کہ ایسا نہیں ہو سکتا اور اب واپس جانا ممکن نہیں اور یہ آیت پڑھی: **كَلَّا اِنَّا كَلِمَةٌ هُوَ قَوْلُ نَحْنُ ذُرِّيَّةٌ ذُرِّيَّتُہٗ بَرَزَخْ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ** (آیت سورہ مؤمنون چلے) یہ خدا کا ارشاد ہے جو ان کافروں کی ایک جماعت کی تردید میں فرمایا ہے جبکہ وہ مرنے کے بعد دُنیا میں جانے کی اجازت طلب کریں گے یعنی ”ہرگز نہیں کہ اس کو واپس جانے دیا جائے اور یہ وہ کلمہ ہے جس کا کہنے والا وہی ہے اور اُن کے پیچھے برزخ ہے اُس وقت تک کے لئے جبکہ زندہ ہو کر لوگ اٹھائے جائیں گے برزخ دُنیا کے اور آخرت کے درمیان فاصلہ کہہتے ہیں۔ غرض کہ میں کو میں نے کہا تو اُن سے جو مجھے سن سکو کہہ رہا ہے اُس نے کہا میں منبہ ہوں ایک فرشتہ جسے خدا نے تمام خلق پر مائل فرمایا ہے تاکہ اُن کے مرنے کے بعد اُن کے اعمال کی اُن کے نفسوں پر تنبیہ کروں۔ جو اُن پر خدا کے نزدیک حجت ہو۔ پھر مجھے کھینچ کر بٹھایا اور کہا اپنے

بیتِ رسول میں داخل ہونے والے سے اس کا طرح کرنا۔

بیتِ رسول میں داخل ہونے والے سے اس کا طرح کرنا۔

بیتِ رسول میں داخل ہونے والے سے اس کا طرح کرنا۔

اعمال کھ۔ میں نے کہا مجھے یاد نہیں ہے۔ اُس نے کہا کیا تو نے قول خدا نہیں سنا ہے جو اُس نے قرآن میں فرمایا ہے کہ اَحْصَاہُ اللّٰہُ وَنَسُوْہُ۔ (آیت سورۃ مجادلہ ۱۲) یعنی خدا نے اُن کے اعمال کا احصا کر لیا ہے اور وہ خود اپنے عملوں کو بھول گئے ہیں۔ پھر اُس نے کہا اچھا تو کبھی میں تیرے اعمال بولتا جاتا ہوں۔ میں نے کہا کاغذ کہاں ہے تو اُس نے کہنے کے کنارے سے ایک ٹکڑا کھینچ کر دیا تو میں نے دیکھا وہ کاغذ تھا اور اُس نے کہا یہ تیرا صحیفہ ہے۔ پھر میں نے کہا قلم کہاں سے لاؤں اُس نے کہا تیری انگشت شہادت تیرا قلم ہے۔ میں نے کہا سیاہی کہاں سے لاؤں اُس نے کہا تیرا آبِ دین روشنائی کی جگہ ہے غرض اُس نے مجھے بتانا شروع کیا جو کچھ میں نے دیکھا دنیا میں عمل کیا تھا اور کوئی چھوٹا بڑا عمل ایسا نہ تھا جو اُس نے نہ بتایا ہو جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَ یَقُوْلُوْنَ یَا وَیْلَتَنَا مَا لَہٰذَا الْکِتَابِ لَا یُعَاذُ مِنْهُ صَخِیْرَةٌ وَّلَا کِبِیْرَةٌ اِلَّا اَحْصَاہَا وَوَجَدَ مَا عَلِمُوْا اَحَاطَ بِذٰلِکَ یَظْلِمُ رَکْکَ اَحَدًا (آیت سورۃ الکہف ۱۸) یعنی کفار کہیں گے ہائے فوسل یہ کیسی کتاب ہے جس میں کوئی چھوٹا یا بڑا گناہ چھوڑا نہیں گیا بلکہ سب کچھ دیا گیا ہے اور جو کچھ دنیا میں انہوں نے کیا سب اُس میں موجود پائیں گے۔ اور تہا را پروردگار کسی پر غم نہیں کرتا۔ پھر اُس فرشتہ نے وہ نوشتہ لے لیا اور اُس پر مہر لگائی اور میری گردن میں پہنا دیا تو مجھے ایسا معلوم ہوا کہ دنیا کے تمام پہاڑ میری گردن میں طوق بنا کر ڈال دیئے گئے ہیں۔ میں نے اُس سے کہا اے منبہ تو نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا اُس نے کہا کیا تو نے اپنے پروردگار کا کلام نہیں سنا ہے وَ کُلُّ اِنْسَانٍ اَلْرَّمٰنُہُ طَائِرٌ کَا فِی عُنُقِہُ وَ یَخْرُجُ لَہُ یَوْمَ الْقِیَامَہِ کِتَابًا یَلْقَہُ مَشْهُوْرًاہِ اِنَّا کُنَّا بَکَ مَکْفٰی بِنَفْسِکَ الْیَوْمَ عَلَیْکَ حَسِیْبٌ (آیت ۱۳۰، سورۃ بنی اسرائیل ۱۷) یعنی ہر انسان کے لئے ہم نے لازم کر دیا ہے کہ اُس کے نامہ اعمال کو اُس کے گلے میں ڈال دیا جائے اور روز قیامت ہم اُس کے سامنے پیش کر کے کہیں گے کہ پتے نامہ عمل کو پڑھ تو آج خود اپنا حساب کرنے کے لئے کافی ہے۔ منبہ نے کہا کہ یہ وہ خطاب ہے جس سے تجھ کو روز قیامت مخاطب کریں گے اور تجھ کو حاضر کریں گے اور تیری دونوں آنکھوں کے سامنے تیرا نامہ اعمال کھولا جائے گا اور تو خود اپنے نفس کا اُس روز گواہ ہوگا۔ پھر منبہ میرے پاس سے چلا گیا اور منکر فرشتہ آیا نہایت عظیم شکل اور مہیب صورت میں جس نے ہاتھ میں لوطے کا گڑ تھا ایسا گراں کہ اگر تمام جن وانس اُس کو بلانا چاہیں تو نہیں ہلا سکتے۔ وہ میرے پاس ایک وحشت ناک آواز سے بولا کہ اگر تمام اہل زمین اُس کی آواز سننے تو سب کے سب مر جاتے۔ اُس نے مجھ سے کہا اے بندہ خدا مجھے آگاہ کر کہ تیرا پروردگار کون ہے، تیرا دین کیا ہے، تیرے پیغمبر کون ہیں تیرے امام کون ہیں اور تو نے کس طریقہ اور حالت پر زندگی بسر کی اور کیا اعتقاد رکھتا تھا۔ اُس کے خوف سے میری زبان بند گئی اور میں اپنے معاملہ میں حیران تھا اور نہیں سمجھتا تھا کہ کیا جواب دوں۔ اور خوف سے میرے جسم کا جوڑ جوڑ اور بند بند علیحدہ ہو گیا کہ خدا کی رحمت میرے شامل حال ہوئی جس نے میرے دل کو سہارا دیا اور میری زبان کو گویا کیا تو میں نے اُس سے کہا اے بندہ خدا مجھے کیوں ڈراتا ہے جبکہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا واحد ہے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے رسول ہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ عالموں کا پروردگار میرا رب ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پیغمبر ہیں، اسلام میرا دین ہے، قرآن میری کتاب ہے، کعبہ میرا قبلہ ہے۔

پھر فرشتہ کا ذکر کیا اور خداوند سے اُس کے تمام اعمال تحریر کر لیا۔

پھر منکر فرشتہ کا ذکر کیا اور خداوند سے اُس کے تمام اعمال تحریر کر لیا۔

اور علی میرے امام ہیں۔ میں اسی اعتقاد کے ساتھ اپنے پروردگار سے روز قیامت ملاقات کروں گا۔ یہ سن کر اُس نے کہا مجھ کو سلامتی کی خوشخبری ہو بیشک تو نے نجات پائی، اور میرے پاس سے چلا گیا۔ پھر فرشتہ نکلیں آیا، اور میرے پاس نہایت خوفناک آواز سے بولا جس سے مثل سابق میرے اعضا ایک دوسرے میں پیوست ہو گئے اور کہا اے بندہ خدا اپنے عمل مجھ سے بیان کر۔ میں حیرت زدہ رہ گیا اور متفکر تھا کہ کیا جواب دوں۔ پھر خدا نے خوف کی شدت مجھ سے زائل کر دی اور جواب مجھے الہام فرمایا اور بہتر یقین اور توفیق کرامت فرمائی تو میں نے کہا اے بندہ خدا میرے ساتھ نرمی کریں دنیا سے آ رہا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ خدا نے واحد کے سوا کوئی خدا نہیں اور نہ اُس کا کوئی شریک ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں، بہشت حق ہے، عذاب آتش دوزخ حق ہے، صراط حق ہے، میزان حق ہے، خلاق کا حساب کیا جاتا حق ہے، قبر میں منکر و نکر کا سوال کرنا حق ہے اور قیامت میں مردوں کا زندہ ہونا حق ہے، اور بہشت میں جن نعمتوں کا خداوند عالم نے وعدہ فرمایا ہے، حق ہے۔ اور دوزخ میں جن عذاب سے ڈرایا ہے، حق ہے۔ اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں اور یہ کہ خدا ان کو زندہ کرے گا جو قبروں میں ہیں۔ یہ سن کر اُس فرشتہ نے کہا کہ تجھ کو نفیم ابدی اور بھلائی کی خوشخبری ہو جو کبھی زائل نہ ہوگی۔ پھر مجھ کو لحد میں لٹا دیا اور کہا دادا کے مانند سورہ۔ اور میرے سر کے نزدیک بہشت کی جانب سے ایک دروازہ اور میرے پیروں کے سامنے جہنم کی طرف سے ایک دروازہ کھول دیا اور کہا کہ اے بندہ خدا ان بہشت کی نعمتوں کو دیکھ جو تجھ کو ملنے والی ہیں اور آتش جہنم کے عذاب کو بھی دیکھ لے جس سے تجھ کو نجات ملی۔ پھر جہنم کی طرف کا دروازہ بند کر دیا اور جنت کی طرف کا دروازہ اسی طرح کھلا چھوڑ دیا جس سے بہشت اور اُس کی نعمتوں کی خوشبو میرے پاس برابر آتی ہے۔ اور میری قبر کو تا عبد نظر فراخ و کشادہ کر کے میرے پاس سے چلا گیا۔

اسے سلمان میں نے خدا کے نزدیک ان تین امور سے زیادہ پسندیدہ اور بلند کسی شے کو نہیں پایا اقل نہایت سردی کے زمانہ میں رات کو نماز پڑھنا، دوسرے انتہائی گرمی کے دنوں میں روزہ رکھنا، تیسرے اس طرح صدقہ و خیرات دہنے ہاتھ سے دینا کہ بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو۔ یہ ہے میری گفتگو اور میری صفت اور جو کچھ مجھے بول کی شدت سے اطلاع ہوئی تھی۔ اور میں خدا کی وحدانیت اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں، اور گواہی دیتا ہوں کہ موت حق ہے۔ لہذا ہر وقت غور و فکر کرتے رہو اور سوال کے وقت خدا کے سامنے ہونے سے ڈرتے رہو۔ اس کے بعد اُس مردہ کا کلام ختم ہو گیا۔ سلمان نے کہا مجھ کو زمین پر لٹا دو جب ہم نے اُن کا سر زمین پر رکھا تو فرمایا تمکیر دے دو۔ ہم نے سر کے نیچے تمکیر رکھ دیا تو سلمان نے آسمان کی طرف نظر کی اور کہا یا من بلیدہ ملکوت کل شیء والیہ ترجعون دھویجیرو ولا یجارد علیہ بک امنت ولنبیتک اتبعنا ویکتابک صدقت وقد اتانا ما وعدتہنی یا من لا یخلف المیعاد

لہ آیت قل من بلیدہ ملکوت کل شیء دھویجیرو ولا یجارد علیہ ان کنتم تعلمون (آیت سورۃ مومنون ۱۷) کی طرف اشارہ ہے۔ (مترجم)

پھر منکر فرشتہ کا ذکر کیا اور خداوند سے اُس کے تمام اعمال تحریر کر لیا۔

پھر منکر فرشتہ کا ذکر کیا اور خداوند سے اُس کے تمام اعمال تحریر کر لیا۔

مصیبت پر تم کو اجر عظیم عطا فرمائے لوگوں نے یہ سن کر بہت چہ میگوئیاں کیں۔ پھر حضرت نے جناب رسول خدا کا غما مرہو پر باندھا اور آنحضرت کا پیرا بن کر سب جسم کیا اور حضرت کا عصا ہاتھ میں لیا اور حضرت کی تلوار جھائل کی اور حضرت کے ناقہ غضبا پر سوار ہوئے اور قبر سے فرمایا کہ دس قدم شمار کرو یا ایک سے دس تک گنو۔ قبر کہتے ہیں کہ جب میں گنتے سے فارغ ہوا تو ہم جناب سلمان کے دروازہ پر پہنچ چکے تھے۔ پھر اذان نے روایت کی ہے کہ جب جناب سلمان کی وفات کا وقت قریب آیا میں نے اُن سے پوچھا کہ آپ کو کون غسل دے گا۔ فرمایا جس نے رسول خدا کو غسل دیا تھا۔ میں نے کہا آپ مدائن میں ہیں اور وہ مدینہ میں سلمان نے کہا اے زاذان جب میں مر جاؤں گا اور تم میرے لبوں کو بند کر دے تو ایک آواز سنو گے۔ چنانچہ جب میں نے اُن کے دہن کو وفات کے بعد بند کیا تو دروازہ پر آیا جناب امیر کو دیکھا آپ نے فرمایا اے زاذان ابو عبد اللہ سلمان رحمۃ الہی سے واصل ہوئے اور سلمان کے چہرے سے چادر ہٹائی تو سلمان مسکرائے حضرت نے فرمایا مرحا لے ابا عبد اللہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچا تو اُن حضرت سے بیان کر دینا جو کچھ اُن کے بھائی پیراں کی قوم کے ہاتھوں گدڑا ہے۔ پھر حضرت نے ان کی تجیز شروع کی اور جب سلمان پر نماز پڑھی آپ کی بلند آواز سے بغیر فرمانا میں نے سنا۔ پھر ہم نے دوا دیوں کو حضرت کے ہمراہ دیکھا پوچھا یہ کون ہیں فرمایا کہ ایک میرے بھائی مسحور ہیں اور دوسرے جناب خضر۔ اور ان دونوں کے ہمراہ فرشتوں کی ستر ہزار صفیں ہیں کہ ہر صف میں ہزار ہزار فرشتے ہیں۔ اور کہ اب مشارق الانوار میں روایت کی ہے کہ جب حضرت نے سلمان کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو وہ مسکرائے اور چاہا کہ اٹھ کر بیٹھ جائیں حضرت نے فرمایا اپنی موت کی حالت پر پلٹ جاؤ تو وہ پہلی حالت پر واپس ہو گئے۔

قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ جناب امیر ایک روز صبح کو مدینہ کی مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا کہ رسول خدا کو میں نے خواب میں دیکھا ہے حضور نے فرمایا کہ سلمان نے دنیا سے رحلت کی؛ اور سلمان نے مجھ سے وصیت کی تھی کہ میں اُن کو غسل و کفن دوں اور اُن پر نماز پڑھوں اور دفن کروں۔ لہذا اب میں ان کی وصیت پر عمل کرنے مدائن جا رہا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے کہا ان کا کفن بیت المال سے لے جائیے حضرت نے فرمایا کہ کفن کا انتظام ہو چکا ہے۔ پھر صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ سے باہر نکلے اور مدائن کی طرف روانہ ہوئے۔ لوگ مدینہ واپس گئے اور حضرت زوال سے پہلے واپس آ گئے اور فرمایا کہ میں نے سلمان کو دفن کر دیا۔ بہت سے لوگوں کو حضرت کی اس بات کا یقین نہ آیا اور لوگوں نے سچ نہ سمجھا یہاں تک کہ کچھ دنوں کے بعد مدائن سے خط آیا کہ سلمان نے اُسی روز وفات پائی اور ایک اعرابی نے اُن کو غسل دیا، کفن پہنایا، اُن پر نماز پڑھی اور اُن کو دفن کر کے واپس گیا۔ یہ معلوم کر کے سب کو تعجب ہوا۔

کتاب روضۃ الاعظمین میں سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہے کہ وہ جناب سلمانؓ کی عیادت کو گئے، جبکہ وہ بیمار تھے اور اُن کو روتے ہوئے دیکھا۔ سعد نے پوچھا اے ابو عبد اللہ آپ کے روتے کا کیا سبب ہے حالانکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے راضی دنیا سے تشریف لے گئے اور آپ اُن کے پاس حوض کوثر پر جا رہے ہیں۔ سلمان نے فرمایا کہ میں موت کے سبب سے جہنم روتا ہوں اور نہ دنیا کی حرص کے

اقبضنی الی رحمتک وانزلنی دارکرامتک فاذا اشهد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشهد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔ جب وہ اس دعا اور شہادت سے فارغ ہوئے تو اُن کی رُوح سرائے فانی سے دار بقا کی طرف پرواز کر گئی اور وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین کی خدمت میں پہنچ گئے۔ اصبح کہتے ہیں کہ ہم اس حال سے حیرت میں تھے کہ ناگاہ ایک شخص ابلق ٹوٹ پر سوار ظاہر ہوا جس کے چہرہ پر نقاب بڑی ہوئی تھی۔ جب وہ ہمارے قریب پہنچا تو ہم کو سلام کیا۔ ہم نے جواب سلام دیا۔ جب اُس نے گفتگو شروع کی تو ہم نے جانا کہ وہ حضرت امیر المؤمنین علیؓ ابن ابی طالب ہیں۔ اُن حضرت نے فرمایا کہ سلمان کی تجیز و تکفین کا انتظام کرو ہم نے انتظام کرنا شروع کیا اور کفن اور حنوط لانا چاہا تو حضرت نے فرمایا کہ ان چیزوں کی ضرورت نہیں ہے سب ہمارے پاس موجود ہے عرض پائی اور تختہ جس پر غسل دیا جاتا ہے ہم حضرت کے پاس لائے تو حضرت نے خود اپنے دست مبارک سے غسل دیا اور کفن پہنایا اور اُن کے کھڑے ہوئے تو ہم نے آپ کی اقتدا میں نماز جنازہ پڑھی۔ پھر حضرت نے اپنے دست مبارک سے ان کو لمبے رکھا۔ جب دفن سے فارغ ہو کر واپس ہونے لگے تو میں نے عرض کی یا امیر المؤمنین آپ یہاں کیونکر آئے اور آپ کو سلمان کے انتقال کی کس نے اطلاع دی تو حضرت نے فرمایا کہ لے اصبح میں تم سے خدا کو درمیان میں ڈال کر عہد و پیمان لیتا ہوں کہ اس راز کو جب تک میں زندہ ہوں کسی سے نہ کہنا۔ میں نے پوچھا یا امیر المؤمنین میری وفات آپ سے پہلے ہوگی فرمایا نہیں۔ تو میں نے عرض کی یا حضرت مجھ سے عہد و پیمان لیجیے۔ میں آپ کی اطاعت کروں گا اور اس عہد کو کسی سے نہ بیان کروں گا جب تک خدا آپ کے بارے میں جو حکم کرنا چاہے نہ کرے گا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خبر دی تھی کہ سلمان اس وقت مرے گے۔ میں نے اس وقت مسجد کو ذرا میں نماز پڑھی اور مسجد سے مکان پر گیا اور سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ سلمان نے وفات پائی بس یہ سُننے ہی میں بیدار ہو گیا اور اپنے ٹوٹ پر سوار ہوا اور جو چیزیں دفن و کفن کے لئے ضروری تھیں یعنی کفن و کا فور وغیرہ۔ اپنے ساتھ لے کر روانہ ہو گیا، تو خدا نے مدائن میرے لئے نزدیک کر دیا اور میں بہت جلد یہاں پہنچ گیا۔ یہ فرما کر حضرت میری نظروں سے اوجھل ہو گئے اور میں نہ سمجھ سکا کہ وہ آسمان پر چلے گئے یا زمین میں۔ جب میں کو ذرا پہنچا تو سنا کہ حضرت اسی روز جس وقت کو ذرا پہنچے تھے مغرب کی اذان ہو رہی تھی اور حضرت نے اہل کو ذرا کے ساتھ نماز مغرب ادا کی۔

ابن شہر آشوب نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب امیرؓ نے صبح کی نماز ہم لوگوں کے ساتھ ادا کی اور ہماری جانب رخ کر کے فرمایا کہ اے لوگو خداوند عالم سلمان کے غم میں تمہاری

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث عجیب باتوں پر مشتمل ہے۔ منجملہ ان کے جناب سلمان کی وفات کا واقعہ جناب امیرؓ کی خلافت کے زمانہ میں تعجب خیز ہے اور آنحضرتؐ کا کو ذرا سے ان شہادت کے خلاف ہے۔ چونکہ اس حدیث میں بہت سی مفید باتیں ہیں اس لیے میں نے بھی درج کر دی۔ ۱۲

جناب سلمان کی وفات۔

جناب امیرؓ کا نماز کو ذرا سے ان سلمان کی تجیز و تکفین فرمایا۔

سبب سے ٹنگیں ہوں۔ بلکہ سبب یہ ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے عہد لیا تھا، اور فرمایا تھا کہ تم میں سے ہر ایک کے پاس مزدوری سامان ہونا چاہیئے جیسے مسافروں کے لئے ضروری توشت ہوتا ہے۔ اور میں اپنے گرد ان سامان کو دیکھتا ہوں اس سبب سے رنجیدہ ہوں۔ ان کے گرد ایک بوریا، ایک پیالہ اور ایک لوٹا تھا۔

شیخ کثی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ سلمان کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جب تمہاری موت کا وقت آئے گا چند گروہ تمہارے پاس آئیں گے اور اچھی اور جبری خوشبو پائیں گے وہ کھانا نہیں کھاتے ہوں گے یعنی وہ فرشتے ہوں گے۔ پھر سلمان نے ایک پھیلی نکالی اور کہا یہ پیغمبر خدا نے مجھے مہر فرمایا ہے اور وہ ایک بہترین خوشبو تھی اور فرمایا کہ اس کو پانی میں گھول دو۔ پھر اس کو اپنے گرد پھیر کر دیا۔ پھر اپنی زوجہ سے فرمایا کہ دروازہ بند کر دو۔ وہ اٹھیں اور دروازہ بند کر دیا۔ جب واپس آئیں تو دیکھا کہ ان کی روح عالم قدس کی جانب پرواز کر چکی تھی۔

ساٹھواں باب

محرم السراہلینی جناب ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے حالات اور آپ کے فضائل و مناقب

واضح ہو کہ سابقہ اور لاحقہ معتبر محدثوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کے درمیان سلمان فارسی کے بعد جناب ابوذرؓ سے افضل و برتر کوئی نہ تھا۔ آپ کا نام صحیح ترین قول کے مطابق جندب بن جنادہ تھا اور کنیت ابوذر اور وہ عرب کے قبیلہ بنی غفار سے تھے۔

کلینی نے معتبر اسناد سے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنے ایک صحابی سے فرمایا کہ کیا میں نہیں آگاہ کروں کہ سلمانؓ اور ابوذرؓ کیونکر مسلمان ہوئے اس نے کہا کہ سلمان کے اسلام لانے کی کیفیت سے مطلع ہوں، جناب ابوذرؓ کے مسلمان ہونے کا حال بیان فرمائیے۔ اور اس نے غلطی کی کہ حضرتؐ سے دونوں بزرگوں کے حالات نہ دریافت کیئے۔ یہ سن کر حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ ابوطی بن مرکہ ہیں جو کہ معظمہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر ہے اپنی بیٹیوں کو بیاہرتے تھے ناگاہ داہنی جانب سے ایک بھڑیا ان کی گودھندوں پر بٹھسا۔ ابوذرؓ نے اپنے عصا سے اس کو بھگا دیا۔ پھر وہ بائیں طرف سے حملہ آور ہوا۔ ابوذرؓ نے اپنا عصا اس کو مارا اور کہا تجھ سے بڑھ کر خبیث میں نے کوئی بھڑیا نہیں دیکھا تو وہ بھڑیا باعجاز آنحضرتؐ کو بٹھانا اور کہا وائے اہل کہ مجھ سے بدتر ہیں۔ خداوند عالم نے ان کی طرف ایک پیغمبر بھیجا اور وہ اس کو دروغ سے نسبت

دیتے ہیں اور اس کو بُرا اور ناسزا کہتے ہیں۔ جناب ابوذرؓ نے جب اس سے یہ کلام سنا تو اپنی زوجہ سے کہا کہ کچھ ناشتہ، لوٹا اور عصا مجھے لا کر دے دو۔ یہ چیزیں لے کر پیدل مکہ کی جانب روانہ ہوئے تاکہ جو خبر بھڑیئے سے سنی تھی اس کی تصدیق کریں۔ غرض نہایت تکلیفیں اور سختیاں برداشت کر کے اور دُور و دراز کی مسافت طے کر کے داخل مکہ ہوئے۔ وہ اس وقت بہت پیاسے تھے۔ چاہہ مزم پر پہنچ کر ایک ڈول پانی کھینچی تو دیکھا کہ وہ ڈول دودھ سے بھرا ہوا ہے۔ ان کے دل میں گذرا کہ یہ اس خبر کی گواہی ہے جو بھڑیئے نے دی تھی اور یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزہ میں سے ہے۔ غرض وہ دودھ پیا اور مسجد کے ایک گوشہ میں آئے وہاں قریش کی ایک جماعت کو دیکھا جو ایک دوسرے کے گرد بیٹھے ہیں وہ بھی انہی کے پاس بیٹھ گئے۔ وہاں وہ لوگ آنحضرت کو بُرا بھلا کہہ رہے تھے جیسے کہ بھڑیئے نے اطلاع دی تھی، اور دن بھر وہ اسی میں مشغول رہے۔ شام کے قریب وہاں حضرت ابوطالب آئے۔ جب ان کی نگاہیں ان حضرت پر پڑیں تو آپس میں بولے کہ خاموش ہو جاؤ کہ حضرت کے چچا آرہے ہیں۔ غرض وہ سب آنحضرت کی مذمت سے باز آئے۔ جب حضرت ابوطالب وہاں پہنچے وہ سب ان سے باتیں کرنے لگے۔ شام کو جب ابوطالب ان کے پاس سے آئے۔ ابوذرؓ کہتے ہیں کہ میں بھی ان کے ساتھ روانہ ہوا۔ انہوں نے میری جانب منہ کر کے فرمایا تمہاری کیا حاجت ہے؟ میں نے کہا کہ میں اس پیغمبرؐ کی تلاش میں آیا ہوں جو آپ لوگوں کے درمیان بیعت ہوا ہے پوچھا ان سے کیا کام ہے؟ میں نے کہا میں چاہتا ہوں کہ ان پر ایمان لاؤں اور جو کچھ وہ فرمائیں ان کی سچائی کا اقرار کروں اور ان کی اطاعت و تابعداری کروں فرمایا کیا تم مزدور یا سکر کے میں نے عرض کی بیشک فرمایا اچھا کل اسی وقت آنا تو میں ان کے پاس پہنچا دوں گا۔ ابوذرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رات مسجد میں گزار دی صبح کو انہی کا مرقع کی مجلس میں پھر جایا تھا۔ ان لوگوں نے پھر مثل روزِ کرمشہ حضرت کی مذمت کرنا شروع کی اور جب حضرت ابوطالب آئے تو پھر اپنی یہودہ گفتگو بند کر دی اور ان سے باتیں کرنے لگے۔ غرض جب حضرت ابوطالب ان کے پاس سے آئے تو میں بھی حضرت کے ساتھ روانہ ہوا۔ انہوں نے پھر کل کی طرح پوچھا۔ میں نے وہی جواب دیا۔ پھر انہوں نے تاکید فرمائی کہ جو کچھ تم کہتے ہو اس پر ضرور عمل کرو گے؟ میں نے عرض کی ہاں۔ تو مجھے اپنے ساتھ وہاں لے گئے جس گھر میں حضرت حمزہؓ تھے۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے میری غرض دریافت کی میں نے وہی جواب دیا تو انہوں نے فرمایا کہ کیا تم شہادت دیتے ہو کہ خدا ایک ہے اور محمدؐ اس کے رسول ہیں میں نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ۔ حضرت حمزہؓ مجھے اس گھر میں لے گئے جس میں حضرت جعفر طیارؓ تھے میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے بھی میری غرض دریافت کی میں نے وہی جواب دیا۔ انہوں نے شہادۂ تین کی خواہش کی میں نے کلمہ شہادۂ تین پڑھا تو حضرت جعفرؓ مجھ کو امیر المؤمنین کے گھر لے گئے انہوں نے بھی سوال کے بعد شہادۂ تین کا اقرار لیا اور مجھے اس مکان میں لے گئے جہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے۔ میں نے سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ حضرت نے بھی میرا ہاتھ دریافت فرمایا اور کلمہ شہادۂ تین کی تلقین فرمائی۔ میں نے کلمہ شہادۂ تین کا اقرار کیا تو حضرت نے فرمایا کہ اسے ابوذرؓ اپنے وطن واپس جاؤ۔ تمہارے پیچھے تک تمہارے چچا زاد بھائی کا انتقال ہو چکا ہوگا اور تمہارے سوا

اُس کا کوئی وارث نہیں ہوگا۔ ان کا مال لے لو اور اپنے اہل و عیال کے پاس رہو یہاں تک کہ میں اپنی نبوت کا اعلان کروں، پھر میرے پاس چلے آنا۔ غرض ابوذر اپنے وطن واپس آئے تو ان کے چچا زاد بھائی کا انتقال ہو گیا تھا۔ انہوں نے اُن کے تمام مال و اسباب پر قبضہ کیا اور وہیں مقیم رہے یہاں تک کہ آنحضرت نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور دین اسلام رائج ہوا تو وہ مدینہ میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ یہ بھی کیفیت ابوذرؓ کے اسلام لانے کی۔ اور سلمانؓ کے اسلام لانے کی حالت جیسا کہ تم نے سنا کہ وہ شخص آنحضرت سے یہ ظاہر کر کے کہ میں ان کے اسلام لانے کا حال جانتا ہوں پشیمان ہوا۔ پھر استعاذ کی کہ آنحضرت ان کے اسلام لانے کی کیفیت کا بھی اظہار فرمائیں لیکن حضرت نے منظور نہ کیا۔

ابن عبد البرؒ نے جو علمائے اہلسنت کے بڑے عالموں میں سے ہیں کتاب استیعاب میں جناب رسولؐ خدا سے روایت کی ہے کہ ابوذرؓ اُمت میں عیسیٰ بن مریمؑ کے زندہ کی مثال ہیں۔ دوسری روایت کے مطابق زہد میں عیسیٰ بن مریمؑ کی شبیہ ہیں۔ نیز روایت کی ہے کہ جناب امیرؓ نے فرمایا کہ ابوذرؓ نے چند ایسے علوم حاصل کیے جن کے محل سے لوگ عاجز ہیں اور اُس پر ایسی گہری لگا دی ہیں کہ اُس میں سے کچھ باہر نہیں آسکتا۔ سبب IBN BARWAY

ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب ابوذرؓ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت جبریلؑ وحیہ کبریٰ کی صورت میں آنحضرت کے پاس تنہائی میں بیٹھے ہوئے تھے اور کچھ باتیں کر رہے تھے۔ ابوذرؓ نے سمجھا کہ وہ حقیقت میں وحیہ کبریٰ ہیں اور کچھ باتیں پوشیدہ کر رہے ہیں اس لئے وہ چلے گئے۔ جبریلؑ نے عرض کی یا رسول اللہ ابوذرؓ یہاں سے گزر گئے اور ہم لوگوں کو سلام تک نہ کیا اگر وہ سلام کرتے تو ہم لوگ ان کا جواب سلام دیتے۔ یا حضرت ان کی ایک دعا ہے جو تمام اہل آسمان میں مشہور ہے۔ جب میں جلا جاؤں تو آپ ان سے پوچھیں گا۔ غرض جبریلؑ آسمان کی طرف پرواز کر گئے تو ابوذرؓ آئے۔ حضرت نے پوچھا تم نے ہم لوگوں کو سلام کیوں نہیں کیا تھا عرض کی مجھے ایسا محسوس ہوا کہ آپ نے وحیہ کبریٰ کو غفلت میں کچھ گفتگو کے لئے بلایا ہے۔ مجھے اچھا نہ معلوم ہوا کہ آپ کے کلام میں غفلت ہوئی حضرت نے فرمایا وہ جبریلؑ تھے اور انہوں نے سلام نہ کرنے کی شکایت کی تو ابوذرؓ بہت نادم ہوئے۔ حضرت نے پوچھا وہ کون سی دعا ہے جس کے ذریعہ سے تم خدا سے مانگتے ہو کہ جبریلؑ نے اطلاع دی ہے کہ وہ تمہاری دعا اہل آسمان میں مشہور ہے؟ عرض کی یہ دعا پڑھتا ہوں: اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْاِیْمَانَ بِاللّٰهِ وَالتَّوْبَةَ بِنَبِیِّکَ وَالْعَافِیَةَ مِنْ جَمِیعِ الْبَلَاءِ وَالشُّکْرَ عَلَی الْعَافِیَةِ وَالْغِنٰی عَنْ اَشْرَارِ النَّاسِ۔

تفسیر امام حسن عسکریؑ میں مذکور ہے کہ ابوذرؓ حضرت سرور کائنات کے برگزیدہ اصحاب میں سے تھے ایک اور حضرت سے عرض کی کہ میں ساتھ کو سفند رکھتا ہوں۔ چاہتا ہوں کہ جہاں وہ ہیں ان کے پاس جلا جاؤں لیکن حضورؐ کی زیارت سے محروم ہو جاؤں گا۔ اور ان بھیڑوں کو کسی چرواہے کے سپرد کرنا بھی پسند نہیں کرتا کہ ان پر ظلم کرتے اور ان کی مناسب دیکھ بھال نہ کرے۔ حضرت نے فرمایا چلے جاؤ۔ وہ چلے گئے مگر ساتویں روز

پھر واپس آ گئے۔ حضرت نے پوچھا کو سفندوں کو کیا کیا؟ عرض کی یا رسول اللہ ان کا قصہ عجیب ہے۔ ایک روز میں نماز میں مشغول تھا ناگہ میری بھیڑوں پر ایک بھیڑیا حملہ آور ہوا۔ میں متردد ہوا کہ آیا نماز کو توڑ کر بھیڑوں کو بچاؤں یا نماز میں دستور مشغول رہوں اور بھیڑوں کی پروا نہ کروں۔ تو میں نے کو سفندوں پر نماز کو ترجیح دی اور کو سفندوں کو چھوڑ دیا اسی اثنا میں شیطان نے میرے دل میں وسوسہ ڈالا کہ اب بھیڑیا تیرے گلہ میں داخل ہو کر سب کو ہلاک کر ڈالے گا اور تمہارے لئے کچھ باقی نہ رہے گا جس سے زندگی بسر ہو تو میں نے اُس کے جواب میں کہا کہ اگر کو سفندیں میرے ساتھ سے جاتی رہیں گی تو کچھ پروا نہیں۔ خدا کی توحید رسول خدا پر ایمان اور ان کے بھائی علیؑ بن ابی طالبؑ کی محبت جو آنحضرت کے بعد بہترین خلق ہیں اور ان کے پاک اور ہدایت کرنے والے فرزندوں کی دوستی و الفت اور ان کے دشمنوں سے دشمنی تو باقی رہے گی جبکہ یہ دولت میرے ساتھ ہوگی تو کچھ ضائع ہو جائے۔ بیچ ہے۔ غرض میں نماز میں مشغول ہو گیا اور بھیڑیے کو دیکھا کہ میرے گلہ میں دریا اور ایک بڑہ کو پکڑ کر لے گیا تا کہ ایک شیر ظاہر ہوا اور اُس نے بھیڑیے کو دو ٹکڑے کر دیا اور بڑہ کو اُس سے بھیج کر گلہ میں واپس پہنچا دیا اور مجھے آواز دی کہ اے ابوذرؓ اپنی نماز میں مشغول رہو کیونکہ خلاق عالم نے مجھے تمہاری کو سفندوں پر سخاوت کے لئے مقرر فرمایا ہے جب تک نماز سے فارغ نہ ہو جاؤ۔ غرض میں حضورؐ قلب کے ساتھ اپنی نماز اُس کے آداب و شرائط سے بجالایا جب فارغ ہوا وہ شیر میرے پاس آیا اور کہا کہ رسول اللہؐ حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ اور ان کو اطلاع دو کہ خدا نے آپ کے مصاحب کا احترام و اکرام فرمایا اور آپ کی شریعت کی حفاظت کرنے والا قرار دیا اور ان کی کو سفندوں پر ایک شیر کو موکل کیا یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو گئے۔ آنحضرت کے پاس صحابہ کی ایک جماعت موجود تھی جب ابوذرؓ سے یہ خبر سنی تعجب کا اظہار کیا۔ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا اے ابوذرؓ تم نے سچ کہا۔ میں اور علیؑ وفاطہؑ و حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام، تمہاری تصدیق کرتے ہیں۔ منافقوں نے جب یہ کلام سنا تو کہا کہ محمدؐ اور ابوذرؓ نے آپس میں سازش کر لی ہے تاکہ اس حیل سے ہم کو فریب دیں تاکہ جو کچھ وہ کہتے ہیں ہم اُس کا اعتقاد کریں اُن میں سے ایک جماعت نے کہا اہل کرائے کے گلہ کو دیکھنا چاہیئے جبکہ وہ نماز پڑھ رہے ہوں کہ کیا شیر کو سفندوں کی حفاظت کرتا ہے تاکہ اُن کا بھوٹ لوگوں پر ظاہر کیا جائے۔ عرض ایک مرتبہ جب اُن کے گلہ کے نزدیک گئے، تو دیکھا کہ ابوذرؓ نماز پڑھ رہے ہیں اور شیر ان کے گلہ کے گرد گھوم رہا ہے اور اُن کو چرا رہا ہے اور جو کو سفند گلہ سے الگ ہو کر دوڑ چلی جاتی ہے اُس کو ہنکا کر گلہ میں داخل کر دیتا ہے جب ابوذرؓ نماز سے فارغ ہوئے شیر نے بقدرت خدا کہا اے ابوذرؓ اپنی کو سفندوں کو صحیح سلامت لو۔ پھر ان منافقوں کو ندا دی کہ اے منافقوں کی جماعت انکار کرتے ہو اس سے کہ خدا نے مجھ کو اُس کی کو سفندوں کی حفاظت کے لئے مسخر فرمایا جو محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آل طاہرہ کا دوست ہے اور خدا کی جانب اُن کا وسیلہ اختیار کرتا ہے اسی خدا کی قسم جو محمدؐ اور ان کی آل اظہار کو معزز رکھتا ہے اُس نے مجھے ابوذرؓ کا مطیع و فرمانبردار قرار دیا ہے حتیٰ کہ اگر وہ علم دیں کہ تم سب کو چیر پھاڑ ڈالوں اور ہلاک کر دوں تو تم کو ہلاک کر دوں گا۔ اسی خدا کی قسم کھاتا ہوں جس کی قسم سے بلند تر کوئی قسم نہیں کہ اگر محمدؐ و آل محمدؐ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حق کے ساتھ خدا سے سوال

کر دل کہ تمام دریاؤں کو روغن زنبق (چھپکے کا پھول) اور لوبان کر دے اور تمام پہاڑوں کو مشک وغیرہ کا فوہ بنا دے اور تمام درختوں کی شاخوں کو زبرجد اور زبرجد قرار دے دے یقیناً وہ قادر مطلق سب کو ایسا ہی بنا دے گا پھر جب ابوذرؓ آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے حضرت نے فرمایا اسے ابوذرؓ تم نے اپنے پروردگار کی عبادت بہت اچھی طرح کی اس سبب سے خدا نے ایسے حیوان کو تمہارا مسخر فرمایا کہ تمہاری اطاعت کرے اور درندوں کا ضرر تم سے دفع کرے۔ لہذا تم ان میں سب سے بہتر ہو جن کی خدا نے قرآن میں مدح کی ہے جو نماز کو قائم کرتے ہیں۔

یکلینی نے بسند معتبر حضرت موسیٰ بن جعفرؓ سے روایت کی ہے کہ ابوذرؓ کہتے تھے کہ میں دینار سے بزار ہوں اور اس کی مذمت کرتا ہوں سوائے جو کی دو روٹیوں کے جن میں سے ایک صبح کو کھاتا ہوں اور ایک شام کو اور سوائے بال کے دو کپڑوں کے جن میں سے ایک کو کمر سے باندھتا ہوں اور ایک کو اوڑھتا ہوں۔ نیز بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ابوذرؓ اپنے خطبہ میں کہتے تھے کہ اے علم طلب کرنے والے دنیا میں کوئی چیز نہیں مگر یہ کہ اس کی بہتری فائدہ پہنچاتی ہے یا اس کی خرابی نقصان دیتی ہے سوائے اس کے جس پر خدا رحم فرمائے۔ لہذا اس شے کو طلب کرو جس سے بھلائی کی تم کو امید ہو۔ اے علم کے طلب کرنے والے تجھ کو تیری جان سے تیرے اہل و عیال اور دولت و مال مشغول نہ کر لیں اس لیے کہ جس روز تو اپنے اہل و عیال سے جدا ہوگا تو اُس جہان کے مانند ہوگا جو رات کو کسی گروہ کے ساتھ بسر کرتا ہے اور دن کو اُن سے جدا ہو جاتا ہے۔ اور مرنے اور مبعوث ہونے میں سوائے تھوڑی سی فیند کے جس سے تو بہت جلد بیدار ہو جائے زیادہ وقفہ نہیں ہے۔ اے علم کے طلب کرنے والے اُس روز سے پہلے اعمال صالحہ بھیج دے جس روز تجھ کو خدا کے سامنے برائے حساب و کتاب کھڑا کیا جائے گا اُس روز تو اپنے نیک اعمال کا ثواب پائے گا اور جو کچھ تو گرتا ہے اس کی جزا تجھ کو ملے گی۔

نیز بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابوذرؓ سے پوچھا کہ کس سبب سے ہم موت کو نہیں چاہتے ابوذرؓ نے فرمایا اس لیے کہ تم نے اپنی دنیا آباد کر رکھی ہے اور آخرت کو خراب و برباد کر رکھا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ تم نہیں چاہتے کہ تم مقام آباد سے مقام خراب کو جاؤ۔ پھر اُس شخص نے پوچھا کہ خدا کے سامنے ہمارا حاضر ہونا کس طرح ہوگا فرمایا اُس مسافر کے مانند ہے جو اپنے گھر کو چلتا ہے اور تم میں مدخل جو ہے وہ بھاگے ہوئے اُس غلام کے مانند ہوتا ہے جس کو اُس کے آقا کے پاس واپس لائیں پھر پوچھا کہ ہمارا حال خدا کے سامنے کیسا ہوگا ابوذرؓ نے فرمایا کہ اپنے اعمال خدا کی کتاب پر پیش کرو جیسا کہ وہ فرماتا ہے: **إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَجْمٍ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ** (آیہ ۱۲۴ سورۃ الفطرات) بیشک نیک اعمال والے بہشت کی نعمتوں میں ہوں گے اور یقیناً گنہگار جہنم میں ہوں گے اُس شخص نے پوچھا خدا کی رحمت کہاں ہے فرمایا نیکو کاروں کے نزدیک۔

نیز انہی حضرت سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ابوذرؓ کو لکھا کہ کسی بہتر علم تازہ سے مجھے مستفید فرمائیے ابوذرؓ نے اس کو لکھا کہ علم کی کوئی انتہا نہیں ہے شمار علوم ہیں لیکن اگر تجھ سے ہو سکے تو اس شخص سے بدی مت کر

حضرت ابوذرؓ کا کلام

کے اور نبوت کے لیے یہ قلم

جس کو تو دوست رکھتا ہے۔ اُس نے کہا کیا کبھی آپ نے دیکھا ہے کہ کوئی شخص جس کو دوست رکھتا ہے اُس سے بُرائی کرے۔ ابوذرؓ نے کہا ہاں! تیری جان تجھ کو تمام جانوں سے زیادہ محبوب ہے جب تو خدا کی نافرمانی کرتا ہے تو اپنی جان کو نقصان پہنچاتا ہے۔

پھر انہی حضرت سے روایت ہے کہ مدینہ میں ایک شخص تھا جو برابر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں آیا کرتا تھا۔ ایک روز وہ مسجد میں داخل ہوا اور کہا خداوند مجھے وحشت سے انس کرامت فرما دو میری تنہائی کو نیک ہم نشین سے اصل کر دے۔ جب وہ دعا سے فارغ ہوا دیکھا کہ ایک شخص مسجد کے ایک گوشہ میں بیٹھا ہے وہ اُس کے پاس گیا اور سلام کیا اور پوچھا کہ اے بندہ خدا تو کون ہے کہا میں ابوذر ہوں۔ اُس شخص نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر۔ ابوذرؓ نے پوچھا اے بندہ خدا تو نے تمکیر کیوں کی۔ اُس نے کہا جب میں مسجد میں داخل ہوا تو ایسی دعا بھی تھی تو خداوند عالم نے آپ کی ملاقات سے مجھے سرفراز فرمایا۔ ابوذرؓ نے کہا میں تمکیر کہنے کا زیادہ مستحق تھا کیونکہ میں شائستہ ہم نشین ٹھہرا۔ بیشک میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپؐ نے فرمایا کہ میں اوتھم قیامت کے روز ایک بلندی پر ہوں گے یہاں تک کہ لوگ حساب و کتاب سے فارغ ہوں گے۔ اے بندہ خدا میرے پاس سے چلا جا کیونکہ عثمانؓ نے میری ہم نشینی سے لوگوں کو منع کیا ہے ایسا نہ ہو کہ تجھے کوئی تکلیف پہنچے۔

بسند موقوف انہی حضرت سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت ابوذر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ مدینہ منورہ کی ہوا میرے موافق نہیں کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں اپنے بھتیجے کو لے کر قبیلہ مزینہ کے پاس چلا جاؤں اور وہیں زندگی گزاروں۔ حضرت نے فرمایا مجھے خوف ہے کہ عرب کے سواہل کا ایک گروہ ہمیں تم پر حملہ کر کے تمہارے بھتیجے کو مار نہ ڈالے اور تم پریشان حال میرے پاس آکر اپنے عصا پر تکیہ کر کے کھڑے ہو اور کہو کہ میرے بھائی کے لڑکے کو ظالموں نے مار ڈالا اور میرے حیوانات بچوٹے گئے۔ ابوذرؓ نے کہا انشاء اللہ جو بہتر ہوگا وہی ہوگا۔ آخر حضرت نے اُن کو اجازت دے دی اور وہ اپنے بھائی کے لڑکے اور اپنی زوجہ کو لے کر مدینہ سے باہر چلے گئے۔ جب قبیلہ مزینہ میں پہنچے کچھ دنوں کے بعد قبیلہ فرارہ کے سواروں کا ایک گروہ اُن پر حملہ آور ہوا اور عبید بن حصین ان کے حیوانات بھاگے لے گیا اور ان کے بھتیجے کو قتل کر دیا اور ان کی زوجہ کو پکڑ لے گئے جو بنی غفار کے قبیلہ سے تھیں۔ آخر ابوذرؓ ہر مقام سے تیزی کے ساتھ روانہ ہوتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور ان کو نیزہ کی اتنی سے اُن لوگوں نے مارا تھا جو ان کے شکم تک پہنچی تھی۔ عرض ابوذرؓ عصا پر تکیہ کر کے بولے کہ سچ کہا تھا خدا اور اُس کے رسولؐ نے یا حضرت جیسا کہ آپؐ نے فرمایا تھا ظالموں نے میرے بھتیجے کو مار ڈالا اور میرے مویشی لے گئے اور اب آپ کے سامنے اپنے عصا پر تکیہ کیے ہوئے کھڑا ہوں۔ یہ دیکھ کر آنحضرتؐ نے مسلمانوں کو مدد کے لیے بلا یا اور وہ لوگ جلدی جلدی مدینہ سے باہر نکلے اور قبیلہ فرارہ کا تعاقب کیا اور اُن سے ابوذرؓ کا مال واپس چھین لیا اور مشرکین کے ایک گروہ کو قتل کر ڈالا۔

لے موقوف فرماتے ہیں کہ ابوذرؓ کا آنحضرتؐ کی محافت کرنا ان کی شان کے منافی ہے ممکن ہے کہ یہ (باقی برص ۹)

بِسْمِ اللّٰہِ مَوَاتِرَہ عامہ و خاصہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آسمان نے سایہ نہیں کیا اور زمین نے کسی کا بوجھ نہیں اٹھایا جو ابودرّ سے زیادہ سچا ہو۔ اور ابن بابویہ نے بسند معتبر امام رضا سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابودرّ اس امت کے صدیق ہیں۔

شیخ طبرسی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذر میں تمہارے واسطے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں۔ میں تم کو کمزور داتا تو ان پاتا ہوں لہذا دو شخصوں پر بھی اہمیت بننا اور مالی تقیم کے متکفل نہ ہونا۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت صادقؑ کی خدمت میں عرض کی کہ ابوذرؓ بہتر ہیں یا آپ کے اہلبیتؑ۔ حضرت نے پوچھا سال کے کتنے مہینے ہوتے ہیں۔ عرض کیا بارہ۔ حضرت نے پوچھا ان میں کتنے مہینے محترم ہیں۔ راوی نے عرض کیا چار مہینے۔ حضرت نے دریافت کیا کہ ماہ رمضان بھی ان میں شامل ہے یا نہیں۔ راوی نے کہا نہیں۔ حضرت نے پوچھا محترم مہینے افضل ہیں یا ماہ رمضان؟ راوی نے کہا ماہ رمضان۔ تب حضرت نے فرمایا کہ یہی حال ہم اہلبیتؑ کا ہے ہم پر کسی کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ بیشک ایک روز ابوذرؓ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے۔ لوگ اس اُمت کے فضائل بیان کر رہے تھے۔ ابوذرؓ نے کہا اس اُمت کے بہترین افراد علیؑ بن ابی طالبؑ ہیں اور وہ بہشت دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہیں اور وہ اس اُمت کے صدیق اور فاروق ہیں اور اس اُمت پر رحمت خدا ہے۔ جب منافقوں نے ان سے یہ بات سنی تو منہ پھیر لیا اور انکار کیا اور ان کو دوزخ سے نسبت دی۔ تو ابوالمالہ باہلیؓ ان میں سے اٹھا اور آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس نے ابوذرؓ کا کلام اور اس جماعت کا انکار بیان کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا آسمان سبز نے سایہ نہیں ڈالا اور زمین گرد آلود نے بوجھ نہیں اٹھایا۔ کسی شخص کا جو ابوذرؓ سے زیادہ سچا ہو۔ نیز بسند دیگر روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت صادقؑ سے اسی حدیث کو دریافت کیا کہ کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوذرؓ کے حق میں ایسا فرمایا ہے حضرتؑ نے فرمایا ہاں۔ تو راوی نے کہا پھر خود جناب رسول خدا امیر المؤمنینؑ اور حسنؑ و حسینؑ کہاں گئے۔ یہ سن کر حضرتؑ نے فرمایا کہ ہمارے مثال ماہ رمضان کی سی ہے جس میں ایک رات ایسی ہے جس میں عمل کرنا ہزار مہینے کے عمل کرنے کے برابر ہے۔ تمام اکابر صحابہ دوسرے تمام مہینوں میں حرمت کے مہینوں کے مانند ہیں اسی طرح ہم اہلبیتؑ پر کسی کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

حسن بن سعید کی کتاب میں امام محمد باقر سے منقول ہے کہ ایک روز ایک شخص ابوذرؓ کے پاس آیا اور اُن کو خوشخبری دی کہ تمہاری مولیٰ نے نیچے دیئے ہیں اور اُن کی کثرت ہوگئی ہے۔ ابوذرؓ نے فرمایا کہ

(بقیہ از ص ۹۹۹) البوذر کے ابتدائی زمانہ کا حال ہو قبل اس کے کہ ان کا ایمان کامل ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے ان کی غرض آنحضرت کے معجزہ کا ظہور ہو یا راستہ دنیا پر آخرت کے ثواب کا اختیار کرنا مقصود ہو۔ ۱۲

انہیں پیر ہوتے ہوئے معلوم ہو گیا کہ ان کے پاس ایک کتاب ہے جس کا نام "انجیل" ہے۔ انہوں نے اس کتاب کو دیکھا اور اس میں لکھا تھا کہ "مسیح" آئے گا۔ انہوں نے اس کتاب کو دیکھا اور اس میں لکھا تھا کہ "مسیح" آئے گا۔

جناب الوزر کے زیادہ سچے ہیں۔

گزار تا آسان۔

مجلس

10

ان کی زیادتی سے میں خوش نہیں ہوتا اور نہ ان کو دوست رکھتا ہوں بلکہ جو کم اور کافی ہو اسی کو پسند کرتا ہوں اس لیے کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ حضرت فرماتے تھے کہ صراط کے دونوں کناروں پر رحم اور امانت ہوں گے۔ کوئی ایسا شخص جب اس پر گزرے گا جس نے صلہ رحمی کی ہوگی اور کسی کی امانت میں خیانت نہ کی ہوگی تو صراط اس کو درخ میں نہ ڈالے گا۔

یہ بے بسند صحیح ابھی حضرت سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک روز ابوذر نے ایک شخص کو اس کی ماں کے طعنہ کے ساتھ سرزنش کی اور کہا اے سیاہ عورت کے لڑکے چونکہ اس کی ماں کا بیٹا تھی اس لیے ایسا کہا۔ آنحضرت نے فرمایا اے ابوذر کیا اس شخص کو اس کی ماں کا طعنہ دیتے ہو۔ جب ابوذر نے یہ سنا خاک پر گر پڑے۔ روتے تھے اور اپنا سر اور چہرہ خاک پر ملتے تھے۔ آخر حضرت ان سے راضی ہوئے۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ لوگوں نے ابو ذرؓ سے کہا اے رسول خدا کے مصاحب کیونکر تم نے صبح کی۔ آپ نے فرمایا دو نعمتوں میں میں نے صبح کی ایک یہ کہ خدا نے میرا گناہ پوشیدہ کر دیا ہے اور ایک یہ کہ لوگ میری تعریف کرتے ہیں۔ اور ہر شخص اپنی تعریف سے مغرور ہوتا ہے وہ دھوکا کھاتا ہے۔

یہ سچ سی ہے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ ایک روز ابوذر جناب رسول خدا کی
ملاش میں ایک بارغ میں گئے اور آنحضرت کو سوتے ہوئے دیکھا معلوم کرنا چاہا کہ آیا واقعی آنحضرت سوئے ہیں
بیدار ہیں اس لینے ایک سوکھی لکڑی لے کر توڑی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر اٹھا کر فرمایا
ہے ابوذر کیا مجھ سے مذاق کرتے ہو۔ کیا تم کو نہیں معلوم کہ میں تمہارے اعمال اسی طرح نیند کی حالت میں بھی
دیکھتا ہوں جس طرح بیداری کے عالم میں دیکھتا ہوں۔ میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ ابوذرؓ کی زیادہ تر عبادت صنایع و ردگار میں غور کرنے اور عبرت حاصل کرنے میں ہوتی تھی۔

خطبہ راوندی نے خود ابوذر سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں اور عثمانؓ ساتھ ساتھ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرتؐ مسجد میں تکیہ لگائے بیٹھے تھے، ہم دونوں بھی حضورؐ کے پاس بیٹھ گئے۔ ڈری دیر بعد عثمانؓ اٹھ کر چلے گئے اور میں بھیجا رہا تو آنحضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ عثمان سے کیا راز کی باتیں رہے تھے؟ عرض کی میں قرآن کا ایک سورۃ پڑھ رہا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ بہت جلد وہ تم سے دشمنی بن گئے اور تم ان کے دشمن ہو جاؤ گے اور تم دونوں میں، جو ظالم ہو گا وہ جہنم میں جائے گا تو میں نے کہا اِنَّا دَرَأْنَا إِلَيْهِمْ لَاجِعُونَ ہم دونوں میں جو ستم کار ہو گا وہ آتش جہنم میں ہو گا۔ فرمایا ہے ہم میں کون ستم کرنے والا ہو گا حضرتؐ نے فرمایا اسے ابوذر حق کہنا اگرچہ وہ تلخ ہو گا یہاں تک کہ قیامت کے روز مجھ سے ملاقات اس ہند کے ساتھ جو میں نے تم سے لیا ہے۔

سند معتبر حضرت امام محمد باقر سے منقول ہے کہ ابو ذرؓ خدا کے خوف سے اس قدر روئے کہ اُن کی

پروا نہیں۔ پوچھا پھر تمہیں کون سا غم ہے جس نے تمہیں آنکھوں سے بے خبر کر دیا ہے کہا دو عظیم امر درپیش ہیں اور وہ بہشت و دوزخ ہیں۔

ابن بابویہ نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبا میں تشریف فرما تھے اور صحابہ کا ایک گروہ حاضر خدمت تھا۔ اُس وقت آپ نے فرمایا کہ اب جو شخص سے پہلے اس دروازہ سے آئے گا وہ اہل بہشت سے ہوگا جب صحابہ نے یہ سنا تو ان میں سے ایک گروہ اٹھا کہ شاید وہ داخل ہونے میں سبقت کر جائیں۔ یہ دیکھ کر حضرت نے فرمایا جو گروہ اب داخل ہوگا اور اس میں ایک دوسرے پر سبقت کر کے جو شخص رومی مینے ازار کے ختم ہونے کی جگہ کو نوشغری دے گا وہ اہل بہشت سے ہے۔ غرض اُس جماعت کے ساتھ ابوذرؓ داخل ہوئے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ رومی مہینوں میں سے کون سا مہینہ ہے ابوذرؓ نے کہا ازار ختم ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا ہم جانتے ہیں لیکن میں چاہتا تھا کہ صحابہ یہ سمجھ لیں کہ تم اہل بہشت سے ہو۔ اور کیونکہ نہ ہوگے جبکہ تم کو میرے حرم سے میرے اہلیت کی محبت اور دوستی کے سبب باہر نکالیں گے اور تم تنہائی میں زندگی بسر کرو گے اور تنہائی میں تنہا رہی وفات ہوگی اور اہل عراق کی ایک جماعت تمہاری پیروی نہ کریں گی۔ اور وہ جماعت بہشت میں میری رفیق ہوگی جس کا خدا نے میرے پیروکاروں سے وعدہ فرمایا ہے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جنگ تبوک میں ابوذرؓ تین روز بیچھے رہ گئے اس لیے کہ ان کا اونٹ لاغر و کمزور تھا۔ جب انہوں نے سمجھ لیا کہ اونٹ قافلہ تک نہیں پہنچ سکتا تو اس کو راہ میں چھوڑ دیا اور اپنا سامان اسی پشت پر باندھ لیا اور پیادہ روانہ ہوئے۔ جب دن نکلا اور آفتاب بلند ہوا مسلمانوں نے ان کو دیکھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ابوذرؓ ہیں اور پیاسے ہیں پانی بلدان کے پاس پہنچاؤ۔ لوگوں نے پانی ان کے پاس پہنچایا انہوں نے پیا اور حضرت کی خدمت میں دوڑے ہوئے آئے۔ لوٹا ان کے ہاتھ میں تھا حضرت نے پوچھا اے ابوذرؓ پانی تو ساتھ لیے ہوئے ہو پھر کیوں پیاسے رہ گئے۔ عرض کی یا رسول اللہ میرا گدڑ راہ میں ایک پتھر کی طرف ہوا اس پر بارش کا پانی جمع تھا۔ میں نے پکھا تو وہ بہت سرد اور شیریں معلوم ہوا اس لیے میں نے عہد کیا کہ جب تک میرے حبیبؐ سرد درو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو نہ پینے کے میں بھی نہ پیں گا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے ابوذرؓ خدا تم پر رحم فرمائے تم تنہا غربت میں زندگی گزارو گے، تنہائی میں تمہاری وفات ہوگی تنہا مبعوث ہو گے اور تنہا ہی بہشت میں داخل ہو گے؛ اور اہل عراق کا ایک گروہ تمہارے دفن و کفن کی سعادت حاصل کرے گا۔

معتدرا باب سیر نے نقل کیا ہے کہ ابوذر غفیفہ دوم کے زمانہ میں شام چلے گئے تھے اور وہیں حضرت عثمانؓ کی خلافت کے زمانہ تک مقیم رہے۔ جب اُن کی نامناسب طریقوں کی ان کو اطلاع ہوئی خاص طور سے جناب عمار کی بے حرمتی اور بار بیٹ کا حال معلوم ہوا تو وہ علانہ ان کی مذمت کرنے لگے اور ظاہر نظر ہر ان کو برا کہتے اور اُن کی زیادتیوں کو بیان کرتے رہتے۔ اور جب امیر معاویہ کے ظلم و جور مشاہدہ کرتے تو اُن کو سزائش کرتے اور لوگوں کو حضرت علیؓ کی دوستی و محبت کی ترغیب دیتے اور اُن کے فضائل و مناقب بیان کرتے اور لوگوں سے

حضرت کا ارسا دہ ابو ذرؓ ہیں جسے یہی اور ان پر مظلوم کی سینیٹوں کی۔

خوابِ انور کی اس عکس کے تحت اور اس کے سر کی ایک سیاق و سباق

بہتوں کو تشیع پر مائل کر لیا تھا۔ اور مشہور یہ ہے کہ شام اور جبل عامل میں جو شیعوں میں وہ ابوذر کی برکت سے
میں۔ عرض امیر معاویہ نے ان کی شکایت عثمان کو کبھی اور ظاہر کیا کہ اگر چند روز ابوذر اور اس ملک میں رہ جائیں گے
تو یہاں کے لوگوں کو تم سے محبت کر دیں گے۔ عثمان نے جواب میں لکھا کہ جس وقت میرا خط تیرے پاس پہنچے تجھ کو
چاہیے کہ تیز و مرکب پر ابوذر کو سوار کر کے ایک سخت مزاج شخص کے ساتھ روانہ کر دے جو رات دن سواری
کو دوڑاتا ہوا لائے تاکہ نیند ابوذر پر غالب ہو اور وہ سوئے سکے (تاکہ میرا اور تیرا ذکر ان کے دل سے نکل جائے
اور نیند میں بے چین رہیں) جب یہ خط معاویہ کو ملا ابوذر کو بلایا اور ان کو ایک شریر اونٹ کی کمان پر بٹھایا
اور ایک تند مزاج ساربان کو ان کے ہمراہ کر کے روانہ کیا۔ ابوذر لمبے قد کے آدمی تھے مگر لاغر اور ناتوان تھے۔ اس
وقت بوڑھے ہو چکے تھے اور ان کے سر اور داڑھی کے تمام بال سفید ہو گئے تھے۔ غرض ساربان اونٹ کو نہایت
تیزی سے چلاتا رہا۔ اونٹ پر کجاوہ وغیرہ کچھ نہ تھا اس لیے اس کے دوڑانے سے ابوذر کی رانیں زخمی ہوئی تھیں
یہاں تک کہ ان کے گوشت گر گئے تھے۔ اسی حال خراب و خستہ سے مدینہ میں پہنچے۔ جب لوگ ان کو عثمان کے
سامنے لائے تو ان کو دیکھ کر وہ بولے کہ کوئی آنکھ تیرے دیدار سے روشن نہ ہوا ہے حذب۔ ابوذر نے کہا میرے
باپ نے میرا نام حذب رکھا تھا لیکن رسول اللہ نے میرا نام عبداللہ رکھا۔ عثمان نے کہا کہ تم مسلمان ہونے کا دعوے
کرتے ہو اور ہمارے متعلق کہتے ہو کہ ہمارا قول ہے کہ خدا نے تعالیٰ فقیر سے اور تم تو ننگ ہیں۔ آخر میں نے کب یہ
ت کہی ہے۔ ابوذر نے کہا یہ بات تو میں نے کبھی نہیں کہی لیکن گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جب ابی العاص کی اولاد میں شکست پہنچ جائے گی خدا نے تعالیٰ کے مال کو اپنے اقبال
تدارک کا ذریعہ قرار دیں گے اور بندگان خدا کو اپنے ملازم اور خدمت گار بنائیں گے اور دین خدا میں خیانت کریں
گے خداوند عالم اپنے بندوں کو ان کے دست ظلم سے بھڑوائے گا اور رہائی دے گا۔ اور علی بن ابراہیم نے
نی تفسیر میں ذکر کیا ہے :- **وَاِذَا اخَذْنَا مِنْكَ اَمِيْنًا فَاَنْتَ لَا تَشْكُوْنَ ۚ وَمَا تَكُفِّرُوْنَ وَلَا تَحْجِرُوْنَ اَفَنْسُوْكُمْ
فِيْ دِيَارِكُمْ لَا اَنْتُمْ تَرْجِعُوْنَ اَمْ اَنْتُمْ تَقْتُلُوْنَ اَفَنْسُوْكُمْ وَتَحْجِرُوْنَ
يُقَاتِلْكُمْ مِنْ دِيَارِهِمْ تَطَاهَوْوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاَقْدَامِ وَالْعَدُوْنَ ۚ وَانْ يَّا تُوكُّمُ اَسَآرٰى
اَدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اَخْرَاجُهُمْ اَفَتُوْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ
ۚ اَتَا جَزَاءٌ مِّنْ يَّفْعَلُ ۚ ذٰلِكَ وَمَنْكُمْ اِلَّا حٰزِيٌۭ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ
دُوْنَ اِلٰى اَسَدِ الْعَدَاۤءِ ۚ وَمَا اَللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝** (آیت ۴۷ سورہ بقرہ پل)
کا ترجمہ اکثر مفسرین کے قول کے مطابق یہ ہے کہ یاد کرو اس وقت کو جب کہ تم سے یا تمہارے باپ داڑھی سے
نے عہد لیا کہ اپنے عزیزوں اور اپنے ہم مذہبوں کا خون نہ کرنا اور نہ ان کو ظلم و جور کے ساتھ ان کے گھر سے
تو تم نے عہد و اقرار کیا اور تم اس کو جانتے ہو اور اس پر خود آپس میں ایک دوسرے کے گواہ ہو مگر تم تو وہ
ہو کہ عہد کو توڑتے ہو اور آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرتے ہو اور ایک گروہ کو گھر وں اور شہروں سے
تے ہو اور ان کو نکالنے میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہو۔ اور اسروں کا فدیہ جو دیتے ہو وہ تو بہتر ہے آیا
ہی خدا کے بعض احکام پر عمل کرتے ہو جو اسروں کے فدیہ دینے کے باوجود ہیں اور بعض سے انکار کرتے ہو

ترجمہ حیات القلوب جلد دوم

944

ساٹھواں باب حضرت ابوذر غفاریؓ کے حالات

پروا نہیں۔ پوچھا پھر تمہیں کون سا غم ہے جس نے تمہیں آنکھوں سے بے خبر کر دیا ہے کہا دو عظیم اسرار پیش ہیں اور وہ بہشت و دوزخ ہیں۔

میں اور وہ بہشت درودِ رح ہیں۔

ابن بابویہ نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبا میں تشریف فرما تھے اور صحابہ کا ایک گروہ حاضر خدمت تھا۔ اُس وقت آپ نے فرمایا کہ اب جو شخص سے پہلے اس دروازہ سے آئے گا وہ اہل بہشت سے ہوگا جب صحابہ نے یہ سنا تو ان میں سے ایک گروہ اٹھا کہ شاید وہ داخل ہونے میں سبقت کر جائیں۔ یہ دیکھ کر حضرت نے فرمایا جو گروہ اب داخل ہوگا اور اس میں ایک دوسرے پر سبقت کرے جو شخص رومی مہینے اذار کے ختم ہونے کی بھ کو خوشخبری دے گا وہ اہل بہشت سے ہے۔ غرض اُس جماعت کے ساتھ ابوذرؓ داخل ہوئے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ رومی مہینوں میں سے کون سا مہینہ ہے ابوذرؓ نے کہا اذار ختم ہو گیا حضرت نے فرمایا ہم جانتے ہیں لیکن میں چاہتا تھا کہ صحابہ یہ سمجھ لیں کہ تم اہل بہشت سے ہو۔ اور کیونکہ نہ ہو گے جبکہ تم کو میرے حرم سے میرے اہلبیت کی محبت اور دوستی کے سبب باہر نکالیں گے اور تم تنہائی میں زندگی بسر کرو گے اور تنہائی میں تمہاری وفات ہوگی اور اہل عراق کی ایک جماعت تمہاری پیچیدگی کی سبب تکلیف حاصل کرے گی۔ اور وہ جماعت بہشت میں رہے گی۔

بہشت میں کیسی رہیں ہوگی جس کا عذاب ہے ہرگز نہیں ہوگا۔
علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جنگ تبوک میں ابوذر عقیقین روز تہیجی رہ گئے اس لیے کہ ان کا اونٹ لاغر و کمزور تھا۔ جب انہوں نے سمجھ لیا کہ اونٹ قافلہ تک نہیں پہنچ سکتا تو اس کو راہ میں چھوڑ دیا اور اپنا سامان اپنی پشت پر باندھ لیا اور پیادہ روانہ ہوئے۔ جب دن نکلا اور آفتاب بلند ہوا مسلمانوں نے ان کو دیکھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ابوذرؓ ہیں اور پیاسے ہیں پانی بلدان کے پاس پہنچاؤ۔ لوگوں نے پانی ان کے کو دیکھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ابوذرؓ ہیں اور پیاسے ہیں پانی بلدان کے پاس پہنچاؤ۔ لوگوں نے پانی ان کے کو دیکھا۔

پاس پہنچایا انہوں نے پیا اور حضرتؐ کی خدمت میں دوڑے ہوئے آئے۔ لہذا ان کے ہاتھ میں تھا۔ حضرتؐ نے پوچھا اے ابوذر پانی تو ساتھ لیے ہوئے ہو پھر کیوں پیاسے رہ گئے۔ عرض کی یا رسول اللہ میرا گندہ راہ میں ایک پتھر کی طرف ہوا اس پر بارش کا پانی جمع تھا۔ میں نے کھینچا تو وہ بہت سرد اور شیشی معلوم ہوا اس میں نے عہد کیا کہ جب تک میرے حبیبؐ سرد درو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو نہ پیش کے میں بھی نہ پینا گا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے ابوذر خدا تم پر رحم فرمائے تم تنہا غربت میں زندگی گزارو گے، تنہائی میں تمہارا وفات ہوگی تنہا مبعوث ہو گے اور تنہا ہی بہشت میں داخل ہو گے، اور اہل عراق کا ایک گمراہ تھا اسے دفن اکسیر کے سعادت حاصل کرے گا۔

مستحق ہر باب میرے نفس کیلئے ہے کہ جو درخت خلیفہ دم کے زمانہ میں شام علیہ السلام نے اپنے تئیں اور وہیں حضرت عثمان کی خلافت کے زمانہ تک قائم رہے۔ جس کو کاتب علیہ السلام کی حاکمانہ جہتی تمام اس لیے

آنحضرت کا ارشاد کہ اگر وہ دنیا پر بہشت سے ہیں اور ان پر عذاب کی سزا ہے تو یہ سزا کیسے ہوگی؟

جناب اوردی اصرار کے

ترجمہ حیات القلوب جلد دوم

943

ساکھوال باب حضرت ابوذر غفاریؓ کے حالات

بہتوں کو شیعیہ پر مائل کر لیا تھا۔ اور مشہور یہ ہے کہ شام اور جبل عامل میں جو شیعیہ ہیں وہ ابوذرؓ کی برکت سے ہیں۔ غرض امیر معاویہ نے ان کی شکایت عثمان کو لکھی اور ظاہر کیا کہ اگر چند روز ابوذرؓ اور اس ملک میں رہ جائیں گے تو یہاں کے لوگوں کو تم سے منحرف کر دیں گے۔ عثمان نے جواب میں لکھا کہ جس وقت میرا خط تیرے پاس پہنچے تجھ کو چاہیے کہ تیز رو مرکب پر ابوذرؓ کو سوار کر کے ایک سخت مزاج شخص کے ساتھ روانہ کر دے جو رات دن سواری کو دوڑاتا ہوا لائے تاکہ نیند ابوذرؓ پر غالب ہو اور وہ سو نہ سکے، تاکہ میرا اور تیرا ذکر ان کے دل سے نکل جائے اور نیند میں بے چین رہیں، جب یہ خط معاویہ کو بلا ابوذرؓ کو بلایا اور ان کو ایک شربراؤنٹ کی کو مان پر بٹھایا اور ایک تندر مزاج ساربان کو ان کے ہمراہ کر کے روانہ کیا۔ ابوذرؓ لمبے قد کے آدمی تھے مگر لاغر اور ناتوان تھے۔ اُس وقت بوسے ہو چکے تھے اور ان کے سر اور داڑھی کے تمام بال سفید ہو گئے تھے۔ غرض ساربان اونٹ کو نہایت تیزی سے چلا تا رہا۔ اونٹ پر کجاہ وغیرہ کچھ نہ تھا اس لیے اس کے دوڑانے سے ابوذرؓ کی رانیں زخمی ہوئی تھیں یہاں تک کہ ان کے گوشت گر گئے تھے۔ اسی حال خراب و خستہ سے مدینہ میں پہنچے۔ جب لوگ ان کو عثمان کے سامنے لائے تو ان کو دیکھ کر وہ بولے کہ کوئی آنکھ تیرے دیدار سے روشن نہ ہوا ہے جذب۔ ابوذرؓ نے کہا میرے باپ نے میرا نام جذب رکھا تھا لیکن رسول اللہؐ نے میرا نام عبداللہ رکھا۔ عثمان نے کہا کہ تم مسلمان ہونے کا دعوے کرتے ہو اور ہمارے متعلق کہتے ہو کہ ہمارا قول ہے کہ خدا نے تعالیٰ فقیر سے اور تم تو نکر ہیں۔ آخر میں نے کب یہ بات کہی ہے۔ ابوذرؓ نے کہا یہ بات تو میں نے کبھی نہیں کہی لیکن گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جب ابی العاص کی اولاد تین شہادت پہنچ جائے گی خدا نے تعالیٰ کے مال کو اپنے اقبال و اقتدار کا ذریعہ قرار دیں گے اور بندگان خدا کو اپنے ملازم اور خدمت کار سمجھیں گے اور دین خدا میں خیانت کریں گے اُس کے بعد خداوند عالم اپنے بندوں کو ان کے دستِ ظلم سے چھوڑے گا اور ربانی دے گا۔ اور علی بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔ **وَإِذَا أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ فَهُمْ لَا يَتَّقُونَ** وَمَا أَكْفَرُوا وَلَا تَحْزَنُوا **وَأَنفُسُكُمْ** مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَشْرَكْتُمْ وَانْتَكُم تَشْهَدُونَ هَ تَعْبَأُكُمْ هَؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنفُسَكُمْ وَتَحْزَنُونَ فَرِيقًا مِّنْكُمْ دِيَارِهِمْ تَطْرَهُوْنَ عَلَيْهِم بِأَلْسِنَتِهِم وَالْعُدْوَانُ وَإِن يَأْتُوكُمُ اسْتِأْذَانٌ لَّنَا دَوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَن يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنكُم مِّنْ حِزْبٍ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُدْخِلُونَهُ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ (آیت ۵۵ سورہ بقرہ پ ۱) جس کا ترجمہ اکثر مفسرین کے قول کے مطابق یہ ہے کہ یاد کرو اُس وقت کو جبکہ تم سے یا تمہارے باپ (اگر وہ)

کے بعد یہ کہ اپنے عزیزوں اور اپنے ہم عقیدوں کا تعلق نہ کرنا اور نہ ہی کو ظلم و جور کے ساتھ ان کے گھر سے

جواب ابوذر کا یہی ایسی ہی خدمت میں عثمان کے روبرو وصیرت بیان کرنا۔

جو لوگوں کا قتل کرنا اور ان کا ان کے گھروں سے نکالنا ہے۔ لہذا ایسے نافرمانوں کا بدلہ دنیا کی زندگی میں بخواری اور رسوائی ہے اور قیامت کے روز سخت ترین عذاب جہنم ہے؛ اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس سے غافل نہیں ہے؛ علی بن ابراہیم نے بیان کیا ہے کہ یہ آیتیں ابوذر اور عثمان کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ اس سبب سے کہ جب ابوذر مدینہ میں علیل و بیمار داخل ہوئے اور عثمان کے سامنے اپنے عصا پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوئے اس وقت ان کے سامنے ایک لاکھ درہموں کا ڈھیر مسلمانوں کے مال کا لگا ہوا تھا اور ان کے مصاحبین ان کے گرد بیٹھے تھے اور ان درہموں کو دیکھ رہے تھے کہ ان پر تقسیم کیا جائے۔ ابوذر نے عثمان سے پوچھا کہ یہ کیسا مال ہے کہا ایک لاکھ درہم ہیں جو اطراف و جوانب سے میرے لئے لایا گیا ہے اور انتظار ہے کہ اتنا ہی اور آجائے تو سب ملا کر جو چاہوں کروں اور جس کو چاہوں دوں۔ ابوذر نے کہا اے عثمان ایک لاکھ درہم زیادہ ہیں یا کہ چار دینار۔ کہا ایک لاکھ درہم۔ ابوذر نے کہا تم کو یاد ہے کہ میں اور تم ایک مرتبہ رات کے وقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضرت بہت خوش و مسرور تھے۔ ہم نے کہا کہ ہمارے باپ نہ کی۔ پھر جب صبح کو ہم لوگ حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضرت بہت غمگین تھے اور اس وقت شاد و خرم ہیں۔ فرمایا مال آپ پر خدا ہوں اس کا کیا سبب ہے کہ رات حضور بہت زیادہ غمگین تھے اور اس وقت شاد و خرم ہیں۔ فرمایا کہ رات مسلمانوں کے مال کا چار دینار میرے پاس آگیا تھا اور ان کو تقسیم نہ کر سکا تھا۔ مجھے خوف تھا کہ ممکن ہے کہ اس وقت میری موت آجائے اور وہ مال میرے پاس رہ جائے۔ لیکن اس وقت وہ مال مسلمانوں پر تقسیم کر دیا اس لئے مسرور ہوں۔ یسین کہ عثمان نے کعب لاحار کی جانب دیکھا اور کہا کہ تم کیا کہتے ہو اس شخص کے بارے میں جس نے اپنے مال کی وجہ کو ادا کر دی ہو تو اس پر کچھ اور چیز واجب ہے۔ اور بروایت دیگر کہا کہ اے کعب امام کے لئے کیا حرج ہے کہ بیت المال سے کچھ مسلمانوں کو دے اور کچھ محفوظ رکھے تاکہ زمانہ کی ضرورت کے موافق جس کو چاہے دے کعب نے کہا اگر سونے اور چاندی کی اینٹ بنا کر رکھے تو کوئی حرج نہیں۔ یہ سنتے ہی ابوذر نے اپنا عصا کعب کے سر پر مارا اور کہا اے یہودی بچے تیرا کیا کام ہو تو مسلمانوں کے احکام میں دخل دیتا ہے۔ خدا کا قول زیادہ بجا ہے یا تیرا۔ وہ ارشاد فرماتا ہے: وَالَّذِينَ يَكْنُزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبُذِّعَتْهُمْ بَعْدَ آيَةِ الْبَيْعَةِ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي سُرُجٍ مِّمَّيْنِ مِنْ فِئْتَيْنِ نَارُ جَهَنَّمَ فَبُذِّعَتْهُنَّ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كُنْتُمْ تَكْنُزُونَ ۝ (آیت ۳۳-۳۵) - سورۃ توبہ۔ جس کا ترجمہ اکثر مفسرین کے قول کے مطابق یہ ہے کہ جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے اے رسول ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری دے دو جس روز کہ ان کے خزانے آگ میں لال کر کے ان کی پیشینیاں داغی جائیں گی کیونکہ وہ فقیروں کو دیکھتے تو ان پر بل پڑ جاتے اور ان کے پہلو بھی داغے جاتے گے) جن کو اہل فقر سے دور رکھتے، اور ان کی بیٹھیں بھی جن کو غریبوں کی جانب پھیرے رہتے تھے اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ خزانہ جس کو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا اور اس سے فائدہ کی امید کتنے تھے لہذا ان کے مزے چکھو جو دیتے کرتے تھے، جب ابوذر نے یہ آیتیں پڑھیں تو عثمان نے کہا تم بدھے خزانہ ہو گئے ہو تمہاری قتل نازل ہو چکی ہے اگر تم رسول کے صحابی نہ ہوتے تو میں یقیناً تم کو قتل کر دیتا۔ ابوذر نے کہا

جس کا ترجمہ اکثر مفسرین کے قول کے مطابق یہ ہے کہ جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے اے رسول ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری دے دو جس روز کہ ان کے خزانے آگ میں لال کر کے ان کی پیشینیاں داغی جائیں گی کیونکہ وہ فقیروں کو دیکھتے تو ان پر بل پڑ جاتے اور ان کے پہلو بھی داغے جاتے گے) جن کو اہل فقر سے دور رکھتے، اور ان کی بیٹھیں بھی جن کو غریبوں کی جانب پھیرے رہتے تھے اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ خزانہ جس کو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا اور اس سے فائدہ کی امید کتنے تھے لہذا ان کے مزے چکھو جو دیتے کرتے تھے، جب ابوذر نے یہ آیتیں پڑھیں تو عثمان نے کہا تم بدھے خزانہ ہو گئے ہو تمہاری قتل نازل ہو چکی ہے اگر تم رسول کے صحابی نہ ہوتے تو میں یقیناً تم کو قتل کر دیتا۔ ابوذر نے کہا

اے عثمان تم جھوٹ کہتے ہو تم میرے قتل پر قادر نہیں ہو میرے حبیب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خبر دی ہے کہ اے ابوذر تم کو کوئی نہ دین سے برگشتہ کر سکتا ہے نہ قتل کر سکتا ہے۔ رہی میری عقل تو وہ اتنی ہے کہ ایک حدیث جو میرے اور تمہارے بارے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مجھے بخوبی یاد ہے۔ عثمان نے پوچھا وہ حدیث کون سی ہے؟ فرمایا کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جب ابی العاص کی اولاد کی تعداد تیس تک پہنچ جائے گی تو وہ مال خدا میں ناحق تصرف کریں گے اور آپس میں بانٹ لیں گے اور قرآن کی غلط تاویل کریں گے اور خدا کے بندوں کو اپنا غلام بنالیں گے اور فاسقوں اور ظالموں کو اپنا دوست بنائیں گے اور صالح اور نیک لوگوں سے لڑائی جھگڑا کریں گے۔ عثمان نے کہا اے گروہ صحابہ کیا تم میں سے بھی کسی نے پیغمبر سے یہ حدیث سنی ہے؟ سب نے عثمان کی خوشامد میں کہہ دیا نہیں ہم نے نہیں سنی ہے۔ عثمان نے کہا علی بن ابی طالب کو بلاؤ جب وہ تشریف لائے عثمان نے کہا اس بدھے کا ذب کو دیکھو کیا کہتا ہے۔ جناب امیر نے فرمایا بس کہ دے عثمان ان کو جھوٹ سے نسبت مت دو۔ کیونکہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ حضرت نے ان کے حق میں فرمایا کہ آسمان سبز نے کسی پر سایہ نہیں ڈالا اور زمین نے کسی کا بوجھ نہیں اٹھایا جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو۔ وہ تمام صحابہ جو موجود تھے یسین کہ بولے کہ واللہ حضرت علی سچ کہتے ہیں ہم نے یہ حدیث پیغمبر سے سنی ہے۔ اس وقت ابوذر پر گریہ طاری ہوا اور کہا وائے ہو تم پر تم سب کے سب اس مال کی طرف لچائی ہوئی آنکھ سے دیکھ رہے ہو اور مجھے جھوٹ سے نسبت دیتے ہو کہ میں آنحضرت پر جھوٹ باندھتا ہوں اور افرار کرتا ہوں۔ پھر ان منافقین سے کہا کہ تم میں کون سب سے بہتر ہے؟ عثمان نے فرمایا کہ تمہارا گمان ہے کہ تم ہم سے بہتر ہو؟ فرمایا ہاں جس سوز سے اپنے حبیب پیغمبر سے جدا ہوا ہوں اس وقت سے یہی جہہ پہنے ہوں اور اپنے دین کو دنیا کے عوض میں نہیں فروخت کیا ہے۔ اور تم لوگوں نے پیغمبر کے دین میں بدعتیں ایجاد کر رکھی ہیں اور دنیا کے عوض دین کو خراب و برباد کر دیا ہے اور خدا کے مالوں میں ناحق تصرف کیا ہے۔ خدا تم سے سوال کرے گا اور مجھ سے نہیں پچھے گا۔ عثمان نے (لا جواب ہو کر) کہا اچھا تم کو رسول خدا کے حق کی قسم دے کر پوچھتا ہوں سچ ہو۔ ابوذر نے کہا اگر قسم نہ دیتے تب بھی میں سچ کہتا۔ عثمان نے پوچھا کس شہر کو تم سب سے زیادہ دوست رکھتے ہو فرمایا وہ شہر جو حرم خدا اور حرم رسول ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اسی میں خدا کی عبادت کروں یہاں تک کہ میری موت آئے عثمان نے کہا میں تم کو وہاں نہیں بھیجوں گا کیونکہ میرے نزدیک تمہاری کوئی عزت نہیں ہے۔ ابوذر یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ عثمان نے پھر پوچھا کہ کس شہر کو سب سے زیادہ دشمن رکھتے ہو اور ناپسند رکھتے ہو۔ فرمایا ربذہ کو جہاں حالت کفر میں میری بسر ہوئی تھی۔ عثمان نے کہا میں تم کو وہیں بھیجوں گا۔ ابوذر نے کہا تم نے جو کچھ پوچھا میں نے سچ سچ کہا دیا اب جو میں تم سے پوچھوں تم بھی صحیح صحیح بتاؤ۔ اگر تم کوئی لشکر کسی دشمن کی جانب بھیجو جس میں میں بھی ہوں اور کفار مجھے امیر کریں اور کہیں کہ جب تک تم اپنے مال کا تیسرا حصہ نہ دو گے ہم ابوذر کو رہانہ کوں گے تو کیا اتنا مال دے کر مجھے رہا کر لو گے عثمان نے فرمایا ہاں پھر پوچھا کہ اگر وہ لوگ تمہارا نصف مال طلب کریں تب بھی دے کر مجھے چھڑا دو گے فرمایا ہاں۔ پھر پوچھا کہ اگر میرے عوض تمہارا

جس کا ترجمہ اکثر مفسرین کے قول کے مطابق یہ ہے کہ جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے اے رسول ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری دے دو جس روز کہ ان کے خزانے آگ میں لال کر کے ان کی پیشینیاں داغی جائیں گی کیونکہ وہ فقیروں کو دیکھتے تو ان پر بل پڑ جاتے اور ان کے پہلو بھی داغے جاتے گے) جن کو اہل فقر سے دور رکھتے، اور ان کی بیٹھیں بھی جن کو غریبوں کی جانب پھیرے رہتے تھے اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ خزانہ جس کو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا اور اس سے فائدہ کی امید کتنے تھے لہذا ان کے مزے چکھو جو دیتے کرتے تھے، جب ابوذر نے یہ آیتیں پڑھیں تو عثمان نے کہا تم بدھے خزانہ ہو گئے ہو تمہاری قتل نازل ہو چکی ہے اگر تم رسول کے صحابی نہ ہوتے تو میں یقیناً تم کو قتل کر دیتا۔ ابوذر نے کہا

جس کا ترجمہ اکثر مفسرین کے قول کے مطابق یہ ہے کہ جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے اے رسول ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری دے دو جس روز کہ ان کے خزانے آگ میں لال کر کے ان کی پیشینیاں داغی جائیں گی کیونکہ وہ فقیروں کو دیکھتے تو ان پر بل پڑ جاتے اور ان کے پہلو بھی داغے جاتے گے) جن کو اہل فقر سے دور رکھتے، اور ان کی بیٹھیں بھی جن کو غریبوں کی جانب پھیرے رہتے تھے اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ خزانہ جس کو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا اور اس سے فائدہ کی امید کتنے تھے لہذا ان کے مزے چکھو جو دیتے کرتے تھے، جب ابوذر نے یہ آیتیں پڑھیں تو عثمان نے کہا تم بدھے خزانہ ہو گئے ہو تمہاری قتل نازل ہو چکی ہے اگر تم رسول کے صحابی نہ ہوتے تو میں یقیناً تم کو قتل کر دیتا۔ ابوذر نے کہا

تمام مال مانگیں کہا تب بھی تم کو روکا کہ اول کا اور اپنا تمام مال تمہارے فدیہ میں دے دوں گا۔ ابوذر نے کہا اللہ اکبر میرے حبیب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز مجھ سے فرمایا کہ اے ابوذر تمہارا کیا حال ہوگا اُس روز جبکہ تم بہترین شہر کے بارے میں پوچھا جائے گا اور تم کہو گے کہ مکہ تو وہاں تمہاری سکونت منظور نہ کی جائے گی۔ پھر تم سے بدترین شہر معلوم کریں گے تم ربذہ کو بتاؤ گے تو تم کو وہیں بھیجا جائے گا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ایسا زمانہ بھی آئے گا یہ فرمایا ہاں۔ اسی خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ یہ امر ضرور واقع ہوگا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ اُس روز کا مذہب پر تلواریں رکھ کر مردانہ داراں سے جہاد کروں گا۔ حضور نے فرمایا نہیں سن کر خاموش رہنا اور کسی سے تعرض نہ کرنا اگرچہ وہ غلام حبشی ہی ہو۔ بیشک تمہارے اور عثمان کے بارے میں خدا نے چند آیتیں نازل کی ہیں اور وہ آیتیں جو ذکر ہوئیں حضرت نے تلاوت فرمائیں اور اُن آیتوں کا اس قصہ سے مطابق ہونا اہل علم پر پوشیدہ نہیں ہے یعنی ابوذر کا مدینہ سے اخراج اور ابوذر کا عثمان سے اپنے فدیہ کے بارے میں سوال و جواب۔ غرض عثمان نے مروان بن الحکم کو حکم دیا کہ ابوذر کو اُن کے خیال کے ساتھ مدینہ سے باہر نکال دے اور ربذہ کی جانب روانہ کر دے اور تا کیڈی کر کے عجاہ میں سے کوئی شخص اُن کو پہنچانے نہ جائے۔ لیکن اہلبیت رسالت نے اپنے خواص کے ایک گروہ کے ساتھ اُن کی امانت نہ کی اور اُن کو شہر کے کنارے تک پہنچانے لگے اور اُن کو تسلی و تسفی دی۔ چنانچہ محمود بن یعقوب کلینی نے روایت کی ہے کہ جب ابوذر مدینہ سے روانہ ہوئے جناب امیر، امام حسن، امام حسین علیہم السلام، عقیل برادر امیر المومنین اور عمارؓ یا سران کی مشالعت کے لیے ان کے ساتھ چلے اور رخصت کے وقت امیر المومنین نے فرمایا اے ابوذر تم خدا کی خوشنودی کے لیے غضبناک ہوئے لہذا اُسی سے اجرو کی امید رکھو۔ اس گروہ کو خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ تم ان کی دنیا میں تصرف کرو۔ اور تم ان سے اپنے دین کے بارے میں خوفزدہ ہوئے اور تم نے اپنا دین اُن سے محفوظ کر لیا اور اُن پر نہیں چھوڑا اس لیے انہوں نے تم کو اپنے شہر سے باہر کر دیا اور بلاؤں میں ڈال دیا۔ خدا کی قسم اگر کسی پر آسمان وزمین کے راستے بند کر دیں اور وہ برہنہ اور نیکو کار ہو تو بیشک خداوند عالم اُس کے لیے بدحالی و پریشانی مقرر فرماتا ہے۔ اے ابوذر تمہاری حقیقت اور وحشت و تنہائی اور باطل سے دوری تمہاری مونس ہے۔ پھر عقیل نے کہا اے ابوذر تم جانتے ہو کہ ہم اہلبیت تم کو دوست رکھتے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ تم ہم کو دوست رکھتے ہو اور ہمارا حق اور احترام پیغمبر کے سبب سے ملحوظ رکھتے ہو۔ اور دوسروں نے فراموش کر دیے سوائے تھوڑے اہل حق کے۔ لہذا تمہارا اجر و ثواب خدا کے ذمہ ہے اور اہلبیت رسالت کی محبت کے سبب تم کو شہر بدر کیا جا رہا ہے خدا تم کو اس کا عوض دے۔ اے ابوذر سمجھ لو کہ بلاؤں سے بھاگنا بڑی ہی ہے اور فوراً غایت کی خواہش کرنا ناامیدی کے سبب سے ہے۔ لہذا ابزدی اور ناامیدی کو قریب نہ آنے دو اور خدا پر بھروسہ رکھو اور کہو حسنی اللہ و دینہ الکویل اُس کے بعد امام حسن نے فرمایا اے چچا اس گروہ نے آپ کے ساتھ جو سلوک کیے ہیں ظاہر میں اور خداوند عالم تمام حالات سے آگاہ اور گواہ ہے۔ دنیا کی یاد اُس کی غفلت کی یاد سے مٹا دیجیے اور دنیا کی مستقیموں کو آخرت کی راحتوں کی امید کے ذریعہ سے آسان کیجیے اور بلاؤں پر صبر کیجیے تاکہ جب پیغمبر خدا سے آپ ملاقات کریں تو وہ حضرت

جناب امیر المومنین علیہ السلام کا اُن کے شہر کے ناکے تک پہنچانا۔

آپ سے راضی و خوشنود ہوں۔ پھر امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اے چچا خداوند عالم قادر ہے اس پر کہ اس تکلیف و شدت کو راحت و آرام سے بدل دے۔ لیکن خدا کا ہر کام ہر روز اور ہر وقت کی مصلحت و حکمت کے موافق ہوتا ہے اس جماعت نے اپنے عیش و آرام سے آپ کو روکا اور آپ نے اپنے دین میں غلی ہوئے سے ان کو باز رکھا اور آپ کس قدر بے نیاز ہیں اس سے جس سے آپ کو روکا گیا اور وہ لوگ کوشش کے ساتھ اُس کے محتاج ہیں جو آپ نے اُن سے محفوظ کر لیا ہے۔ آپ کو صبر کروا رہا ہو جو سب سے بہترین کی ہے اور صبر صفات کرمہ میں سے ہے سوچ و غم کو چھوڑیے جس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ پھر جناب عمارؓ نے کہا خدا وحشت و تنہائی میں اس کو مبتلا کرے جس نے تم کو مبتلا کیا اور خوفزدہ کرے اس کو جس نے تم کو خوفزدہ کیا ہے۔ خدا کی قسم سخن حق سے نہیں روکتی مگر دنیا کی محبت اور اُس کی خواہش اور خدا کی قسم خدا کی عبادت جماعت اہلبیت کے ساتھ ہے اور دنیا کی بادشاہی اُس کے لیے ہے جو طاقت و وقت سے اس پر تصرف کرتا ہے۔ اس گروہ نے لوگوں کو دنیا کی طرف بلایا اور لوگوں نے قبول کیا اور اپنا دین ان کو بخش دیا اس لیے دین و دنیا دونوں میں گھانا اٹھایا اور یہ بہت بڑا نقصان ہے۔ یہ تمام باتیں شکر ابوذر نے ان لوگوں کو کہا آپ پر سلام اور خدا کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ میرے باپ ماں ان صورتوں پر خدا ہو جائیں جو میں دیکھ رہا ہوں بیشک جب آپ لوگوں کو دیکھتا ہوں تو مجھے رسول خدا یاد آجاتے ہیں اور مجھے مدینہ سے کوئی کام نہیں سوائے آپ لوگوں سے دل بستگی اور محبت کے۔ عثمان پر مدینہ میں میرا رہنا اُسی طرح گراں ہوا جس طرح شام میں معاویہ پر گراں گذرا۔ عثمان نے قسم کھائی کہ مجھ کو مدینہ سے کسی شہر میں بھیج دیں اور میں نے چاہا تھا کہ کوڈ بھیج دیں لیکن وہ ڈرے کہ میں کوڈ کے لوگوں کو اُن کے بھائی سے نفرت کر دوں گا اس لیے میرا وہاں جانا پسند اور قبول نہ کیا اور قسم کھائی کہ مجھے ایسی جگہ بھیجیں گے جہاں کوئی میرا مونس نہ ہو اور کسی دوست کی آواز میرے کان میں نہ پہنچے۔ خدا کی قسم میں سوائے خدا کے کوئی مونس و غمخوار نہیں چاہتا اور جبکہ خدا میرے ساتھ ہے میں اپنی تنہائی کی کچھ پروا نہیں کرتا اور وہ تو عرش عظیم کا خدا ہے اور ہر شے پر قادر و توانا ہے۔ درود و سلام جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کی آلِ مطہرین پر ہو۔

شیخ مفید نے اپنی سند سے ایک شامی مرد سے روایت کی ہے کہ جب عثمانؓ نے ابوذرؓ کو مدینہ سے نکالا اور شام کو بھیجا تو وہ ہم کو نصیحتیں کرتے اور ہم سے قصے بیان کیا کرتے تھے اور جب ابتدا کرتے تو پہلے خداوند عالم کی حمد و ثنا بیان کرتے اور محمدؐ اور آلِ محمدؐ پر درود بھیجتے پھر کہتے تھے لا بعد بیشک تم نہایت جاہلیت میں تھے قبل اس کے کہ ہم پر کتاب نازل ہو اور رسولی خدا مبعوث ہوں۔ ہم زمانہ جاہلیت میں اس حالت پر تھے کہ ہمد و مہمان کو پورا کرتے تھے اور سچ لیتے تھے اور عسالیوں کے حق کی رعایت کرتے تھے اور ہمدان کی عزت کرتے تھے اور فقیروں کے ساتھ مساوات برتتے تھے اور اُن کو اپنے مال میں شریک کرتے تھے۔ پھر جب خداوند عالم نے کتاب نازل فرمائی اور اپنا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم پر مبعوث فرمایا ہم نے اپنے ان طریقوں کو خدا و رسولؐ کا پسندیدہ پایا اور اہل اسلام ان امور پر عمل کرنے کے زیادہ مستحق اور اُن پر قائم رہنے کے سب سے زیادہ اہل قرار پائے اور وہ ایک مدت تک اس پر قائم رہے یہاں تک کہ حکامان جوڑنے

جناب امیر المومنین علیہ السلام کا اُن کے شہر کے ناکے تک پہنچانا۔

نیز بعض اہل شام سے روایت ہے کہ جب عثمان نے ابوذر کو شام کی جانب بھیجا وہ ہر روز لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر نصیحتیں کرتے تھے اور ان کو خدا کی اطاعت کی ترغیب دیتے تھے اور خدا کی نافرمانی سے پرہیز کی تاکید کرتے تھے اور اہلبیت کے فضائل جو آنحضرت سے سُنے تھے وہ رسول اللہ سے روایت کرتے تھے اور لوگوں کو اہلبیت یعنی عمرت رسول سے متشک کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔ معاویہ کو یہ سب معلوم ہوا تو اُس نے عثمان کو لکھا کہ "انا بعد لوگ ابوذر کے پاس ہر صبح و شام حاضر ہوتے ہیں اور وہ ایسی ایسی باتیں لوگوں سے بیان کرتے ہیں۔ اگر تم کو شام کے لوگوں کی ضرورت ہے تو ابوذر کو بہت جلد اپنے پاس واپس بلا لو ورنہ وہ تھوڑے ہی زمانہ میں لوگوں کو کچھ سے اور تم سے منحرف کر دیں گے۔ والسلام"۔ یہ خط دیکھ کر عثمان نے معاویہ کو لکھا کہ "خس وقت میرا یہ خط تم کو ملے بے تاہل ابوذر کو میرے پاس بھیج دو۔ والسلام" یہ خط وصول ہوا تو معاویہ نے ابوذر کو بلایا اور حضرت عثمان کا خط اُن کو سُنا دیا اور کہا جلد مدینہ کو روانہ ہو جاؤ ابوذر وہاں سے واپس آئے اور اپنا سامان اونٹ پر بار کیا اور سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ ابوذر کے پاس اہل شام جمع تھے اور کہہ رہے تھے کہ اے ابوذر خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ ابوذر نے کہا مجھ کو غضبناک ہو کر تمہاری طرف بھیجا تھا اور اب مجھے آزار پہنچانے کے لئے واپس بلایا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے اور ان کے درمیان ایسا ہی معاملہ ہوتا ہے گا یہاں تک کہ کوئی نیک اور صالح راجح پائے یا لوگ کسی بدکردار کے شر سے نجات پائیں۔ یہ کہہ کر رخصت ہوئے جب عام لوگوں کو معلوم ہوا کہ ابوذر یہاں سے جا رہے ہیں تو ان کی مشایعت کے لئے دوڑے ان کے ساتھ چلے اور دیرِ مزل تک پہنچے۔ ابوذر وہاں ٹھہرے ان لوگوں نے بھی قیام کیا۔ ابوذر نے ان لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی اور خود امامت کی۔ نماز کے بعد کہا اہل اناس میں تم کو ان لوگوں کی وحیئت کرتا ہوں جو تمہارے فائدہ کی ہیں طول و طویل گفتگو نہیں کرنا چاہتا۔ اور کہا میں عاملوں کے خائن نہ ہوں۔ حاضرین نے بھی کہا الحمد للہ پھر خدا کی وحدانیت اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دی۔ لوگوں نے بھی آپ کی موافقت کی۔ پھر کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ قیامت میں زندہ ہونا حق ہے بہشت حق ہے، دوزخ حق ہے اور جو کچھ پیغمبر خدا کی جانب سے لائے ہیں میں سب کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے اس اعتقاد پر تم لوگوں کو گواہ کرتا ہوں۔ سب نے کہا جو کچھ آپ نے کہا ہم اس پر گواہ ہیں۔ پھر ابوذر نے فرمایا کہ تم میں سے ہر اس شخص کو ہمیشہ کے لئے خوشخبری، بورحمت و کرامت الہی کی جو ان اعتقادات صحیح پر دنیا سے رخصت ہو

مثلاً سابق جناب الورد کا مدینہ منیہ میں آنا اور پھر مدینہ منیہ کے اخراج وغیرہ ایک ہی مری زبان سے

اور گنہگاروں سے تعاون نہ کرے اور ظالموں اور ستمگاریوں کے اعمال کو اچھاننا سمجھے اور نہ ان کی مدد کرے۔ اسے لوگو اپنی نماز و روزہ کے ساتھ خدا کے لیے لوگوں پر غضب ناک ہونا بھی ضروری سمجھو جبکہ دیکھو کہ لوگ زمین میں خدا کی نافرمانی کرتے ہیں اور اپنے حاکموں کو ان باتوں سے راضی مت کرو جو حق تعالیٰ کے غضب کا سبب ہیں۔ اگر لوگ خدا کے دین میں بدعتیں ایجاد کریں ایسی جن کی حقیقت کا علم تم کو نہ ہو تو ان سے کنارہ کرو اور ان کو سزا بخش کرو اگرچہ وہ تم پر سختی و ظلم کریں اور اپنے دربار سے تم کو نکال دیں اور اپنی بخششوں سے تم کو محروم کر دیں اور تم کو اپنے تمہروں سے باہر نکال دیں تاکہ خدا تم سے راضی اور خوش ہو اس لیے کہ خدا ہر ایک سے بلند و جلیل ہے اور مناسب نہیں ہے کہ کوئی شخص اس کے مخلوق کو راضی کرے اس کو غضب ناک کرے۔ خدا تم کو اور مجھ کو بخش دے۔ میں تم لوگوں کو خدا کے پیروں کو رہا کرتا ہوں اور تمہارے لیے خدا کی رحمت و سلامتی چاہتا ہوں۔ یہ سن کر لوگوں نے ان سے کہنا شروع کیا خدا آپ کو صحیح و سالم رکھے اور آپ پر رحمت نازل کرے اسے ابوذر اے رسول خدا کے مصاحب کیا آپ نہیں چاہتے کہ ہم آپ کو اپنے شہر واپس لے چلیں اور دشمنوں کے شر سے آپ کی حفاظت و حمایت کریں۔ ابوذر نے کہا خدا تم لوگوں پر رحم کرے واپس جاؤ کیونکہ میں تم لوگوں سے زیادہ بلاؤں پر صبر کرنے والا ہوں تم ہرگز متفرق مت ہو اور آپس میں اختلاف مت کرو۔ یہ کہہ کر روانہ ہوئے اور مدینہ میں داخل ہوئے اور عثمانؓ کے پاس آئے۔ ان کو دیکھ کر عثمانؓ نے کہا خدا آنکھوں کو اتنی عمر نہ دکھائے۔ یہ شل زیادہ عرواؤں کے بارے میں عرب میں مشہور تھی۔ ابوذرؓ نے کہا خدا کی قسم میرے باپ ماں اس عمر تک زندہ نہیں رہے جیسا کہ تم کہتے ہو۔ لیکن خدا زندہ نہ رکھے اس کو جو خدا کی نافرمانی اور اس کے حکم کی مخالفت کرے اور اپنے نفس کا غلام بن جائے۔ یہ سن کر کعب الاحبار اٹھا اور بولا اے بڑھے تو خدا سے نہیں ڈرتا کہ امیر المومنین کے منہ پر ایسی باتیں کرتا ہے۔ ابوذرؓ نے اپنا ڈنڈا اٹھا کر اس کے سر پر مارا اور کہا اے یہودی بچے تجھے تو مسلمانوں کے معاملہ میں دخل دینے کا کیا حق ہے؟ خدا کی قسم ابھی میرے دل سے یہودیت دور نہیں ہوئی ہے۔ عثمانؓ نے کہا خدا کی قسم میں اور تو ایک شہر میں ہیں رہیں گے تو سمجھ لیا گیا ہے تیری عقل زائل ہوگئی ہے۔ لوگو اس کو میرے سامنے سے دور کرو اس کو اوٹھ کر نکال دو۔ ابوذرؓ نے کہا اس کے کوئی چیز ہو سوار کرو اور ناقہ کو تیز ہنکا کر بڑھ بیچاؤ تاکہ وہاں تمہارا رہے اور کوئی مونس و غمگسار نہ ہو یہاں تک کہ خدا اس کے متعلق جو حکم چاہے کرے غرض ان کو ذلت و خواری کے ساتھ باہر نکال دیا اور ان کے جسم اقدس کو ڈنڈے سے مجروح کیا اور اذیت پہنچائی۔ عثمانؓ نے حکم دیا کہ کوئی ان کو شہر کے ناکے تک پہنچانے نہ جائے۔ جب یہ خبر جناب امیرؓ کو معلوم ہوئی تو آپ اس قدر روئے کہ آنسوؤں سے ریش مبارک تر ہوگئی اور فرمایا کہ رسولؐ کے صحابی کے ساتھ کیا ایسا برتاؤ کرتے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ پھر آپ جناب امام حسنؓ اور امام حسینؓ، عبید اللہؓ، قثمؓ، فضل اور عبد اللہؓ سپران عباسؓ کو ہمراہ لے کر ان کی مشایعت کو باہر نکلے اور ان کے پاس پہنچے۔ جب ابوذرؓ نے ان حضرات کو دیکھا ان کی طرف بڑھے اور ان کی جدائی پر رونے لگے اور کہا میرے باپ ماں ان چہروں پر متا رہوں جب میں آپ کو دیکھتا تھا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو یاد آجاتے تھے اور برکت مجھے گھیر لیتی تھی پھر اپنے ہاتھ آسمان کی جانب بلند کیے اور کہا خداوند اے میں ان کو دوست رکھتا ہوں۔ اگر میرے بدن کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں تب بھی ان کی محبت سے تری رضا جوئی اور

کرنے والوں میں ہے۔ یقیناً اس اُمت میں میرے اہلیت کی مثال دریا کی موجوں میں کشتی نوح کی سی ہے جو شخص اس پر سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جس نے اس سے روگردانی کی وہ غرق ہوا۔ جو کچھ میرے ذمہ تھا میں نے پہنچا دیا۔

ابن ابی الحدید نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب عثمانؓ نے ابوذرؓ کو مدینہ سے نکالا اور ربذہ کی طرف جانے کا حکم دیا تو یہ بھی حکم دیا کہ مراد کی مراد کو کوئی شخص ابوذرؓ سے کلام نہ کرے اور نہ ان کو پہنچانے جائے اور مروان بن الحکم کو تعینات کیا کہ ان کو مدینہ سے باہر کر دے۔ غرض عثمانؓ کے خوف سے کوئی شخص ان کو پہنچانے کے لیے نہ گیا مگر حضرت علیؓ، امام حسنؓ، امام حسینؓ، عقیلؓ اور عمارؓ بن یاسر ان لوگوں نے ان کی مشاہدت کی۔ جب ان کے پاس پہنچے امام حسنؓ ابوذرؓ سے باتیں کرنے لگے تو مروان نے کہا اے حسنؓ شاید تم کو نہیں معلوم کہ عثمانؓ نے اس مرد سے گفتگو کرنے کو منع کیا ہے۔ اگر تم کو نہیں معلوم ہے تو اب سن لو جناب امیرؓ نے یہ سُنکر اپنا تازیانہ بلند کیا اور اس کے دونوں کانوں کے بیچ میں مار کر فرمایا دوڑ ہو خدا تجھ کو ذلیل کرے اور آگ میں ڈالے۔ مروان وہاں سے غصہ میں بھاڑا ہوا عثمانؓ کے پاس آیا اور ان کو اس کی اطلاع دی۔ عثمانؓ کو بھی بہت غصہ آیا۔ جب امیر المومنینؓ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ ان کو نصرت کر کے مدینہ واپس آئے لوگوں نے حضرتؓ سے کہا کہ عثمانؓ آپ پر بہت غضبناک ہیں اس لیے کہ آپ نے ابوذرؓ کی مشاہدت کی۔ حضرتؓ نے فرمایا مجھ پر ان کا غضبناک ہونا مثل گھوڑے کے غضبناک ہونے کے مانند ہے کہ وہ گام جو اس کے دین میں ہوتی ہے اس پر آتا رہتا ہے اور چبانے لگتا ہے۔ لیکن جس قدر جیتا ہے اس سے اس کو کچھ فائدہ نہیں ہوتا غرض جب عثمانؓ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ کیا سبب ہے کہ تم نے میرے فرستادہ (مردان) کو واپس بھیج دیا اور میرے حکم کی کوئی محقیقت نہ سمجھی۔ حضرتؓ نے فرمایا تمہارے فرستادہ نے مجھے واپس کرنا جایا تھا لہذا میں نے اُسی کو واپس کر دیا۔ اور تمہارا حکم چونکہ خدا کے فرمان کے خلاف تھا لہذا میں اُس پر عمل نہیں کر سکتا تھا۔ اور ان کے اور امیر المومنین علیہ السلام کے درمیان نا ملائم باتیں ہوئیں اور حضرتؓ ان کی مجلس سے غضبناک اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور چونکہ اپنی بہتری نزاع میں نہیں دیگی اس لیے صحابہ کی ایک جماعت کو درمیان میں ڈالا جنہوں نے عثمانؓ اور ان حضرتؓ کے درمیان صلح کرادی۔

نیز ابن ابی الحدید نے روایت کی ہے کہ عثمانؓ کا ابوذرؓ کو شام کی طرف بھیجنے کا یہ سبب تھا کہ جب عثمانؓ نے مسلمانوں کے بیت المال پر دست تصرف دراز کیا اور مروان وغیرہ منافقوں کو جو چاہا دے دیا تو ابوذرؓ راہستوں اور عیالوں میں لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر ان کے ناجائز طور و طریقہ کا ذکر کرنے لگے اور بلند آواز سے یہ آیت پڑھتے تھے: **وَالَّذِينَ يَكْتُمُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَكُنْ لَهُمْ جَزَاءُ شَيْءٍ عِندَ اللَّهِ** (آیت ۳۴ سورہ توبہ) جو لوگ چاندی اور سونا جمع کرتے ہیں اور راہِ خدا میں خرچ نہیں کرتے اے رسولؐ ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری دے دو، عثمانؓ کو اس کی اطلاع پہنچتی رہی،

لہٰذا مؤلف فرماتے ہیں کہ مرتبہ سے مراد مرتبہ دوم گویا امیر المومنین کے ساتھ جنگ و قتال ہے ۱۲

لیکن وہ اپنے کاموں میں مشغول تھے اور ان کی طرف متوجہ نہیں ہوئے۔ مگر جب حد سے زیادہ شکایتیں پہنچیں تو حضرت عثمانؓ نے اپنے آزاد کردہ ایک غلام کو ابوذرؓ کے پاس بھیجا اور کہلایا کہ ان باتوں کو ترک کر دیں تو ابوذرؓ نے کہا کہ عثمانؓ کتابِ خدا پڑھنے سے منع کرتے ہیں اور اس شخص کی عیب گیری سے روکتے ہیں جو خدا کے احکام کو ترک کرتا ہے۔ خدا کی قسم اگر خدا کو راضی کروں تو عثمانؓ کے غصہ ہونے سے میرے نزدیک زیادہ محبوب اور زیادہ بہتر ہے اس سے کہ عثمانؓ کو راضی رکھ کر خدا کو غضبناک کروں۔ ان کی اس بات سے عثمانؓ کو اور زیادہ غصہ آیا لیکن مصلحتاً اُن سے کچھ تعرض نہ کیا۔ پھر ایک روز عثمانؓ نے اپنی مجلس میں کہا کہ آیا جابرؓ ہے امام کے لیے کہ بیت المال سے کچھ بطور قرض لے لے اور جب اُس کو وہ حاصل ہو جائے تو بیت المال کا قرض ادا کر دے۔ کعب الاحبارؓ نے کہا کہ کوئی حرج نہیں۔ ابوذرؓ نے یہ سُنکر فرمایا کہ اے دو یہودی کے بیٹے کیا تو بھی ہم کو ہمارے دین کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ سُنکر عثمانؓ نے کہا اے ابوذرؓ تمہاری طرف سے میرے اور میرے اصحاب کے لیے اذیتوں کی انتہا ہو گئی پھر حکم دیا تو ان کو شام میں پہنچا دیا گیا۔ وہاں انہوں نے معاویہ کے ناپسندیدہ اطوار مشاہدہ کیے اور ان کی بھی عیب گیری اور مذمت کرنا شروع کی۔ ایک روز معاویہ نے تین سو اشتر فیاں سونے کی ابوذرؓ کے لیے بھیجیں۔ ابوذرؓ نے اس کے قاصد سے کہا کہ اگر یہ میرا حصہ ہے جو اب کے سال تم نے مجھے نہیں دیا ہے تو قبول کرتا ہوں اور اگر یہ تمہاری طرف سے بخشش و احسان ہے تو مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، اور اُس مال کو واپس کر دیا۔ پھر معاویہ نے جب قبۃ خضر دمشق میں تعمیر کرایا تو ابوذرؓ نے کہا اے معاویہ اگر یہ خدا کے مال سے بنوایا ہے تو تو نے خیانت کی ہے اور اگر اپنے مال سے تعمیر کرایا ہے تو فضول خرچی کی ہے۔ اسی طرح ابوذرؓ ہمیشہ شام میں کہا کرتے تھے کہ اس عہد میں خدا کی قسم چند بدعتیں ایجاد ہوئی ہیں جو نہ خدا کی کتاب کے موافق ہیں نہ سنتِ رسولؐ اللہ کے مطابق۔ میں دیکھتا ہوں کہ حق ذائل کیا جا رہا ہے اور باطل کو رواج دیا جا رہا ہے۔ اور سچوں کو جھوٹا کہا جاتا ہے اور نیکوں کا حق فاجروں کو دیا جاتا ہے۔ آخر تعصیب بن مسعودؓ فزری نے معاویہ سے کہا کہ ابوذرؓ اہل شام کو تم سے مخوف کر دیں گے لہذا ان کا تدارک کرو۔

نیز جلال بن جندل سے روایت ہے کہ میں عثمانؓ کی خلافت کے زمانہ میں قنسرین پر معاویہ کا عامل تھا ایک روز میں کسی ضرورت سے معاویہ کے پاس آیا ناگاہ میں نے سنا کہ کوئی دروازہ پر چلا رہا ہے کہ تمہاری طرف اذیتوں کی قطار آ رہی ہے جس پر جہنم کی آگ بار کرتے ہیں۔ اے خدا تو لعنت کر ان لوگوں پر جو دوسروں کو کشتی کا حکم دیتے ہیں اور خود ترک کرتے ہیں اور اے معبود لعنت کر ان لوگوں پر جو اوروں کو بُرائیوں سے منع کرتے ہیں اور خود اُس پر عمل کرتے ہیں۔ یہ سُنکر معاویہ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور اُس نے مجھ سے کہا کیا اس شخص کو پہچانتے ہو جو یہ سب بتلا رہا ہے میں نے کہا نہیں۔ تو معاویہ نے کہا یہ جذب بن جنادہ ہے۔ ہر روز میرے محل کے دروازہ پر آ کر لیل ہی صدا دیتا ہے۔ پھر حکم دیا کہ اس کو قتل کر دیں۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ لوگ ابوذرؓ کو کبیر لائے اور معاویہ کے سامنے کھڑا کیا۔ معاویہ نے کہا اے دشمنِ خدا و رسولؐ تو ہر روز جیسے باس اگر ایسی باتیں سناتا ہے اگر میں بغیر عثمانؓ کی اجازت کے محمدؐ اسی علیہ وآلہ وسلم کے کسی صحابی کو قتل کرتا تو تجھ کو قتل کرتا۔ لیکن نہیں تیرے متعلق عثمانؓ سے اجازت لے لوں گا۔ جلال نے کہا میں نے چاہا کہ ابوذرؓ کو دیکھوں

جس کا بیان ہے کہ ابوذرؓ کو کوئی پہنچانے کے لیے نہ گیا مگر حضرت علیؓ، امام حسنؓ، امام حسینؓ، عقیلؓ اور عمارؓ بن یاسر ان لوگوں نے ان کی مشاہدت کی۔ جب ان کے پاس پہنچے امام حسنؓ ابوذرؓ سے باتیں کرنے لگے تو مروان نے کہا اے حسنؓ شاید تم کو نہیں معلوم کہ عثمانؓ نے اس مرد سے گفتگو کرنے کو منع کیا ہے۔ اگر تم کو نہیں معلوم ہے تو اب سن لو جناب امیرؓ نے یہ سُنکر اپنا تازیانہ بلند کیا اور اس کے دونوں کانوں کے بیچ میں مار کر فرمایا دوڑ ہو خدا تجھ کو ذلیل کرے اور آگ میں ڈالے۔ مروان وہاں سے غصہ میں بھاڑا ہوا عثمانؓ کے پاس آیا اور ان کو اس کی اطلاع دی۔ عثمانؓ کو بھی بہت غصہ آیا۔ جب امیر المومنینؓ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ ان کو نصرت کر کے مدینہ واپس آئے لوگوں نے حضرتؓ سے کہا کہ عثمانؓ آپ پر بہت غضبناک ہیں اس لیے کہ آپ نے ابوذرؓ کی مشاہدت کی۔ حضرتؓ نے فرمایا مجھ پر ان کا غضبناک ہونا مثل گھوڑے کے غضبناک ہونے کے مانند ہے کہ وہ گام جو اس کے دین میں ہوتی ہے اس پر آتا رہتا ہے اور چبانے لگتا ہے۔ لیکن جس قدر جیتا ہے اس سے اس کو کچھ فائدہ نہیں ہوتا غرض جب عثمانؓ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ کیا سبب ہے کہ تم نے میرے فرستادہ (مردان) کو واپس بھیج دیا اور میرے حکم کی کوئی محقیقت نہ سمجھی۔ حضرتؓ نے فرمایا تمہارے فرستادہ نے مجھے واپس کرنا جایا تھا لہذا میں نے اُسی کو واپس کر دیا۔ اور تمہارا حکم چونکہ خدا کے فرمان کے خلاف تھا لہذا میں اُس پر عمل نہیں کر سکتا تھا۔ اور ان کے اور امیر المومنین علیہ السلام کے درمیان نا ملائم باتیں ہوئیں اور حضرتؓ ان کی مجلس سے غضبناک اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور چونکہ اپنی بہتری نزاع میں نہیں دیگی اس لیے صحابہ کی ایک جماعت کو درمیان میں ڈالا جنہوں نے عثمانؓ اور ان حضرتؓ کے درمیان صلح کرادی۔

کھا رہے ہو۔ ابوذرؓ نے کہا میں اس ہمینے تین روز روزہ رکھ چکا ہوں اور پورے ہمینے کے روزوں کا ثواب حاصل کر چکا ہوں۔ اب میں چاہوں تو باقی روزہ رکھوں یا افطار کر دوں۔

ابن طاووس نے بسند ہائے معتبر معاویہ بن ثعلبہ وغیرہ سے روایت کی ہے کہ جب ابوذرؓ اس بیماری میں مبتلا ہوئے جس میں ان کا انتقال ہوا تو ہم ان کی عیادت کو گئے اور ان سے وصیت کرنے کو کہا۔ فرمایا میں نے اپنا وصی امیر المؤمنین کو قرار دیا ہے۔ میں نے کہا کیا آپ کی مراد عثمان سے ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ امیر المؤمنین اس کو کہتا ہوں جو حق اور سچائی کے ساتھ مومنوں کا امیر ہے یعنی علی بن ابی طالب۔ وہی زمین کی ہمار ہیں جن سے زمین ساکن اور آباد ہے اور وہی اس امت میں عالم رہتا ہیں۔ اگر وہ تمہارے درمیان سے چلے جائیں تو تم زمین میں بے انتہا بدکرداری و بد اخلاقی دیکھو گے۔ میں نے کہا ہم جانتے ہیں کہ جس کو پیغمبر خدا بہت زیادہ دوست رکھتے تھے تم بھی اس کو دوست رکھتے ہو۔ تاؤ تم کس کو سب سے زیادہ دوست رکھتے ہو فرمایا دنیا میں سب سے زیادہ محبوب میرے نزدیک وہ پیر مظلوم ہے جس کا حق لوگوں نے غضب کر لیا ہے یعنی علی بن ابی طالب۔

برقی نے بسند صحیح حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ ایک روز ربذہ میں لوگوں نے ابوذرؓ کو دیکھا کہ اپنے دراز گوش کو پانی پلا رہے تھے۔ ان سے کہا کیا کوئی آدمی نہیں ہے کہ اس خچر کو پانی دے فرمایا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ ہر چوپایہ جب صبح ہوتی ہے تو دغا کرتا ہے کہ خداوند مجھے ایسا مالک روزی کر جو چارہ سے مجھے سیرا دپانی سے سیراب کرے اور میری طاقت سے زیادہ مجھ پر بوجھ نہ ڈالے۔ اسی سبب سے میں اس کو خود پانی پلا رہا ہوں۔

شیخ کشی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوذرؓ کی شان میں فرمایا کہ آسمان نے سایہ نہیں ڈالا اور زمین گرد آلود نے کسی کا بار نہیں اٹھایا جو ابوذرؓ سے زیادہ سچ بولنے والا ہو۔ وہ تہنا زندگی بسر کر کے تہنا بہشت میں داخل ہوں گے اور تہنا مبعوث ہوں گے۔ وہ بالاعلان امیر المؤمنین کے فضائل بیان کرتے تھے اور کہتے تھے کہ وہی رسول خدا کے وصی اور خلیفہ ہیں۔ اسی لئے ان کو حرم خدا و رسول سے نکال دیا اور شام سے برہنہ اونٹ پر سوار کر کے طلب کیا۔ اور وہ برابر ندا دیتے تھے کہ یہ جہنم کی آگ کی قطاریں تمہارے واسطے لائی جا رہی ہیں۔ اور فرماتے تھے کہ میں نے رسول خدا سے سنا ہے کہ جب ابوالعاص کی اولاد کی تعداد تیس تک پہنچ جائے گی تو وہ دین خدا کو فاسد کریں گے اور خدا کے بندوں کو اپنا غلام سمجھیں گے اور خدا کے مال کو اپنوں میں ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ تک پہنچاتے اور گھماتے ہیں گے۔ اسی سبب سے ان کو فقر و فاقہ اور بُرے حال میں مار ڈالا اور وہ ان تمام حالات میں صبر کرتے رہے۔

یہ روایت ہے کہ جب ابوذرؓ کی وفات کا وقت آیا اپنی زوجہ سے کہا کہ اپنی گوسفندوں میں سے ایک کو سفند ذبح کر کے اس کا گوشت پکاؤ اور جب میرا انتقال ہو جائے تو عراق کے راستہ پر جا کر بیٹھ جانا اور جو سب سے پہلا قافلہ آئے اس سے کہو کہ اے بندگان خدا یہاں صحابی رسول خداؐ نے وفات پائی اور اپنے پروردگار کی رحمت سے حاصل ہوئے ہیں ان کی تجسیر و تکفین میں آپ لوگ میری مدد کیجئے پھر ابوذرؓ نے کہا کہ مجھے

کیونکہ وہ میرے قبیلہ سے تھے۔ عرض میں نے ان کو دیکھا۔ وہ گندمی رنگ کے بلند قد کے دُبلے پتلے آدمی تھے جن کی دائر سی گھٹی نہ تھی۔ بڑھاپے کے سبب ان کی کمر پٹی ہو گئی تھی۔ مختصر یہ کہ ابوذرؓ نے معاویہ کے جواب میں کہا کہ میں خدا و رسول کا دشمن نہیں ہوں بلکہ تو اور تیرا باپ خدا و رسول کے دشمن ہیں۔ تم نے مصلحتاً اسلام قبول کیا تھا اور حقیقت میں کا فر تھے اور آنحضرتؐ نے تجھ پر اکثر لعنت کی ہے اور تجھ کو بددعا دی ہے کہ تو کبھی سیر نہ ہوگا۔ اور آنحضرتؐ نے خبر دی ہے کہ جب اس امت کا حاکم ایک کشادہ چہم لمبی گردن والا شخص ہوگا وہ بہت کھانے والا ہوگا اور کبھی سیر نہ ہوگا اس وقت میری امت کے لوگوں کو چاہیے کہ اس کے شر سے بچے رہیں۔ معاویہ نے کہا وہ میں نہیں ہوں۔ ابوذرؓ نے کہا بلکہ تو ہی ہے۔ آنحضرتؐ نے مجھے خبر دی ہے کہ تو ہی ہے۔ ایک روز تو حضرتؐ کی طرف سے گزرا تھا میں نے سنا کہ حضرتؐ فرما رہے تھے کہ خدا دندا اس پر لعنت کرے اور کبھی سیر نہ کرے۔ پھر میں نے سنا کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کی معتداگ میں ہے یہ سُنکر معاویہ ہنسنا اور حکم دیا کہ ابوذرؓ کو قید کر دو۔ پھر ان کے حالات عثمانؓ کو لکھے تو عثمانؓ نے ان کو طلب کر لیا جس طرح کہ سابق میں ذکر کیا جا چکا۔

شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ ابوسعیدؓ نے کہا کہ میں جناب سلمانؓ فارسی کے ساتھ حج کو روانہ ہوا۔ جب ہم ربذہ پہنچے تو ابوذرؓ کے پاس گئے۔ ابوذرؓ نے فرمایا کہ میرے بعد فتنہ پیدا ہوگا۔ جب وہ فتنہ واقع ہوا تو ہم پر لازم ہے کہ کتاب خدا اور بزرگ دین علی بن ابی طالب سے تنگ کرنا اور ان سے علیحدہ نہ ہونا کیونکہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ علیؓ پہلے شخص ہیں جو مجھ پر ایمان لائے اور دوسروں سے پہلے میری تصدیق کی اور روز قیامت سب سے پہلے مجھ سے مصافحہ کریں گے۔ وہ صدیق اکبر اس امت کے اور فاروق اعظم ہیں جو حق کو باطل سے جدا کرتے ہیں۔ وہ مومنوں کے بادشاہ اور منافقوں کے مال کے مالک ہیں یہ۔

ابن بابویہ نے نعیم بن قنبل سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ربذہ میں ابوذرؓ کے پاس گیا وہاں ایک عورت کو دیکھا۔ پوچھا ابوذرؓ کہاں ہیں اس نے کہا کسی کام کو گئے ہیں۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ وہ آپس میں اور دو اونٹوں کو قطار میں لگائے ہوئے کھینچ رہے ہیں۔ ہر ایک کی گردن میں پانی کی ایک ایک مشک ٹنگی ہوئی ہے۔ میں اٹھا اور سلام کیا اور پھر بیٹھ گیا۔ جب وہ گھر میں داخل ہوئے تو میں نے سنا کہ وہ اپنی عورت سے فرما رہے تھے کہ تو ایسی ہی ہے جیسا رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ عورت ٹیڑھی ہڈی کی مانند ہے۔ اگر تم اس کو سیدھا کر دے تو ٹوٹ جائے گی اور اس کو اپنے حال پر چھوڑ دو گے تو اس سے فائدہ پاؤ گے۔ پھر میرے سامنے ایک پیالہ لائے جس میں کوئی جانور بریاں مثل اسفر کے تھا اور کہا کہ کھاؤ میں تو روزہ سے ہوں۔ پھر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز ادا کی اور فارغ ہو کر میرے پاس آئے اور کھانا شروع کیا۔ میں نے کہا سبحان اللہ مجھے کبھی گمان نہ تھا کہ تمہارے ایسا شخص جھوٹ بول سکتا ہے۔ تم نے کہا تھا کہ میں روزہ سے ہوں اور میرے ساتھ یہ گوشت

لے کر آئے فرماتے ہیں اس حدیث میں سلمانؓ کا ذکر چند جہوں سے تعجب نہیں ہے جو صاحبان اطلاع پر مخفی نہیں ۱۲۔

جناب ابوذرؓ کے سب سے زیادہ محبوب علی بن ابی طالبؓ۔

جناب ابوذرؓ کا تعلق عرب کی زبان کنان سے تھا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ میں عالم غربت میں مردوں کا اور آنحضرتؐ کی امت کے صالح اور نیک لوگ مجھے غسل و کفن دیں گے اور دفن کریں گے۔ پھر علقم بن اسود بخنی نے روایت کی ہے کہ ہم مالک اشتر کے ساتھ مع ایک جماعت مومنین کے حج کے لیے روانہ ہوئے جب ریزہ پہنچے ایک عورت کو مر رہا دیکھا ہوا دیکھا۔ اُس نے ہم لوگوں سے کہا کہ اے بندگان خدا، اے نیک کردار مسلمانو! رسول خدا کے صحابی ابوذرؓ نے اس غربت میں انتقال کیا ہے اور میرا کوئی غمخوار نہیں ہے جو ان کے دفن میں میری مدد کرے۔ یہ سنکر ہم لوگوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور خدا کا شکر کیا کہ ایسی سعادت ہم کو نصیب کی کہ ایسے بزرگ کی تجہیز کریں مگر ان کی مصیبت پر ہم لوگ بہت غمگین ہوئے اور کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ غرض ہم لوگ اُس زن بیکس کے ہمراہ گئے اور ابوذرؓ کی تجہیز پر متوجہ ہوئے اور ہمارے درمیان نزاع ہوئی کہ ہم میں سے ہر شخص چاہتا تھا کہ اپنے مال سے ان کو کفن دے۔ آخر یہ طے پایا کہ ہر شخص اپنے مال سے برابر کا حصہ صرف کرے۔ پھر ہم سب نے ان کو شریک ہو کر غسل دیا۔ جب نازغ ہوئے تو مالک اشتر نے آگے کھڑے ہو کر امامت کی اور ہم سب نے ان پر نماز پڑھی اور دفن کیا۔ پھر مالک اشتر ان کی قبر پر کھڑے ہو کر لوے خداوند اب ابوذرؓ ترے رسول کے صحابی ہیں انہوں نے عبادت کرنے والوں کے ساتھ تیری عبادت کی اور تیری خوشنودی کے لیے مشرکوں سے جہاد کیا اور انور دین میں سے کسی امر میں کوئی تغیر و تبدل نہیں کیا۔ لیکن تیرے دین میں منافقین کی طرف سے جو بدعتیں دیکھیں ان سے اپنی زبان اور اپنے دل سے انکار کیا۔ اسی سبب سے لوگوں نے ان پر ظلم و زیادتی کی اور آپؓ شہر سے ان کو نکال دیا اور حقوق سے ان کو محروم کیا اور ان کو جھڑیل سمجھا۔ اور وہ تنہا عالم غربت میں بسر کرتے رہے۔ خداوند اس شخص کی شان و شوکت اور اقتدار کو مٹائے جس نے ان کو ان کے حق سے محروم کیا اور ان کے محل ہجرت اور حرم رسولؐ سے باہر کیا۔ ہم سب نے ہاتھ اٹھا کر آمین کہا۔ پھر وہ بی بی بریاں کو سفند لائیں اور کہا ابوذرؓ نے آپ لوگوں کو قسم دی ہے کہ اس مکان سے ہرگز قدم نہ نکالیں جب تک کہ اس طعام کا ناشتہ نہ کریں۔ یہ سنکر ہم لوگوں نے ناشتہ کیا اور واپس گئے۔ شیخ طوسی نے اس واقعہ کو موسیٰ بن جعفر سے روایت کی ہے۔

کتاب روضۃ الواعظین میں مذکور ہے کہ ابوذرؓ سے ان کی وفات کے وقت کسی نے پوچھا کہ تمہارا مال کیا ہے؟ فرمایا میرا مال محل ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ہم تو چاندی اور سونے کے بارے میں پوچھ رہے ہیں ابوذرؓ نے کہا میں نے کوئی صبح اور شام دُنیا میں نہیں گزاری جس میں میرے پاس خزانہ رہا ہو کہ میں نے اپنا مال جمع کیا ہو۔ میں نے اپنے خلیل رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ آدمی کا خزانہ قبر ہے۔

ابن ابی الحدید نے دوسری روایت کے مطابق نقل کیا ہے کہ یہ لوگ ابوذرؓ کے پاس ان کی زندگی ہی میں پہنچے۔ ابوذرؓ نے ان سے کہا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ ایک گڑھ سے فرماتے تھے جن کے ساتھ میں بھی تھا کہ تم میں سے ایک شخص کا دیرانہ میں انتقال ہوگا اور مومنوں کا ایک گڑھ اُس کے جنازہ میں حاضر ہوگا۔ اور وہ لوگ جن سے حضرتؓ نے یہ پیشین گوئی فرمائی تھی سوائے میرے سب کے سب نے

فارس ابوذرؓ کے حالات کے ساتھ ساتھ مالک اشتر کا ایک واقعہ بھی مذکور ہے۔

ابوذرؓ کا خزانہ قبر ہے۔

اپنے اپنے شہروں میں وفات پائی اور میں جانتا ہوں کہ وہ شخص مذکور میں ہوں۔ اگر میرے یا میری بیوی کے پاس کوئی لباس ہوتا جو میرے کفن کے لیے کافی ہوتا تو میں کبھی گوارا نہ کرتا کہ کوئی مجھے کفن دے اور میں آپ لوگوں کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ آپ میں سے کوئی وہ شخص مجھے کفن نہ دے جس نے حکومت و امارت کی ہو یا کسی گڑھ کی نقابت کی ہو یا ظالموں کا دوست رہا ہو یا کسی ظالم کا قاصد رہا ہو۔ انہی لوگوں میں ایک مرد انصاری تھا جو کسی حکومت و ولایت میں شامل نہیں ہوا تھا۔ اُس نے کہا اے غم بزرگوار میں آپ کو اسی رد کا ہواؤں جسے ہوں اور دو کپڑے جو میرے ہمراہ عندوق میں ہیں ان کا کفن دوں گا۔ ان کپڑوں کا دھکا گیری مال نے کاتا اور میں نے اپنے ہاتھوں سے ہنلبے۔ یہ سنکر ابوذرؓ نے کہا بس مجھ کو تم ہی کفن دینا۔

شیخ مفید نے ابوالاسمہ ہاملی سے روایت کی ہے کہ جب عثمانؓ نے ابوذرؓ کو ریزہ بھیجا تو ابوذرؓ نے حذیفہ بن الیمان کو خط لکھا کہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم اما بعد اے بھائی خدا سے ڈرو جو ڈرنے کا حق ہے جس سے تمہارا گریہ زیادہ ہو۔ اور دُنیا کے تعلقات سے دل کو آزاد کرو اور راتوں کو خدا کی عبادت میں بیدار رہو اور طاعت مہموبہ میں اپنے بدن کو مشقت میں ڈالو۔ کیونکہ اُس کے لیے (یہ گریہ اور ریاضت) سزاوار ہے جو یہ جانتا ہے کہ جہنم اُس کے لیے ہے جس پر خدا غضبناک ہوتا ہے اسی لیے اُس کا گریہ اور مشقت اور راتوں کا عبادت میں) جاگنا زیادہ ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ جان لے کہ خداوند عالم اُس سے خوشنود و راضی ہوا۔ اور سزاوار ہے اُس کے لیے جو یہ جانتا ہے کہ بہشت اُس کی جگہ ہے جس سے خدا راضی و خوش ہوتا ہے۔ اس لیے وہ حق کی جانب رخ کرتا ہے کہ شاید اس سبب سے وہ نجات پا جائے اور خدا کی رضا حاصل کرنے کے لیے اپنے مال اور اہل و عیال سے دُور ہونا آسان سمجھے اور اپنی راتوں کی بیداری اور دنوں کو روزہ رکھنا اور ظالموں اور محمدوں کے ساتھ اپنے ہاتھ اور زبان سے جہاد کرنا سہل سمجھے یہاں تک کہ یہ جان لے کہ خداوند عالم نے اُس پر بہشت کو لازم کر دیا۔ اور یہ باتیں نہیں معلوم ہو سکتیں مگر مرنے کے بعد۔ اور جو شخص یہ چاہے کہ بہشت میں جو ارحمت الہی میں ہو اور یہ قبروں کا رفیق ہو اُس کے لیے لازم ہے کہ ویسا ہی بن جائے جیسا کہ میں نے بیان کیا۔ اے میرے بھائی تم ان لوگوں میں سے ہو جن سے مجھے اپنے رنج و غم کے بیان سے راحت ہوتی ہے اور انہی سے شکایت کرتا ہوں یہ کہ ظالموں نے میری اذیت رسانی میں ایک دوسرے کی مدد کی۔ بیشک میں نے ستمگاروں کے مظالم اپنی آنکھوں سے دیکھے اور ان کی باطل باتیں اپنے کانوں سے سُنیں اور ان سے انکار کیا تو مجھے ان لوگوں نے اپنی عطا و بخشش سے محروم کر دیا اور مجھے شہر بہ شہر آوارہ کیا اور مجھے اپنے عزیزوں اور بھائی سے جدا کر دیا اور حرم خدا و رسولؐ سے مجھ کو باہر کر دیا اور میں اپنے خداوند بزرگ و برتر سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ ان باتوں سے میری شکایت خدا سے ہو کہ لوگوں نے میرے ساتھ یہ برتاؤ دیکھ بلکہ میں تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ میں راضی ہوں اُس پر جو کچھ خدا نے میرے لیے پسند کیا اور جو کچھ میرے حق میں حکم فرمایا اور جو کچھ میرے لیے تقدیر کیا ہے۔ میں اپنی ان کیفیتوں کا تم سے اظہار کر رہا ہوں تاکہ خدا سے میرے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے راحت و کشائش طلب کرو۔ اور دعا کرو کہ حق تعالیٰ مجھ کو اور سب مسلمانوں کو وہ امر نصیب کرے جس کا نفع زیادہ ہو اور اس کا انجام

خدا کا خزانہ قبر ہے۔

خدا کا خزانہ قبر ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ ذٰلِكَ اَجْرُهُمْ (پچھلے سورۃ مومن آیت ۲۸)
(ترجمہ) تم مجھ سے دُعا کرو میں قبول کروں گا جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں وہ عقریبِ نیل و نوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے، لہذا ہم خدا سے عبادت میں سرکشی کرنے سے اور اُس کی اطاعت سے انحراف کرنے سے پناہ چاہتے ہیں۔ دُعا ہے کہ خداوندِ عالم میرے اور آپ کے واسطے اپنی رحمت سے کشائش اور نیک اجر کرامت فرمائے۔ والسلام!

علی بن ابراہیم اور کلینی نے روایت کی ہے کہ ابوذرؓ کا ایک فرزند زُنا می تھا۔ ربذہ میں اُس کا انتقال ہوا۔ جب حضرت ابوذرؓ نے اُس کو دفن کیا تو اُس کی قبر پر کھڑے ہو کر پڑھا اُس کی قبر پر کھڑا اور کہا اے خدا تجھ پر رحم کرے بیشک تو اپنے باپ مال کے لیے خوش خلق اور نیک کردار تھا اور جب تو دنیا سے رخصت ہوا میں تجھ سے راضی تھا۔ تہا رسی جدائی سے مجھ میں کوئی کمی نہیں پیدا ہوئی۔ اور مجھ کو سوائے خداوندِ کریم کے کسی غیر سے کوئی حاجت نہیں اور نہ کسی سے نفع کی کوئی اُمید رکھتا ہوں کہ جس کے چلے جانے سے دیگر اور پریشان ہوں۔ اگر موت کے بعد ہول و سختی نہ ہوتی تو آرزو کرتا کہ میں تیری جگہ پر ہوتا۔ مجھ کو غم لاحق ہے مگر تیرے لیے اور خدا کی قسم میں تیری جدائی کے سبب نہیں روتا ہوں بلکہ تجھ پر روتا ہوں۔ کاش میں جانتا کہ تجھ سے کیا کیا سوالات کیے گئے اور تو نے کیا جوابات دیئے۔ خداوند تو نے کچھ اپنے حقوق اُس پر واجب قرار دیئے تھے اور کچھ میرے حقوق اُس پر مقرر فرمائے تھے۔ پالنے والے میں نے اپنے حقوق اُس کو بخش دیئے تو ابھی اپنے حقوق اُس کو بخش دے اور اُس کو معاف فرما کیونکہ تو مجھ سے زیادہ جو د و کرم کا مستحق ہے۔

ابوذرؓ چند گوسفندوں کے مالک تھے جس سے اپنی اور اپنے اہل و عیال کی گذر بسر کیا کرتے تھے مگر وہ سب کی سب کسی وبا میں ضائع ہو گئیں اور ان کی زوجہ کا بھی ربذہ میں انتقال ہو گیا تھا، بس ابوذرؓ تھے اور ان کی ایک لڑکی جو ان کے ساتھ رہتی تھی۔ ان کی لڑکی کا بیان ہے کہ تین روز گذر گئے تھے کہ ایک دانہ تیسر نہ ہوا تھا کہ میں اور میرے پدر بزرگوار کھاتے۔ جب تک کام لوگوں پر غلبہ ہوا۔ میرے پدر بزرگوار نے مجھ سے فرمایا کہ جان پدر آؤ اس صحرا میں چلیں شاید وہاں کوئی گھاس ایسی مل جائے جس کو ہم کھا سکیں۔ غرض میں اپنے پدر بزرگوار کو لے کر جنگل میں گئی مگر وہاں بھی کوئی چیز نہ ملی تو میرے والد نے تھوڑی دیرت جمع کی اور سر اُس پر رکھا۔ میری نگاہ جب اُن پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ اُن کی آنکھیں پھر گئی ہیں اور جان کنی کا عالم ہے۔ میں رونے لگی اور عرض کی بابا جان میں اس تنہائی اور بیابان میں کیا کروں گی۔ فرمایا بیٹی فکر نہ کرو جب میں مر جاؤں گا تو اہل عراق کا ایک گروہ آئے گا وہ میری پیجز دیکھیں گے کہ گا۔ کیونکہ مجھے میرے حبیب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ تبوک میں یہ اطلاع دی تھی۔ جان پدر جب میں عالم بقا کی طرف رحلت کر جاؤں مجھ پر چادر اُٹھا دینا اور عراق کے راستہ پر جا کر پیچھے جانا اور جب قافلہ آئے تو کہنا کہ ابوذرؓ صحابی رسولؐ نے اس جنگل میں انتقال کیا ہے۔ دختر ابوذرؓ بیان کرتی ہیں کہ اسی سال میں اہل ربذہ کی ایک جماعت میرے پدر کی عیادت کو آئی اور پوچھا کہ اے ابوذرؓ آپ کو کیا بیماری اور کیا شکایت ہے فرمایا اپنے گناہوں کی بیماری اور شکایت ہے۔ پوچھا کس چیز کی تو ہمیشہ سے فرمایا میں اپنے پُروردگار کی موت چاہتا ہوں۔ ان لوگوں نے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو کسی طبیب کو بلا لائیں فرمایا طبیب ہی نے تو مجھے بیمار کیا ہے۔

زیادہ بہتر ہو والسلام۔

حدیف نے اس خط کے جواب میں لکھا: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اما بعد لے میرے بھائی آپ کا خط مجھ کو ملا جس میں آپ نے مجھ کو قیامت میں میری بازگشت سے ڈرایا اور مصیبت سے پر حذر رہنے کی تاکید فرمائی ہے اور جن امور میں میرے نفس کی اصلاح ہے ان کی ترغیب و تحریص فرمائی ہے۔ اے برادرِ آب میرے اور تمام مسلمانوں کے خیر خواہ اور مہربان رہے اور سب پر شفقت و احسان کرتے رہے اور سب کے لیے نیک و ترسان رہے ہیں اور ہمیشہ ان کو نیکیوں کا حکم دیتے اور بُرائیوں سے منع کرتے رہے ہیں لیکن خدا کی خوشنودی کی جانب کسی کی ہدایت نہیں ہوتی مگر خدا کی طرف سے جس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ اور اُس کے غضب اور عذاب سے کوئی نجات نہیں پاسکتا مگر اُسی کے رحم و احسان اور عفو و رحمت بخشش سے۔ لہذا میں اُسی سے اپنے اور اپنے خاص مقتدین اور تمام انسانوں اور اس اُمت کے تمام لوگوں کے لیے اُس کی عام بخشش اور وسیع رحمت کا طالب ہوں میرے بھائی جو کچھ آپ کے ساتھ ظلم و ستم کیا گیا ہے یعنی آپ کو شہر سے باہر نکالا گیا، غریب الوطن کیا گیا، اور اپنے دروازوں سے دُور کیا گیا یہ سب آپ کے خط سے معلوم ہوا اور مجھ پر بہت شاق گوارا میرے بھائی کریں جانتا کہ یہ آپ کی تخلیفیں مال کے ذریعہ دفع ہو سکتیں تو میں اپنا تمام مال بڑی خوشی سے قربان کر دیتا۔ خدا کی قسم اگر ہو سکتا کہ مجھے آپ کی تخلیفوں میں شریک کر لیں گے اور آپ کی بلاؤں میں سے نصف میرے اوپر ڈال دیں گے تو ان لوگوں سے اس امر کا سوال کرتا لیکن یہ تمام امور ہم لوگوں کے لیے اتنا ہے جس قدر خدا کو منظور ہے۔ اے بھائی چاہیے کہ میں اور آپ دونوں خدا کی بارگاہ میں گریہ و زاری کریں اور اُس کے ثواب کی جانب رغبت کریں اور اُس کے عذاب سے بچیں۔ بیشک عقریب ہماری جانوں کو اذیت پہنچائیں گے اور بہت جلد ہمارے میوہ زندگی کو ہمارے بدلوں کے درختوں سے کاٹ ڈالیں گے اور مجھ کو اور آپ کو بارگاہِ احدیت میں طلب کریں گے اور ہم قبول کریں گے پھر ہمارے اعمال خدا کے روبرو پیش ہوں گے تو اُس وقت ہم محتاج ہوں گے ان اعمال کے جو ہم پہلے سے بھیج چکے ہوں گے۔ اے بھائی جو کچھ آپ سے ضائع ہو چکا ہے اُس کا غم نہ کیجئے اور جو کمزوریات آپ کو پہنچے ہیں ان پر غمگین و رنجیدہ نہ ہوئیے بلکہ خدا سے اُس کا اجر طلب کیجئے اور اُس کی جانب سے ثواب عظیم کے منتظر رہیے۔ اے بھائی موت کو اپنے لیے اور آپ کے لیے دُنیاوی زندگی سے بہتر پاتا ہوں کیونکہ بے انتہا فتنے پیدا ہو چکے ہیں جو ایک کے بعد ایک شُب تار کے لحوں کے مانند آ رہے ہیں۔ اہل دُنیا نے اپنے مرکبوں کو جلا کر دیا ہے اور مال دُنیا اپنے گھوڑوں کی پاؤں سے پامال کر رہے ہیں۔ ان فتنوں میں تلواریں نکلنے لگی اور موت لوگوں پر مسلط ہو جائے گی۔ جو شخص ان فتنوں میں سُرنگا لے گا یا ان سے ملوث ہوگا یا ان میں گھوڑے دوڑنے کا بے شبر نشل ہوگا۔ اور عجب کے قبیلے خواہ وہ شہر کے باشندے ہوں یا صحرا میں رہنے والے ہوں ان میں سے ہر ایک ان فتنوں میں تصرف کرے گا۔ اور ان زمانوں میں جو سب سے زیادہ ظالم ہوگا وہی سب سے زیادہ معزز ہوگا اور جو زیادہ پرہیزگار ہوگا وہ سب سے زیادہ ذلیل ہوگا۔ لہذا خداوندِ کریم مجھ کو اور آپ کو اس زمانہ سے پناہ میں رکھے جس میں لوگوں کا یہ حال ہوگا۔ بیشک آپ کے لیے اُٹھتے بیٹھتے کسی حال میں بھی دُعا سے باز نہ رہوں گا کیونکہ خدا نے قرآن میں دُعا کو حکم دیا ہے اور قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے عیساکر فرمایا ہے کہ اَدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ

ترجمہ حیات العلوب جلد دوم

حضرت ابوذرؓ کا اپنے فرزند زُنا می کا انتقال پر اہل بیت پریشان ہوئے۔

باب ابوذرؓ کی وصیت اور ان کے اہل و عیال کے حالات

اسٹھواں باب

مقداد بن اسود کندی کے فضائل و حالات

مقدادؓ کے فضائل سابقہ ابواب میں بیان ہو چکے۔ اور صحابہ میں اُن کے بلند مرتبہ کے برابر مسلمان اور ابوذرؓ کے بعد کوئی نہیں ہے۔ ابن اثیر نے جامع الاصول میں لکھا ہے کہ ان کی کیفیت ابو سعیدؓ تھی بعض نے ابو الاسودؓ بھی کہا ہے۔ وہ مرو بن ثعلبہ بن مطرود بن عمرو کندی کے بیٹے تھے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ وہ قبیلہ قصاعہ سے تھے۔ بعض کا قول ہے کہ وہ حضرت موت کے رہنے والے تھے چونکہ ان کے والد قبیلہ کندہ سے ہم سوگند ہو گئے تھے، اسی لئے اس قبیلہ سے منسوب ہو گئے۔ اور چونکہ مقدادؓ اسود بن عبد یغوث زہری کے ہم سوگند تھے، اس لئے ان کو زہری کہنے لگے اور اسی سبب سے ان کو ابن اسود بھی کہتے تھے؛ اور بعض کا قول ہے کہ ان کو اسود نے پالا تھا۔ اور ابن عبد البر نے کہا ہے کہ وہ اسود بن عبد یغوث کے غلام تھے۔ اور چونکہ اسود نے اُن کو فرزندگی میں لے لیا تھا اس وجہ سے مقداد کو ان کی طرف منسوب کر دیا گیا۔ مقدادؓ کا اسلام قدیم تھا، اور وہ جنگ بدر واحد وغیرہ تمام غزوات میں رسول اللہؐ کے ساتھ شریک تھے اور فاضل و نجیب و بزرگ صحابہ میں سے تھے۔ ان کی وفات ۳۳ھ میں جوف میں واقع ہوئی جو مدینہ سے ایک فرسخ دور ہے۔ وفات کے بعد ان کو لوگ اپنے کاندھوں پر اٹھا کر مدینہ لائے اور یثرب میں دفن کیا۔ وفات کے وقت اُن کی عمر تترس سال بیان کی جاتی ہے۔ یہاں تک ابن اثیر کا بیان تھا۔

یہی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ضیاعہ و دختر عبد المطلب کا نکاح اُن سے کر دیا تھا۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ جبریلؑ آنحضرتؐ پر نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہؐ آپ کا پروردگار آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ باکرہ لڑکیاں دختر پر بھیلوں کے مانند ہیں۔ جب درختوں میں پھل تیار ہو جاتے ہیں تو اُن کا علاج سوائے توڑ کر استعمال کرنے کے کوئی نہیں۔ اگر ان کو استعمال نہ کر کے تو ہوا اُن کو خراب کر دے گی اور سورج بے کار کر دے گا۔ اسی

طیب خداوند عالم ہے اور درد و تکلیف اُسی کے سبب سے ہے۔ پھر اُن کی دختر بیان کرتی ہیں کہ جب میرے والد کی نکاح میں ملک الموت پریشان فرمایا میرا اُس دوست کے لئے جو ایسے وقت آیا ہے جبکہ اُس کی بڑی احتیاج تھی۔ رستگاری نہ ہو اُس کے لئے جو تمہارے دیدار سے نادم و پشیمان ہو۔ خداوند مجھ کو اُس کے ذریعے اپنے جوار رحمت میں پہنچا دے تیرے حق کی قسم کہ تو جانتا ہے کہ میں ہمیشہ تیری ملاقات کا خواستگار رہا ہوں اور کبھی موت سے میں نے کراہت نہیں کی ہے۔ اُن کی صاحبزادی کہتی ہیں کہ جب اُن کا انتقال ہو گیا تو میں نے چادر اُن پر ڈال دی اور جا کر قافلہ کے راستہ پر بیٹھ گئی۔ کچھ لوگ وہاں آئے میں نے اُن سے کہا کہ اے گروہ مسلمانان ابوذرؓ صحابی رسولؐ نے یہاں رحلت فرمائی ہے۔ یہ سنکر وہ لوگ سواریوں سے اُترے اور اُن کے غم میں روئے پھر اُن کو غسل دیا، کفن پہنایا، اور نماز پڑھ کر ان کو دفن کیا۔ اُن لوگوں میں مالک اشتر بھی تھے۔ روایت ہے کہ مالک بیان کرتے ہیں کہ میں نے اُن کو اُس کپڑے کا کفن دیا جو اپنے ساتھ رکھتا تھا جس کی قیمت چار ہزار درہم تھی۔ ان کی دختر کا بیان ہے کہ میں اپنے باپ کی قبر پر اس طرح رہتی تھی کہ جب وہ نمازیں اپنی زندگی میں پڑھا کرتے تھے میں بھی پڑھتی اور جب جب وہ روزہ رکھتے میں بھی رکھتی تھی۔ ایک رات میں نے اُن کو دکھا کہ نماز شب کے بعد وہ تلاوت قرآن میں مصروف ہیں جس طرح زندگی میں پڑھا کرتے تھے میں نے پوچھا یا باپ! خدا نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا بیٹی میں اپنے کیم پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوا وہ مجھ سے خوش ہوا اور میں اُس سے راضی ہوا۔ اُس نے مجھ پر نوازشیں فرمائیں اور مجھے کرامی فرمایا اور بخششیں کیں۔ لیکن اسے بیٹی عمل کر کر غرور نہ کر۔ اکثر اہل تاریخ نے بجائے دختر، ابوذرؓ کی زوجہ بیان کیا ہے۔

احمد بن اعثم کوئی نے بیان کیا ہے کہ جو لوگ کہ ابوذرؓ کے دفن و کفن میں شریک تھے وہ احفص بن قیس تیمی، صمصم بن صوحان العبدي، خارجہ بن الصلت تیمی، عبد اللہ بن مسلمہ تیمی، بلال بن مالک الزنی، جریر بن عبد اللہ الجلی، اسود بن یزید النخعی اور مالک اشتر تھے۔ جب یہ لوگ ابوذرؓ کی نماز میت سے فارغ ہوئے مالک اشتر ان کی قبر کے پاس کھڑے ہوئے اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد کہا خداوند ابوذرؓ تیرے رسولؐ کے صحابی تھے۔ تیری کتابوں اور تیرے رسولوں پر ایمان لائے تھے اور دین کی راہ میں جہاد کیا اور اسلام کی راہ پر ثابت قدم رہے اور دین کے شعائر میں کوئی تغیر و تبدل نہیں کیا۔ چند باتیں طریق سنت کے خلاف دیکھیں تو اُن سے اپنے دل و زبان سے انکار کیا اس سبب سے لوگوں نے اُن کو حقیر سمجھا اور اُن کو اُن کے حق سے محروم کر دیا اور اُن کو شہر سے نکال دیا اور اُن کو بے کار کر کے چھوڑ دیا، غریب میں ان کی وفات ہوئی خداوند جو کچھ بہشت کے متعلق تو نے زمین سے اور اُن کو بے کار کر کے چھوڑ دیا، غریب میں ان کی وفات ہوئی خداوند جو کچھ بہشت کے متعلق تو نے زمین سے

زیادہ صحیح ہے۔

نروج فرمایا۔ پھر فرمایا کہ میں نے اپنے چچا کی بیٹی کو مقداد سے اس لئے تزویج کر دیا کہ نکاح پست ہو یعنی لوگ کھوکھلے بارے میں حسب و نسب کا خیال نہ کریں بلکہ ہر مومن کو لڑکی دیا کریں۔

کلینی نے بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ ایک روز عثمان نے مقداد سے کہا کہ میری مذمت اور علی کی مدح سے باز آجاؤ ورنہ تم کو تمہارے پہلے آقا کے پاس واپس بھیج دوں گا۔ جب مقداد کی وفا کا وقت آیا تو انہوں نے عمار یا سر سے فرمایا کہ عثمان سے کہہ دو کہ میں اپنے پہلے آقا کی طرف واپس جا رہا ہوں یعنی عالمین کے پروردگار جل شانہ کی طرف۔

شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ جب لوگوں نے عثمان سے بیعت کی مقداد نے عبدالرحمن بن عوف سے کہا خدا کی قسم آنحضرتؐ کے اہلبیت پر حضرت کے بعد جو کچھ گذرا اُس کی مثال کہیں نظر سے نہیں گذری۔ عبدالرحمن نے کہا تم کو ان کا مول سے کیا واسطہ۔ مقداد نے کہا کہ خدا کی قسم میں ان کو دوست رکھتا ہوں اس لئے کہ آنحضرتؐ ان کو دوست رکھتے تھے اور خدا کی قسم مجھے اُن کے حالات دیکھ کر ایسا صدمہ ہوتا ہے جس کا اظہار ممکن نہیں۔ کیونکہ قریش کو ان کے سبب لوگوں پر شرافت و عزت حاصل ہوئی پھر سب نے مل کر یہ سازش کی کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بادشاہی ان کے قبضہ سے لیں۔ عبدالرحمن نے کہا وائے ہوم پر رسول خدا میں نے یہ کوشش تہی لوگوں کے لئے کی اور نہیں چاہا کہ خلافت علیؑ کے قبضہ میں جائے مقداد نے کہا خدا کی قسم تو نے اُس شخص کو چھوڑ دیا جو لوگوں کی حق کی طرف ہدایت کرتا اور عدالت کے ساتھ اُن میں حکم کرتا تھا۔

خدا کی قسم اگر مجھے مددگار مل جاتے تو میں یقیناً قریش سے اسی طرح جنگ کرتا جس طرح بدر و احد کے روز جنگ کی تھی۔ عبدالرحمن نے کہا تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے اے مقداد اس بات کو ترک کر کہ لوگ تجھ سے دشمنی اور نفرت و فساد برپا ہو۔ خدا کی قسم میں ڈرتا ہوں کہ تیری باتوں سے لوگوں میں اختلاف اور فساد پیدا ہو جائے گا۔ راوی کہتا ہے کہ مقداد اس مجلس سے اٹھے تو میں اُن کے پاس گیا اور کہا کہ اے مقداد میں تمہارے مددگاروں میں ہوں۔ مقداد نے کہا خدا تم پر رحمت نازل کرے جس امر کا میں ارادہ رکھتا ہوں دو یا تین شخصوں سے پورا نہ ہوگا۔ اس کے بعد راوی امیر المومنین کی خدمت میں گیا اور مقداد کی اور اپنی گفتگو بیان کی جس کو شکر حضرت نے اُن کے لئے دُعائے خیر کی۔

کتاب اختصار میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس اُمت میں مقداد بن اسود کا مرتبہ قرآن میں الف کے مرتبہ کے مانند ہے کہ دوسرا حرف اُس سے نہیں ملتا۔ اسی طرح کمال میں کوئی دوسرا مقداد کے کمال سے نہیں ملتی ہوتا۔ اور شیخ کشی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ صحابہ میں کوئی نہ تھا جس نے رسول اللہ کے بعد کوئی حرکت نامناسب نہ کی ہو سوائے مقداد بن اسود کے کیونکہ اُن کا دل حق کی طرف تھیں میں مثل آہنی ٹکڑوں کے تھا۔ نیز بسند معتبر حضرت صادق سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے سلمان اگر تمہارا علم مقداد پر ظاہر ہو جائے تو وہ کافر ہو جائے۔ نیز بسند حسن امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ صحابہ جناب رسول خدا کے بعد مرتد ہو گئے سوائے تین اشخاص سلمان، ابوذر اور مقداد کے۔ راوی نے کہا کہ عمارؓ کے بارے میں کیا ارشاد ہے فرمایا کہ وہ بھی ارتداد کی جانب کچھ کھینچے تھے مگر فوراً

مقداد بن اسود کے بارے میں اسرار

مقداد بن اسود کے حالات

پلٹ آئے۔ پھر فرمایا کہ اگر ایسا شخص چاہتے ہو جس کے دل میں کبھی کوئی شک نہ گذرا ہو تو وہ مقداد ہیں۔ سلمانؓ کے دل میں یہ گذرا کہ امیر المومنین کو اس عظیم الہی پر عبور ہے اگر اُس کے ذریعہ سے لب ہلا میں تو یقیناً زمین اُن منافقوں کو نکل جائے پھر کیوں اُن کے ہاتھوں میں مظلم پڑے ہیں جب یہ امر اُن کے دلوں میں گزرا تو لوگوں نے اُن کا گریبان پکڑا اور رسی اُن کے گلے میں پھینچی یہاں تک کہ اُن کے حلق میں سوراخ ہو گیا۔ امیر المومنین کا اُن کی طرف گزرتا ہوا فرمایا اے ابو عبد اللہ یہ تمہارے گلے میں سوراخ اس امر سے ہے جو تمہارے دل میں پیدا ہوا۔ ابو بکرؓ کی بیعت کر لو جب سلمانؓ نے بیعت کی۔ اور ابوذرؓ کو جناب امیرؓ نے حکم دیا کہ خاموش رہیں اس طرح کہ طعن و طنز کرنے والے اُن کو جگہ سے نہ ہلا سکیں مگر انہوں نے منظور نہ کیا اور برابر حق کا اظہار کرتے رہے یہاں تک کہ عثمانؓ نے اُن کے ساتھ کیا جو کیا۔ اس کے بعد صحابہ میں سے کچھ لوگ حق کی جانب رجوع ہوئے۔ اور سب سے پہلے جو لوگ واپس آئے ابوسامان الصاری، ابو عروہ، اور شہر تھے پھر اسی طرح سات اشخاص ہوئے اور اُس وقت ان سات شخصوں کے سوا کوئی امیر المومنین کا حق نہیں سمجھتا تھا۔

استھوال باب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے فضائل اور اُن کے بعض حالات

ابن بابویہ نے بسند معتبر امیر المومنین سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تین تہمتوں کا خدا سے سوال کیا اُن میں دو خصلتیں تو اُس نے مجھے عطا فرمائیں اور تیسری ہوک دی پہلی یہ کہ میں نے عرض کی مجھ کو میری اُمت پیاس سے ہلاک نہ ہو فرمایا منظور۔ میں نے عرض کی خداوند اُن پر کافروں کو مسلط مت ہونے دینا کہ اُن کو جڑ سے اکھڑا دین فرمایا بھی قبول۔ میں نے عرض کی پالنے والے ایسا کہ کہ میری اُمت آپس میں شہاد و خونریزی نہ کریں۔ تو یہ آخری بات خدا نے قبول نہ کی۔ نیز بسند معتبر حضرت صادق سے روایت ہے کہ سرور عالم نے فرمایا کہ میری اُمت کے لوگوں میں خوش روئی، اچھی آواز اور قوت حافظہ سے کوئی خصلت کم نہیں۔ نیز بسند صحیح اہلبی حضرت سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میری اُمت سے نوباتیں اٹھائی گئی ہیں۔ وہ کام جو غلطی اور نادانی سے کریں یا بھول جائیں یا دوسرے لوگ

لے یعنی اُن پر کوئی مؤاخذہ نہ ہوگا۔ ۱۲ (مترجم)

مقداد بن اسود کے حالات

اور اپنے ارشادات کی مخالفت سے پرہیز کرنے کی ہدایت فرماتے اور ان کو وصیت فرماتے تھے کہ آپ کی سنت اور طریقہ سے دست بردار نہ ہوں اور دین الہی میں بدعت نہ کریں اور ان کے اہلیت اور عزت سے متشکک نہ ہوں اور ان کی اطاعت، نصرت اور حفاظت و پیروی اپنے اوپر لازم سمجھیں۔ اور ان کو مرتد ہونے اور اختلاف کرنے سے منع فرماتے رہتے تھے۔ اور برابر فرمایا کرتے تھے کہ اے لوگو میں تم سے پہلے جاتا ہوں اور تم میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہو گے۔ پھر میں تم سے پوچھوں گا کہ تم نے ان دونوں کمال قدر چیزوں کے ساتھ کیسا عمل کیا جن کو میں نے تمہارے درمیان چھوڑا تھا جو کتب خدا اور میری عزت اور اہلیت ہیں۔ لہذا سوچو اور سمجھو کہ کیونکر ان دونوں کے ساتھ میرے بعد عمل کرو گے۔ بلاشبہ خداوند لطیف و خبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں آپس سے جدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں۔ بلاشبہ ان دونوں کو تمہارے درمیان چھوڑ کر جاتا ہوں لہذا میرے اہلیت پر کسی معاملہ میں سبقت نہ کرنا اور ان سے علیحدہ نہ ہونا اور ان کے حق کی ادائیگی میں کمی نہ کرنا، ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ اور کوئی چیز ان کو تعلیم نہ دینا کیونکہ وہ تم سے زیادہ جاننے والے ہیں میں تم کو ایسا نہ پاؤں کہ میرے بعد دین سے پھر جاؤ اور کا فر ہو جاؤ اور آپس میں ایک دوسرے کے لیے تلواریں نکالو پھر مجھ سے یا علیؑ سے لشکر میں زیادتی میں سیل کے مانند تیزی اور سختی کے ساتھ ملاقات کرو۔ سمجھ لو کہ علیؑ میرے بھائی اور وحی ہیں وہ تاویل قرآن پر مگر اہوں سے جنگ کریں گے جس طرح میں نے تنزیل قرآن پر جنگ کی ہے۔ غرض اس بارے میں برابر متعدد مجلسوں میں ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ پھر منافقوں اور فتنہ پردازوں کا ایک لشکر ترتیب دے کر اسامہ بن زید کو ان کا سردار مقرر فرمایا اور ان کو حکم دیا کہ صحابہ کو ہمراہ لے کر بلاد روم میں اس مقام پر جائیں جہاں ان کے باپ زید شہید ہوئے تھے۔ اور اس لشکر کے بھیجے کی غرض یہ تھی کہ مدینہ منافقوں اور فتنہ پردازوں سے خالی ہو جائے اور کوئی جناب امیر سے نزاع نہ کرے تاکہ امر خلافت آنحضرت کے لیے قرار پا جائے۔ غرض اسامہ کو صرف تک بھیج دیا، اور حکم دیا کہ وہاں پھریں تاکہ لشکر ان کے پاس جمع ہو۔ اور لوگوں کو ان کے ساتھ جانے کی بہت تاکید فرمائی۔ اور کچھ لوگوں کو مقرر کیا کہ جانے والوں کو روانہ کریں اور دیر کرنے کی سختی سے ممانعت فرمائی۔ اسی عالم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وہ مرض طاری ہوا جس میں آپ جو بار رحمت الہی سے حاصل ہوئے جب آپ علیل ہوئے تو اسی حالت میں جناب امیر کا ہاتھ پکڑ کے یقین کی جانب تشریف لے گئے۔ اکثر صحابہ آپ کے ساتھ تھے حضرت نے فرمایا کہ خداوند عالم نے مجھے حکم دیا ہے کہ یقین کے مردوں کے لیے استغفار کروں۔ جب یقین میں پہنچے فرمایا السلام علیکم اے اہل قبور! تم کو وہ حالت گوارا ہو کہ جس میں تم نے صبح کی اور لوگوں کے فتنوں سے محفوظ ہو گئے ہو جو پیش ہے کیونکہ وہ راتوں کی ساعتوں کے مانند لوگوں میں کثیر فتنے اٹھنے والے ہیں۔ پھر تھوڑی دیر تک کھڑے ہو کر ان مردوں کے لیے استغفار کی۔ پھر امیر المؤمنین کی جانب رخ کر کے فرمایا کہ جبریل ہر سال مجھے ایک مرتبہ قرآن سنایا کرتے تھے ہر سال دو مرتبہ سنایا۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس سبب سے ہے کہ میری وفات نزدیک ہے۔ پھر فرمایا کہ اے علیؑ خدا نے مجھے اختیار دیا ہے کہ دنیا کے خزانوں پر قابض ہو کر ہمیشہ دنیا میں رہوں یا بہشت کو اختیار کروں تو میں نے اپنے پروردگار کی ملاقات کو اس سے زیادہ پسند کیا۔ جب میری رسلت ہو تو میری خرمگاہوں کو چھپا دینا کیونکہ جس کی نگاہ میری شرمگاہ پر پڑے گی وہ اندھا ہو جائے گا پھر وہاں سے اپنی قیام گاہ پر واپس آئے۔ الغرض

اور اپنے ارشادات کی مخالفت سے پرہیز کرنے کی ہدایت فرماتے اور ان کو وصیت فرماتے تھے کہ آپ کی سنت اور طریقہ سے دست بردار نہ ہوں اور دین الہی میں بدعت نہ کریں اور ان کے اہلیت اور عزت سے متشکک نہ ہوں اور ان کی اطاعت، نصرت اور حفاظت و پیروی اپنے اوپر لازم سمجھیں۔ اور ان کو مرتد ہونے اور اختلاف کرنے سے منع فرماتے رہتے تھے۔ اور برابر فرمایا کرتے تھے کہ اے لوگو میں تم سے پہلے جاتا ہوں اور تم میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہو گے۔ پھر میں تم سے پوچھوں گا کہ تم نے ان دونوں کمال قدر چیزوں کے ساتھ کیسا عمل کیا جن کو میں نے تمہارے درمیان چھوڑا تھا جو کتب خدا اور میری عزت اور اہلیت ہیں۔ لہذا سوچو اور سمجھو کہ کیونکر ان دونوں کے ساتھ میرے بعد عمل کرو گے۔ بلاشبہ خداوند لطیف و خبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں آپس سے جدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں۔ بلاشبہ ان دونوں کو تمہارے درمیان چھوڑ کر جاتا ہوں لہذا میرے اہلیت پر کسی معاملہ میں سبقت نہ کرنا اور ان سے علیحدہ نہ ہونا اور ان کے حق کی ادائیگی میں کمی نہ کرنا، ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ اور کوئی چیز ان کو تعلیم نہ دینا کیونکہ وہ تم سے زیادہ جاننے والے ہیں میں تم کو ایسا نہ پاؤں کہ میرے بعد دین سے پھر جاؤ اور کا فر ہو جاؤ اور آپس میں ایک دوسرے کے لیے تلواریں نکالو پھر مجھ سے یا علیؑ سے لشکر میں زیادتی میں سیل کے مانند تیزی اور سختی کے ساتھ ملاقات کرو۔ سمجھ لو کہ علیؑ میرے بھائی اور وحی ہیں وہ تاویل قرآن پر مگر اہوں سے جنگ کریں گے جس طرح میں نے تنزیل قرآن پر جنگ کی ہے۔ غرض اس بارے میں برابر متعدد مجلسوں میں ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ پھر منافقوں اور فتنہ پردازوں کا ایک لشکر ترتیب دے کر اسامہ بن زید کو ان کا سردار مقرر فرمایا اور ان کو حکم دیا کہ صحابہ کو ہمراہ لے کر بلاد روم میں اس مقام پر جائیں جہاں ان کے باپ زید شہید ہوئے تھے۔ اور اس لشکر کے بھیجے کی غرض یہ تھی کہ مدینہ منافقوں اور فتنہ پردازوں سے خالی ہو جائے اور کوئی جناب امیر سے نزاع نہ کرے تاکہ امر خلافت آنحضرت کے لیے قرار پا جائے۔ غرض اسامہ کو صرف تک بھیج دیا، اور حکم دیا کہ وہاں پھریں تاکہ لشکر ان کے پاس جمع ہو۔ اور لوگوں کو ان کے ساتھ جانے کی بہت تاکید فرمائی۔ اور کچھ لوگوں کو مقرر کیا کہ جانے والوں کو روانہ کریں اور دیر کرنے کی سختی سے ممانعت فرمائی۔ اسی عالم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وہ مرض طاری ہوا جس میں آپ جو بار رحمت الہی سے حاصل ہوئے جب آپ علیل ہوئے تو اسی حالت میں جناب امیر کا ہاتھ پکڑ کے یقین کی جانب تشریف لے گئے۔ اکثر صحابہ آپ کے ساتھ تھے حضرت نے فرمایا کہ خداوند عالم نے مجھے حکم دیا ہے کہ یقین کے مردوں کے لیے استغفار کروں۔ جب یقین میں پہنچے فرمایا السلام علیکم اے اہل قبور! تم کو وہ حالت گوارا ہو کہ جس میں تم نے صبح کی اور لوگوں کے فتنوں سے محفوظ ہو گئے ہو جو پیش ہے کیونکہ وہ راتوں کی ساعتوں کے مانند لوگوں میں کثیر فتنے اٹھنے والے ہیں۔ پھر تھوڑی دیر تک کھڑے ہو کر ان مردوں کے لیے استغفار کی۔ پھر امیر المؤمنین کی جانب رخ کر کے فرمایا کہ جبریل ہر سال مجھے ایک مرتبہ قرآن سنایا کرتے تھے ہر سال دو مرتبہ سنایا۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس سبب سے ہے کہ میری وفات نزدیک ہے۔ پھر فرمایا کہ اے علیؑ خدا نے مجھے اختیار دیا ہے کہ دنیا کے خزانوں پر قابض ہو کر ہمیشہ دنیا میں رہوں یا بہشت کو اختیار کروں تو میں نے اپنے پروردگار کی ملاقات کو اس سے زیادہ پسند کیا۔ جب میری رسلت ہو تو میری خرمگاہوں کو چھپا دینا کیونکہ جس کی نگاہ میری شرمگاہ پر پڑے گی وہ اندھا ہو جائے گا پھر وہاں سے اپنی قیام گاہ پر واپس آئے۔ الغرض

علیؑ بادل قرآن پر کھل کر کلام اللہ کے نزول فرما رہے تھے

مبارک شکر اسامہ کے ساتھ جانے کی تاکید

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مرض کی شدت ہوئی اور تین روز کے بعد حضرت مسجد میں تشریف لائے کپڑا سر پر باندھے ہوئے دامن اٹھا امیر المؤمنین کے کاٹھے پر اور مایاں ہاتھ فضل بن عباس کے کاٹھے پر رکھے ہوئے تھے۔ اور منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا اے لوگو عنقریب میں تمہاری نگاہوں سے پوشیدہ ہونے والا ہوں یعنی میری وفات ہونے والی ہے، میں نے جس کسی سے کوئی وعدہ کیا ہے وہ اگر مجھ سے پورا کرالے اور جس کسی کا مجھ پر کچھ قرض ہو مجھے بتائے (تاکہ میں ادا کر دوں) اے لوگو خدا اور کسی کے درمیان کوئی وسیلہ اور ذریعہ نہیں جس سے کوئی نیکی حاصل کرے یا کوئی ضرر دور کرے سوائے خدا کی فرمانبرداری کے عمل کرنے کے۔ اے لوگو تم میں کوئی یہ دعوائے نہ کرے کہ میں بے عمل کے نجات پا جاؤں گا۔ اور کوئی آرزو کرنے والا یہ نہ کرے کہ بغیر خدا کی اطاعت کے اس کی خوشنودی و رضا حاصل کر لوں گا۔ اسی خدا کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ رحمت کے ساتھ سوائے عمل نیک کے عذاب الہی سے کوئی نجات نہیں پاسکتا اور اگر میں خدا کی نافرمانی اور گناہ کر دوں گا تو میں بھی جہنم میں جاؤں گا۔ پالنے والے تو گواہ ہے کہ میں نے تیری رسالت پہنچادی۔ یہ فرما کر منبر سے اتر گئے اور لوگوں کے ساتھ محضر نماز پڑھی اور اُم سلمہؓ کے گھر واپس چلے گئے۔ ایک یا دو روز وہاں مقیم رہے۔ پھر عائشہؓ دوسری بیویوں کو راضی کر کے آنحضرت کے پاس آئیں اور آپ کو اپنے گھر لے لیکن جب آنحضرت عائشہؓ کے گھر گئے آپ کا مرض بڑھ گیا۔ بلالؓ نماز صبح کے وقت آئے اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم قدس کی جانب متوجہ تھے۔ بلالؓ نے اذان دی لیکن حضرت کو خبر نہ ہوئی تو حضرت عائشہؓ نے کہا کہ ابوبکرؓ سے کہہ دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اور حضرت نے کہا کہ عمرؓ سے کہہ دو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ آنحضرت نے ان دونوں بیویوں کی باتیں سنیں اور ان کی نامناسب غرض کو سمجھ گئے تو فرمایا کہ ان باتوں سے باز آجاؤ کیونکہ تم ان عورتوں کے مثل ہو جو حضرت یوسفؑ کو چاہتی تھیں کہ گمراہ کریں چونکہ آنحضرت نے ابوبکرؓ کو حکم دیا تھا کہ اسامہؓ کے ساتھ مدینہ سے باہر چلے جائیں اور اُس وقت آپ کو معلوم ہوا کہ وہ فتنہ و فساد کے لیے مدینہ واپس آ گئے ہیں تو بہت رنجیدہ ہوئے اور باوجود مرض کی شدت کے اٹھے تاکہ ایسا نہ ہو کہ ابوبکرؓ یا عمرؓ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اور یہ امر لوگوں کے شہبہد کا سبب ہو اس لیے امیر المؤمنین اور فضل بن عباس کے کاٹھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے باوجود ضعف و ناتوانی کے اپنے پائے اقدس کو کھینچتے ہوئے مسجد میں تشریف لائے۔ محراب عبادت میں پہنچے تو دیکھا کہ ابوبکرؓ نے سبقت کر کے محراب میں آنحضرت کی جگہ کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی ہے حضرت نے ان کو اپنے دست مبارک سے اشارہ کیا کہ پیچھے کھڑے ہو اور محراب میں داخل ہو کر بیٹھ گئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی اور نماز شروع سے ادا کی اور جو کچھ ابوبکرؓ پڑھا چکے تھے اُس کی پروا نہ کی۔ اور سلام پڑھ کر گھر میں واپس آئے۔ پھر ابوبکرؓ اور عمرؓ مسلمانوں کی ایک جماعت کو طلب فرمایا اور فرمایا کیا میں نے تم لوگوں کو حکم نہیں دیا تھا کہ اسامہؓ کے لشکر کے ساتھ جاؤ سب نے عرض کی یا رسول اللہ۔ تو حضرت نے فرمایا کہ پھر تم نے کیوں میرے حکم کو نہ مانا۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ میں گیا تھا لیکن اس لیے واپس آ گیا کہ آپ سے جو عہد کیا ہے اُس کو پھر تازہ کر دوں اور عمرؓ نے کہا میں مدینہ سے باہر ہی نہیں گیا اس لیے کہ میں نے گوارا نہ کیا کہ آپ کی بیماری کی خبر دوسروں سے پوچھوں۔ یہ سنکر آنحضرت نے فرمایا کہ لشکر اسامہؓ کو روانہ کرو اور اُس کے ساتھ جاؤ خدا لعنت کرے اُس پر جو لشکر اسامہؓ سے پیچھے رہ جائے۔ حضرت نے تین مرتبہ یہ کلمہ ارشاد فرمایا۔ اور مسجد میں جانے کی تکان اور منافقوں کے ناپسندیدہ اظہار

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مرض کی شدت ہوئی اور تین روز کے بعد حضرت مسجد میں تشریف لائے کپڑا سر پر باندھے ہوئے دامن اٹھا امیر المؤمنین کے کاٹھے پر اور مایاں ہاتھ فضل بن عباس کے کاٹھے پر رکھے ہوئے تھے۔ اور منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا اے لوگو عنقریب میں تمہاری نگاہوں سے پوشیدہ ہونے والا ہوں یعنی میری وفات ہونے والی ہے، میں نے جس کسی سے کوئی وعدہ کیا ہے وہ اگر مجھ سے پورا کرالے اور جس کسی کا مجھ پر کچھ قرض ہو مجھے بتائے (تاکہ میں ادا کر دوں) اے لوگو خدا اور کسی کے درمیان کوئی وسیلہ اور ذریعہ نہیں جس سے کوئی نیکی حاصل کرے یا کوئی ضرر دور کرے سوائے خدا کی فرمانبرداری کے عمل کرنے کے۔ اے لوگو تم میں کوئی یہ دعوائے نہ کرے کہ میں بے عمل کے نجات پا جاؤں گا۔ اور کوئی آرزو کرنے والا یہ نہ کرے کہ بغیر خدا کی اطاعت کے اس کی خوشنودی و رضا حاصل کر لوں گا۔ اسی خدا کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ رحمت کے ساتھ سوائے عمل نیک کے عذاب الہی سے کوئی نجات نہیں پاسکتا اور اگر میں خدا کی نافرمانی اور گناہ کر دوں گا تو میں بھی جہنم میں جاؤں گا۔ پالنے والے تو گواہ ہے کہ میں نے تیری رسالت پہنچادی۔ یہ فرما کر منبر سے اتر گئے اور لوگوں کے ساتھ محضر نماز پڑھی اور اُم سلمہؓ کے گھر واپس چلے گئے۔ ایک یا دو روز وہاں مقیم رہے۔ پھر عائشہؓ دوسری بیویوں کو راضی کر کے آنحضرت کے پاس آئیں اور آپ کو اپنے گھر لے لیکن جب آنحضرت عائشہؓ کے گھر گئے آپ کا مرض بڑھ گیا۔ بلالؓ نماز صبح کے وقت آئے اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم قدس کی جانب متوجہ تھے۔ بلالؓ نے اذان دی لیکن حضرت کو خبر نہ ہوئی تو حضرت عائشہؓ نے کہا کہ ابوبکرؓ سے کہہ دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اور حضرت نے کہا کہ عمرؓ سے کہہ دو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ آنحضرت نے ان دونوں بیویوں کی باتیں سنیں اور ان کی نامناسب غرض کو سمجھ گئے تو فرمایا کہ ان باتوں سے باز آجاؤ کیونکہ تم ان عورتوں کے مثل ہو جو حضرت یوسفؑ کو چاہتی تھیں کہ گمراہ کریں چونکہ آنحضرت نے ابوبکرؓ کو حکم دیا تھا کہ اسامہؓ کے ساتھ مدینہ سے باہر چلے جائیں اور اُس وقت آپ کو معلوم ہوا کہ وہ فتنہ و فساد کے لیے مدینہ واپس آ گئے ہیں تو بہت رنجیدہ ہوئے اور باوجود مرض کی شدت کے اٹھے تاکہ ایسا نہ ہو کہ ابوبکرؓ یا عمرؓ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اور یہ امر لوگوں کے شہبہد کا سبب ہو اس لیے امیر المؤمنین اور فضل بن عباس کے کاٹھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے باوجود ضعف و ناتوانی کے اپنے پائے اقدس کو کھینچتے ہوئے مسجد میں تشریف لائے۔ محراب عبادت میں پہنچے تو دیکھا کہ ابوبکرؓ نے سبقت کر کے محراب میں آنحضرت کی جگہ کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی ہے حضرت نے ان کو اپنے دست مبارک سے اشارہ کیا کہ پیچھے کھڑے ہو اور محراب میں داخل ہو کر بیٹھ گئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی اور نماز شروع سے ادا کی اور جو کچھ ابوبکرؓ پڑھا چکے تھے اُس کی پروا نہ کی۔ اور سلام پڑھ کر گھر میں واپس آئے۔ پھر ابوبکرؓ اور عمرؓ مسلمانوں کی ایک جماعت کو طلب فرمایا اور فرمایا کیا میں نے تم لوگوں کو حکم نہیں دیا تھا کہ اسامہؓ کے لشکر کے ساتھ جاؤ سب نے عرض کی یا رسول اللہ۔ تو حضرت نے فرمایا کہ پھر تم نے کیوں میرے حکم کو نہ مانا۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ میں گیا تھا لیکن اس لیے واپس آ گیا کہ آپ سے جو عہد کیا ہے اُس کو پھر تازہ کر دوں اور عمرؓ نے کہا میں مدینہ سے باہر ہی نہیں گیا اس لیے کہ میں نے گوارا نہ کیا کہ آپ کی بیماری کی خبر دوسروں سے پوچھوں۔ یہ سنکر آنحضرت نے فرمایا کہ لشکر اسامہؓ کو روانہ کرو اور اُس کے ساتھ جاؤ خدا لعنت کرے اُس پر جو لشکر اسامہؓ سے پیچھے رہ جائے۔ حضرت نے تین مرتبہ یہ کلمہ ارشاد فرمایا۔ اور مسجد میں جانے کی تکان اور منافقوں کے ناپسندیدہ اظہار

اور ان کی فاسد عیتوں کے اظہار سے حضرت پر غشی طاری ہو گئی۔ مسلمان بہت روئے اور حضرت کے ذہن و فزندیہ کے رونے اور نوحہ کی آوازیں بلند ہوئیں اور مسلمانوں کی عورتوں اور مردوں کے فریادوں نے بلند ہوئے۔ آنحضرت نے انہیں کھولیں اور ان کی طرف دیکھا اور فرمایا میرے پاس دوات اور گوسفند کا چمڑا لاؤ تاکہ میں تمہارے واسطے ایک حجر برکھ دوں کہ پھر کبھی مگر وہ نہ ہو گئے۔ یہ شکر ایک صحابی اٹھے تاکہ دوات وغیرہ حاضر کریں یہ دیکھ کر غم نہ کیا بیٹھو کہ یہ مرد ہذیان کہہ رہا ہے (معاذ اللہ) اس پر مرض کا غلبہ ہے۔ اور ہمارے واسطے کتاب خدا کافی ہے۔ تو جو لوگ اس جگہ تھے ان لوگوں میں اختلاف ہوا۔ بعضوں نے کہا صحیح قول عمر کا ہے اور بعضوں نے کہا نہیں رسول اللہ کا ارشاد صحیح اور بہتر ہے۔ ایسی حالت میں خدا کے رسول کی مخالفت کیسے جائز ہوگی۔ پھر لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ کیا ہم دوات و قلم حاضر کریں حضرت نے فرمایا کہ تمہاری باتیں سننے کے بعد اب مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن تم لوگوں کو وصیت کرتا ہوں کہ میرے اہلبیت کے ساتھ نیک سلوک کرنا اور ان سے رخ نہ پھیرنا۔ پھر وہ لوگ چلے گئے۔

۱۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث دوات قلم صحیح بخاری و مسلم اور اسنن کی تمام معتبر کتابوں میں متعدد طریقوں سے مذکور ہے اور ان لوگوں نے اس طرح ابن عباس سے روایت کی ہے کہ وہ بہت روئے اس قدر کہ ان کے آنسوؤں سے مسجد کے سنگریزے تو ہو گئے وہ کہتے تھے کہ روز بخشبہ آہ! روز بخشبہ کیسا روز تھا جس میں رسول خدا کا درد شدید ہوا اور آپ نے فرمایا کہ دوات و قلم لاؤ تاکہ میں تمہارے لیے ایسی تحریر لکھ دوں کہ میرے بعد ہر گورگراہ نہ ہو گئے تو صحابہ نے اس امر میں نزاع کی حالانکہ آنحضرت کے پاس نزاع کا ناجائز نہ تھا۔ عمر نے کہا کہ رسول خدا ہذیان کہہ رہے ہیں اور دوسری روایت کے مطابق یہ کہا کہ ان پر درد کا غلبہ ہے تمہارے پاس قرآن ہے وہ کتاب خدا تمہارے لیے کافی ہے۔ آخر وہاں جتنے لوگ موجود تھے انہوں نے اختلاف کیا اور آپس میں جھگڑنے لگے۔ بعضوں نے کہا دوات و قلم لانا چاہیے تاکہ اللہ کے رسول تمہارے لیے وہ نوشتہ لکھ دیں جس کے بعد کبھی گمراہ نہ ہو۔ بعضوں نے کہا عمر کا قول درست ہے۔ جب آوازیں بلند ہوئیں اور بہت نزاع ہوئی تو آنحضرت رنجیدہ ہوئے اور فرمایا کہ میرے پاس سے چلے جاؤ۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ بیشک مصیبت اور بدترین مصیبت یہ آئی (اہل اسلام پر) کہ لوگوں نے آنحضرت کو ہدایت نامہ لکھنے نہ دیا اور نزاع کی اور حضرت کے سامنے شور مچایا۔ اسے عزیز اس حدیث کی موجودگی میں جس کی روایت عامر نے کی ہے کسی عاقل کی مجال نہیں ہے کہ عمر کی گواہی میں شک کرے اور اس کی گواہی میں جو ان کو مسلمان سمجھے۔ اگر کوئی بقال بالغہ بیچنے والا چاہے کہ وصیت کرے اور کوئی مانع ہو تو لوگ اس کو ملامت کرتے ہیں۔ لیکن جب رسول خدا چاہتے ہیں کہ ایسی وصیت کریں جس میں اُمت کی بھلائی ہو اور کوئی مانع ہو اور ایسی حالت میں اب کو رنجیدہ کرے اور حضرت کو ہذیان سے نسبت دے تو اس کا کیا حال ہوگا جبکہ خدا فرماتا ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (سورہ نجم آیت ۱) یعنی آنحضرت اپنی خواہش نفس سے کلام نہیں کرتے۔ جو کچھ کہتے ہیں وہ وحی ہوتی ہے جو (خدا کی طرف سے) ان پر کی جاتی ہے نیز خدا فرماتا ہے کہ جو لوگ خدا اور اس کے رسول کو آزار پہنچاتے ہیں خدا نے راقی ۹۹۹ پر دیکھو۔

کلیبی نے بسند معتبر حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے پدر بزرگوار امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا ایسا نہیں تھا کہ جناب امیر علیہ السلام رسالت اللہ کے وصیت نامے کے کاتب تھے کہ آنحضرت بولتے جاتے تھے اور امیر المؤمنین لکھتے جاتے تھے اور جبریل اور جبریل اور قرب فرشتے گواہ ہوتے تھے۔ حضرت صادق یہ شکر خاموش ہو گئے۔ پھر فرمایا ایسا ہی تھا جیسا کہ تم نے کہا۔ لیکن جب آنحضرت کی وفات کا وقت آیا جبریل مقرب اور امین فرشتوں کے ساتھ خداوند جلیل کی جانب سے ایک نوشتہ مکمل شدہ مہر کیا ہوا لائے اور کہا یا رسول اللہ لوگوں کو حکم دیجیے کہ سوائے علی بن ابی طالب کے سب لوگ باہر چلے جائیں تاکہ آسمانی نوشتہ آپ کے وصی علی بن ابی طالب ہم سے لیں۔ اور آپ ہم کو گواہ قرار دیں کہ اس نامہ کو آپ نے علی کو سپرد کر دیا اور وہ اس پر عمل کرنے کے جو کچھ اس میں ہے ضامن ہوئے۔ یہ شکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کو جو اس مکان میں تھے باہر چلے جانے کا حکم دیا سوائے علی بن ابی طالب کے اور جناب فاطمہ زہرا کے جو پردہ میں تشریف فرما تھیں۔ اس وقت جبریل نے کہا یا رسول اللہ آپ کا پروردگار آپ کو سلام کہتا ہے کہ یہ نامہ وہ ہے جس کے بارے میں پہلے شب معراج اور اس کے علاوہ اور موقعوں پر میں نے تم سے عہد اور شرط کی تھی اور اس پر خود گواہ ہوا تھا اور فرشتوں کو گواہ کیا تھا باوجود اس کے کہ میں خود گواہی کے لیے کافی تھا۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ سنا آپ کے تمام اعضا خوف الہی سے کانپنے لگے اور فرمایا کہ اے جبریل میرا پروردگار تمام عیبوں سے پاک ہے ہر طرح کی سلامتی اسی کے سبب سے ہے اور ہر طرح کی بھلائی اسی کی طرف پھرتی ہے۔ میرے پروردگار نے سچ فرمایا ہے اور اپنا وعدہ وفا فرمایا ہے۔ مجھے نامہ دو۔ یہ شکر جبریل نے حضرت کو وہ نامہ دیا اور کہا کہ امیر المؤمنین کو دے دیجیے۔ آنحضرت نے وہ نامہ جناب امیر کو دے کر

(بقیہ صفحہ ۹۹۸) ان پر دنیا و آخرت میں لعنت کی ہے عہ (اور ان کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے) اور اس سے بدتر کوئی سی اذیت ہوگی پیغمبر کو باوجود ان کے مرتبہ اور شفقت و مہربانی کے جب حضرت کی وفات قریب سمجھتے ہیں اور کوئی فائدہ ان سے پہنچنے کی امید نہیں رکھتے تو اپنے کینوں کو ظاہر کرتے ہیں اور ان کی اطاعت سے منحرف ہوتے ہیں۔ آنحضرت ہر چند فرماتے ہیں کہ شکر اسامہ کے ساتھ جاؤ مگر نہیں ملتے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ قلم دوات لاؤ کہ وصیت نامہ لکھ دوں مگر اطاعت نہیں کرتے اس لیے کہ ایسا نہ ہو کہ امر خلافت امیر المؤمنین علیہ السلام کو زیادہ واضح فرمادیں۔ ان تمام حالات میں آنحضرت ان کی غرض جانتے اور سمجھتے ہیں کہ حضرت کے بعد آپ کے اہلبیت سے انتقام لیں۔ لہذا خدا و رسول کی لعنت ان پر ہو اور ان لوگوں پر جو ان کو مسلمان سمجھیں اور اس پر جو ان کی نفرین میں توقف کرے۔ اور اس کی تفصیل انشاء اللہ اپنے محل و مقام پر بیان ہوگی۔ ۱۲

عَمَّا إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا عَظِيمًا (پلغ سورہ احزاب آیت ۵)

فرمایا کہ اس کو پڑھو۔ امیر المؤمنین نے حرف بھرت اُس کو اخیر تک پڑھا جب پڑھ چکے تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میرے پروردگار کا عہد ہے اور شرط ہے جو اس نے مجھ سے کی ہے اور اس کی امانت ہے جو اس نے مجھ سے دی تھی اور میں نے تم کو پہنچا دی، اور جو کچھ امانت کی خیر خواہی کی شرطیں تھیں میں سب بجالایا اور خدا کی رسالتیں ادا کر دیں۔ امیر المؤمنین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میرے باپ ماں آپ پر خدا ہوں میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے تبلیغ رسالت کر دی اور امانت کی خیر خواہی عمل میں لائے میں آپ کی تصدیق کرتا ہوں اُس کی جو کچھ آپ نے فرمایا اور میرے گوشت پوست کان آنکھ اور خون گواہی دیتے ہیں۔ یہ منکر جناب جبریل نے کہا میں بھی آپ دونوں بزرگوں کا گواہ ہوں اُن باطن پر جو آپ نے فرمایا۔ پھر جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اے علی میری وصیت تم نے حاصل کی اور سمجھ گئے اور میری اور خدا کی طرف سے ضمان ہوئے کہ ہر اُس عہد کو وفا کرو گے جو اُس نامہ میں درج ہے۔ امیر المؤمنین نے عرض کی بیشک یا رسول اللہ آپ پر میرے باپ ماں خدا ہوں میں اُس کی ضمانت کرتا ہوں، اور خدا کے ذمہ ہے کہ مجھے توفیق دے اور اس پر عمل کرنے میں میری مدد کرے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی میں چاہتا ہوں کہ میں اس امر پر گواہی لوں تاکہ جب روز قیامت میرے پاس آؤ تو گواہ یہ گواہی دیں کہ میں نے تم پر بھرت تمام کر دی حضرت علیؑ نے عرض کی ماں آپ گواہ قرار دیں۔ رسول خدا نے فرمایا کہ جبریل و میکائیل مقرب فرشتوں کے ساتھ آئے ہیں اور موجود ہیں اور میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہیں۔ جناب امیر نے کہا ہاں وہ گواہ ہوں اور میں بھی اُن کو گواہ کرتا ہوں آپ پر میرے باپ ماں خدا ہوں۔ غرض آنحضرت نے ان فرشتوں کو گواہ کیا اور جن امور کی خدا کی جانب سے جبریلؑ کے حکم سے اُن حضرت سے شرط کی تھی اُن میں سے یہ بھی تھے کہ حضرت نے فرمایا کہ باطنی اس شرط پر جو اس نامہ میں ہے وفا کرو گے اور دوستی و محبت کرو گے اُس کے ساتھ جو خدا و رسول کا دوست ہے اور دشمن رکھو گے اس کو اور پیرار نہ ہو گے اُن لوگوں سے جو خدا و رسول کے دشمن ہیں۔ اور یہ کہ ان کی زیادتی اور سختی پر جو تہا رہے حق پر قبضہ کرنے اور تمہارے نفس کو غضب کرنے اور تمہاری حرمت مٹانے میں ان لوگوں سے ظاہر ہوگا۔ صبر کرو گے۔ جناب امیر نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ (ایسا ہی کروں گا)۔ پھر حضرت امیر المؤمنین فرماتے ہیں کہ اُسی خدا کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور خلائق کو پیدا کیا کہ میں نے جبریلؑ سے سنا کہ جناب رسول خدا سے کہتے تھے کہ یا رسول اللہ علیؑ کو آگاہ کر دیجئے کہ ان کی اہل نفاق ہتک حرمت کریں گے حالانکہ اُن کی حرمت خدا و رسول کی حرمت ہے اور اُن کی ڈاڑھی کو اُن کے سر کے خون سے غضاب کریں گے۔ تو جب میں نے جبریلؑ سے یہ بات سنی بے ہوش ہو گیا اور کہہ پڑا اور کہا ہاں میں نے قبول کیا۔ ہر چند لوگ میری حرمت مٹانے کی کوشش کو معطل کریں، کتاب خدا کو ٹھیسے کریں، کعبہ کو خراب کریں اور میری ڈاڑھی کو خون سے رنگیں کریں میں ان تمام حالات میں صبر کروں گا، اور خدا سے اجر و ثواب کی امید رکھوں گا یہاں تک کہ بحالت مظلومی آپ کے پاس آؤں۔ پھر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام کو طلب کیا اور جس طرح امیر المؤمنین کو آگاہ کیا تھا ان لوگوں کو بھی آگاہ کیا: ان حضرت نے بھی اُسی طرح سب باطنی منظور کیں جس طرح حضرت علیؑ نے قبول منظور کی تھیں۔ اس کے بعد وصیت نامہ پر بہشت کی طلائی مہرول سے ہنسی کیس کا سونا آگ میں نہیں تیا گیا

آنحضرت کی جانب سے صحابہ امیر پر وصیت کی تفصیل اور صبر کی تاکید

نیز آنحضرت کا تاریخی خط اور ان کی کوئی کتاب میں ان کا ذکر اور نام درج ہے

تھا۔ غرض وصیت نامہ جناب امیر کے سپرد کیا۔ جناب امام موسیٰ کاظمؑ نے جب یہاں تک بیان فرمایا تو راوی نے پوچھا کہ اُس وصیت نامہ میں اور کیا تحریر تھا؟ امامؑ نے فرمایا خدا و رسول کی سنتیں تحریر تھیں۔ راوی نے پوچھا کہ اُس میں یہ بھی تحریر تھا کہ وہ منافقین حضرت علیؑ کی خلافت غضب کریں گے، حضرت نے فرمایا ہاں۔ شاید تم نے خدا کا یہ قول سنا: اِنَّا عَمَّوْا عَمَّوْا وَكَتَبْنَا مَا قَدْ مَوَّا دَا اِنَّا رَہْمَ طَمَحْ عَلٰی تَحِيٍّ اَحْصَيْنَا اَفِی اَمَامِ قَبِيْنِ (سورۃ المائدہ آیت ۶۱) نہیں سنا ہے۔ یعنی ہم مُردوں کو زندہ کریں گے اور جو کچھ اعمال وہ پہلے بھیج چکے ہیں اور جو کچھ ان اعمال کا نتیجہ ہوگا ہم سب کچھ ہوں گے۔ اور ہم نے امام مبین میں تمام چیزوں کا احصاء کر دیا ہے، امام مبین لوح محفوظ ہے یا امیر المؤمنینؑ ہیں۔ پھر امامؑ نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر المؤمنین اور جناب فاطمہؑ صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہما سے فرمایا کہ اِیما تم نے سمجھ لیا جو میں نے تم سے کہا اور قبول و منظور کیا کہ اُس پر عمل کرو گے۔ دونوں حضرت نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ ہم نے قبول کیا جو قبول کرنے کا حق ہے اور صبر کریں گے اُن امور پر جو ہم پر دشوار ہوں گے اور غضب ناک نہ ہوں گے۔

کلیفی نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جبریلؑ امین خداوند عالمین کی جانب سے آنحضرت کی وفات کی خبر لائے جس وقت آنحضرت کو کوئی مرض نہ تھا تو حضرت کے حکم سے منادی کی گئی اور لوگ جمع ہوئے۔ حضرت نے مہاجرین و انصار کو حکم دیا کہ اپنے ہتھیار لگائیں۔ پھر حضرت منبر پر تشریف لے گئے اور اپنی وفات کی خبر لوگوں کو سنائی اور فرمایا کہ میں اُس کو خدا کی یاد دلاتا ہوں جو میرے بعد امانت کا حکم ہو کہ بلاشبہ وہ مسلمانوں پر رحم کرے، اُن کے بڑھوسوں کو بڑا سمجھے، ان کے کمزوروں پر مہربانی کرے، اُن کے عاملوں کی تعظیم کرے اور ان سب کو کوئی نقصان نہ پہنچائے جو اُن کی ذلت کا باعث ہو اور اُن کو فقیر نہ بنا دے جو اُن کے کفر کا سبب ہو اور اُن کے لئے (انصاف کا) دروازہ نہ بند کر دے کہ اُن کے طاقت والے کمزوروں پر مسلط ہو جائیں، اور اُن کو کافروں کی سرحدوں میں زیادہ دنوں نہ قیادت رکھے جو اُن کی نسلوں کے قطع ہونے کا سبب ہو۔ پھر فرمایا کہ میں نے رسالت ادا کر دی اور تمہاری خیر خواہی بجالایا لہذا تم سب گواہ رہو حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ یہ آخری کلام تھا جو آنحضرت نے اپنے منبر پر فرمایا۔

کلیفی، ابن بابویہ، شیخ طوسی، شیخ مفید اور اکثر محدثین خاصہ و عامہ نے لب بند ہائے معتبر حضرت امام زین العابدینؑ، امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ علیہم السلام وغیرہم سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا کی وفات کا وقت آیا اور آنحضرت کی بیماری شدید ہوئی، حضرت نے جناب امیر المؤمنین اور حضرت عباسؑ کو طلب فرمایا۔ حضرت کے اصحاب مہاجرین و انصار سے مکان بھرا ہوا تھا۔ حضرت نے امیر المؤمنین کی گود میں سر رکھ دیا۔ جناب عباسؑ حضرت کے سامنے کھڑے تھے اور اپنی چادر کے گوشے سے حضرت کے منہ پر ہوا کر رہے تھے۔ آنحضرت نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا اے عباسؑ اے رسولؑ کے چچا میری وصیت میرے گھر والوں اور میری بیویوں کے بارے میں قبول کرو اور میری میراث لے لو اور میرا قرض ادا کرو اور دار لوگوں سے میرے وعدہ کو پورا کرو اور مجھ کو بری الذمہ کر دو۔ عباسؑ نے کہا یا رسول اللہ میں بڑھا ہو گیا ہوں اور اب روح عاصف سے زیادہ مہربان اور مہربانی سے زیادہ عطا بخش کرنے والے ہیں میرا مال آپ کے وعدوں اور بخششوں کیلئے کافی نہ ہوگا آپ

اس امر کو اُس کی طرف پھیر دیجیے جو طاقت میں مجھ سے زیادہ ہو۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ بھی بات جناب عباسؓ سے کی اور ہر مرتبہ انہوں نے یہی جواب دیا۔ تو حضرت نے فرمایا کہ میں اپنی میراث کس کو دوں جو قبول کرے جیسا قبول کرنے کا حق اور سزاوار ہے۔ اور جس طرح آپ نے جواب دے دیا وہ بھی عزیز کرے اور جواب نہ دے دے۔ پھر حضرت نے علیؓ کی جانب رخ کیا اور فرمایا کہ لے لے علیؓ تم میری میراث کو لوگو میری میراث تمہی سے مخصوص ہے۔ اور کسی کو تم سے نزاع کی ضرورت نہیں۔ اور میری وصیت قبول کرو اور میرے وعدوں کو پورا کرو اور میرے قرضوں کو ادا کرو۔ اسے علیؓ تم میرے اہل و عیال پر میرے خلیفہ ہو اور میرے پیغامات کی میرے بعد لوگوں کو تبلیغ کرو۔ یہ سنکر امیر المومنین فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرتؐ کے مرہارک کو دیکھا کہ میری آنکھوں میں مرض کی شدت کے سبب کانپ رہا تھا۔ یہ دیکھ کر میں بے قرار ہو گیا اور میری آنکھوں سے آنسو نکل کر آنحضرتؐ کے چہرہ اقدس پر گرے اور میرا دل تڑپنے لگا اور ممکن نہ ہو سکا کہ میں حضرت کو کچھ جواب دیتا۔ حضرت نے دوبارہ انہی باتوں کو دہرایا۔ پھر گریہ کے سبب میری آواز گلو گری ہو گئی۔ آخر نہایت کمزور آواز سے میں نے عرض کی یا رسول اللہ میرے باپ مال آپ پر فدا ہوں۔ اُس وقت حضرت نے فرمایا کہ مجھے بھٹاؤ میں نے حضرت کو بھٹایا اور آپ کی پشت اقدس کو اپنے سینے سے سہارا دے کر میں بھی بیٹھ گیا۔ حضرت نے فرمایا اسے علیؓ تمہیں دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو اور میرے اہمیت اور میری امت پر میرے وحی اور خلیفہ ہو۔ پھر بلالؓ سے فرمایا کہ میرا خود جس کو دوا بخین کہتے ہیں اور میری ذرہ جس کو ذات الفضل کہتے ہیں اور میرا علم جس کو عقاب کہتے ہیں اور میری ذوالفقار اور عمامہ جس کو سحاب کہتے ہیں اور دوسرا عمامہ جس کو طیغ کہتے ہیں اور میری عیاد اور لوٹا اور چھوٹا عصا اور میری چھتری منقوش لاؤ۔ عباسؓ کہتے ہیں کہ اُس بدھنے کو میں نے اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ جب وہ لایا گیا تو اُس کا نور نزدیک تھا کہ لوگوں کی آنکھوں کی روشنی زائل کر دے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ جبریلؑ اس جامہ کو میرے لیے لائے اور کہا تھا کہ یا رسول اللہ اس کو اپنی ذرہ کے حلقوں میں داخل کیجیے اور بجائے منطقہ کریمہ باندھ دیجیے۔ پھر عربی دھڑکڑ سے جوتے منگائے ایک بند دار تھا دوسرا سادہ اور وہ پیراہن طلب فرمایا تو شب معراج پہنچے ہوئے تھے اور وہ پیراہن جو روزِ احد پہنچے ہوئے تھے۔ اور اپنی تینوں ٹوپیاں منگائیں ایک جو سفر میں پہنا کرتے تھے دوسری عیدول میں پہنتے تھے اور تیسری وہ جسے پہن کر اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھتے تھے۔ پھر فرمایا کہ لے بلال میرے دونوں خچر شہتا اور دُلّال لاؤ اور اپنے دونوں نالے غضبا اور صہبا اور دونوں گھوڑے جناح اور حیزوم طلب کیے۔ جناح وہ تھا جو مسجد کے دروازہ پر کھڑا رہتا تھا۔ حضرت کسی کو جب کسی کام سے کہیں بھیجتے تھے تو وہ اسی پر سوار ہو کر جاتا تھا اور حیزوم وہ تھا جس پر روزِ احد حضرت سوار تھے اور جبریلؑ اُس سے کہتے تھے کہ لے حیزوم آگے بڑھ۔ اور اپنا دراز گوش یعفور منگایا۔ غرض جب بلالؓ نے ان چیزوں کو حاضر کیا حضرت نے عباسؓ کو بلا کر فرمایا کہ علیؓ کی جگہ پر بیٹھو اور میری پیٹھ کو سہارا دیجیے اور حضرت علیؓ سے فرمایا کہ اٹھو ان تمام چیزوں پر میری زندگی میں قبضہ کرو تا کہ یہ گروہ جو موجود ہے سب اس پر گواہ ہوں اور میرے بعد کوئی شخص تم سے نزاع نہ کرے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں آنحضرتؐ کے حکم سے اٹھا تو میرے پیروں میں چیلنے کی طاقت نہ تھی غرض نہایت دشواری سے گیا اور تمام چیزیں لے لیں اور اپنے گھر لے گیا پھر واپس آکر حضرت کے سامنے کھڑا ہوا۔ پھر

جناب عباسؓ سے آنحضرتؐ کا ارشاد فرمایا کہ میرے خلیفہ ہو اور میری امت پر میرے وحی اور خلیفہ ہو۔ پھر بلالؓ سے فرمایا کہ میرا خود جس کو دوا بخین کہتے ہیں اور میری ذرہ جس کو ذات الفضل کہتے ہیں اور میرا علم جس کو عقاب کہتے ہیں اور میری ذوالفقار اور عمامہ جس کو سحاب کہتے ہیں اور دوسرا عمامہ جس کو طیغ کہتے ہیں اور میری عیاد اور لوٹا اور چھوٹا عصا اور میری چھتری منقوش لاؤ۔ عباسؓ کہتے ہیں کہ اُس بدھنے کو میں نے اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ جب وہ لایا گیا تو اُس کا نور نزدیک تھا کہ لوگوں کی آنکھوں کی روشنی زائل کر دے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ جبریلؑ اس جامہ کو میرے لیے لائے اور کہا تھا کہ یا رسول اللہ اس کو اپنی ذرہ کے حلقوں میں داخل کیجیے اور بجائے منطقہ کریمہ باندھ دیجیے۔ پھر عربی دھڑکڑ سے جوتے منگائے ایک بند دار تھا دوسرا سادہ اور وہ پیراہن طلب فرمایا تو شب معراج پہنچے ہوئے تھے اور وہ پیراہن جو روزِ احد پہنچے ہوئے تھے۔ اور اپنی تینوں ٹوپیاں منگائیں ایک جو سفر میں پہنا کرتے تھے دوسری عیدول میں پہنتے تھے اور تیسری وہ جسے پہن کر اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھتے تھے۔ پھر فرمایا کہ لے بلال میرے دونوں خچر شہتا اور دُلّال لاؤ اور اپنے دونوں نالے غضبا اور صہبا اور دونوں گھوڑے جناح اور حیزوم طلب کیے۔ جناح وہ تھا جو مسجد کے دروازہ پر کھڑا رہتا تھا۔ حضرت کسی کو جب کسی کام سے کہیں بھیجتے تھے تو وہ اسی پر سوار ہو کر جاتا تھا اور حیزوم وہ تھا جس پر روزِ احد حضرت سوار تھے اور جبریلؑ اُس سے کہتے تھے کہ لے حیزوم آگے بڑھ۔ اور اپنا دراز گوش یعفور منگایا۔ غرض جب بلالؓ نے ان چیزوں کو حاضر کیا حضرت نے عباسؓ کو بلا کر فرمایا کہ علیؓ کی جگہ پر بیٹھو اور میری پیٹھ کو سہارا دیجیے اور حضرت علیؓ سے فرمایا کہ اٹھو ان تمام چیزوں پر میری زندگی میں قبضہ کرو تا کہ یہ گروہ جو موجود ہے سب اس پر گواہ ہوں اور میرے بعد کوئی شخص تم سے نزاع نہ کرے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں آنحضرتؐ کے حکم سے اٹھا تو میرے پیروں میں چیلنے کی طاقت نہ تھی غرض نہایت دشواری سے گیا اور تمام چیزیں لے لیں اور اپنے گھر لے گیا پھر واپس آکر حضرت کے سامنے کھڑا ہوا۔ پھر

جناب عباسؓ سے آنحضرتؐ کا ارشاد فرمایا کہ میرے خلیفہ ہو اور میری امت پر میرے وحی اور خلیفہ ہو۔ پھر بلالؓ سے فرمایا کہ میرا خود جس کو دوا بخین کہتے ہیں اور میری ذرہ جس کو ذات الفضل کہتے ہیں اور میرا علم جس کو عقاب کہتے ہیں اور میری ذوالفقار اور عمامہ جس کو سحاب کہتے ہیں اور دوسرا عمامہ جس کو طیغ کہتے ہیں اور میری عیاد اور لوٹا اور چھوٹا عصا اور میری چھتری منقوش لاؤ۔ عباسؓ کہتے ہیں کہ اُس بدھنے کو میں نے اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ جب وہ لایا گیا تو اُس کا نور نزدیک تھا کہ لوگوں کی آنکھوں کی روشنی زائل کر دے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ جبریلؑ اس جامہ کو میرے لیے لائے اور کہا تھا کہ یا رسول اللہ اس کو اپنی ذرہ کے حلقوں میں داخل کیجیے اور بجائے منطقہ کریمہ باندھ دیجیے۔ پھر عربی دھڑکڑ سے جوتے منگائے ایک بند دار تھا دوسرا سادہ اور وہ پیراہن طلب فرمایا تو شب معراج پہنچے ہوئے تھے اور وہ پیراہن جو روزِ احد پہنچے ہوئے تھے۔ اور اپنی تینوں ٹوپیاں منگائیں ایک جو سفر میں پہنا کرتے تھے دوسری عیدول میں پہنتے تھے اور تیسری وہ جسے پہن کر اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھتے تھے۔ پھر فرمایا کہ لے بلال میرے دونوں خچر شہتا اور دُلّال لاؤ اور اپنے دونوں نالے غضبا اور صہبا اور دونوں گھوڑے جناح اور حیزوم طلب کیے۔ جناح وہ تھا جو مسجد کے دروازہ پر کھڑا رہتا تھا۔ حضرت کسی کو جب کسی کام سے کہیں بھیجتے تھے تو وہ اسی پر سوار ہو کر جاتا تھا اور حیزوم وہ تھا جس پر روزِ احد حضرت سوار تھے اور جبریلؑ اُس سے کہتے تھے کہ لے حیزوم آگے بڑھ۔ اور اپنا دراز گوش یعفور منگایا۔ غرض جب بلالؓ نے ان چیزوں کو حاضر کیا حضرت نے عباسؓ کو بلا کر فرمایا کہ علیؓ کی جگہ پر بیٹھو اور میری پیٹھ کو سہارا دیجیے اور حضرت علیؓ سے فرمایا کہ اٹھو ان تمام چیزوں پر میری زندگی میں قبضہ کرو تا کہ یہ گروہ جو موجود ہے سب اس پر گواہ ہوں اور میرے بعد کوئی شخص تم سے نزاع نہ کرے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں آنحضرتؐ کے حکم سے اٹھا تو میرے پیروں میں چیلنے کی طاقت نہ تھی غرض نہایت دشواری سے گیا اور تمام چیزیں لے لیں اور اپنے گھر لے گیا پھر واپس آکر حضرت کے سامنے کھڑا ہوا۔ پھر

نام علامہ ابن عباسؓ سے آنحضرتؐ کا ارشاد فرمایا کہ میرے خلیفہ ہو اور میری امت پر میرے وحی اور خلیفہ ہو۔ پھر بلالؓ سے فرمایا کہ میرا خود جس کو دوا بخین کہتے ہیں اور میری ذرہ جس کو ذات الفضل کہتے ہیں اور میرا علم جس کو عقاب کہتے ہیں اور میری ذوالفقار اور عمامہ جس کو سحاب کہتے ہیں اور دوسرا عمامہ جس کو طیغ کہتے ہیں اور میری عیاد اور لوٹا اور چھوٹا عصا اور میری چھتری منقوش لاؤ۔ عباسؓ کہتے ہیں کہ اُس بدھنے کو میں نے اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ جب وہ لایا گیا تو اُس کا نور نزدیک تھا کہ لوگوں کی آنکھوں کی روشنی زائل کر دے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ جبریلؑ اس جامہ کو میرے لیے لائے اور کہا تھا کہ یا رسول اللہ اس کو اپنی ذرہ کے حلقوں میں داخل کیجیے اور بجائے منطقہ کریمہ باندھ دیجیے۔ پھر عربی دھڑکڑ سے جوتے منگائے ایک بند دار تھا دوسرا سادہ اور وہ پیراہن طلب فرمایا تو شب معراج پہنچے ہوئے تھے اور وہ پیراہن جو روزِ احد پہنچے ہوئے تھے۔ اور اپنی تینوں ٹوپیاں منگائیں ایک جو سفر میں پہنا کرتے تھے دوسری عیدول میں پہنتے تھے اور تیسری وہ جسے پہن کر اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھتے تھے۔ پھر فرمایا کہ لے بلال میرے دونوں خچر شہتا اور دُلّال لاؤ اور اپنے دونوں نالے غضبا اور صہبا اور دونوں گھوڑے جناح اور حیزوم طلب کیے۔ جناح وہ تھا جو مسجد کے دروازہ پر کھڑا رہتا تھا۔ حضرت کسی کو جب کسی کام سے کہیں بھیجتے تھے تو وہ اسی پر سوار ہو کر جاتا تھا اور حیزوم وہ تھا جس پر روزِ احد حضرت سوار تھے اور جبریلؑ اُس سے کہتے تھے کہ لے حیزوم آگے بڑھ۔ اور اپنا دراز گوش یعفور منگایا۔ غرض جب بلالؓ نے ان چیزوں کو حاضر کیا حضرت نے عباسؓ کو بلا کر فرمایا کہ علیؓ کی جگہ پر بیٹھو اور میری پیٹھ کو سہارا دیجیے اور حضرت علیؓ سے فرمایا کہ اٹھو ان تمام چیزوں پر میری زندگی میں قبضہ کرو تا کہ یہ گروہ جو موجود ہے سب اس پر گواہ ہوں اور میرے بعد کوئی شخص تم سے نزاع نہ کرے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں آنحضرتؐ کے حکم سے اٹھا تو میرے پیروں میں چیلنے کی طاقت نہ تھی غرض نہایت دشواری سے گیا اور تمام چیزیں لے لیں اور اپنے گھر لے گیا پھر واپس آکر حضرت کے سامنے کھڑا ہوا۔ پھر

حضرت نے اپنے دست مبارک سے انگوٹھی اتاری اور میری انگلی میں پہنا دی۔ اُس وقت تمام بنی ہاشم اور دوسرے مسلمانوں سے گھر بھرا ہوا تھا۔ حضرت کا سراقتدس ضعف و ناتوانی کے سبب قابو میں نہ تھا کبھی داہنی جانب اور کبھی بائیں طرف مڑ جاتا تھا۔ اُسی حالت میں حضرت نے بلند آواز سے فرمایا جس کو سب نے سنا کہ اے مسلمانو! علیؓ میرا بھائی میرا وصی اور امت میں میرا خلیفہ ہے۔ وہی میرے دین کو ادا کرے گا، میرے وعدوں کو پورا کرے گا، میرے فرزند ان ہاشم اور فرزندان عبد المطلب اور اے مسلمانو! علیؓ سے دشمنی اور اُس کے حکم سے سرتابی نہ کرنا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ اُس سے حسد مت کرنا اور اُس کی طرف سے رخ پھیر کر دوسروں کی طرف رغبت مت کرنا ورنہ کافر ہو جاؤ گے۔ یہ فرما کر جناب عباسؓ سے فرمایا کہ علیؓ کی جگہ سے اٹھو۔ عباسؓ نے کہا یا رسول اللہ بڑھے آدمی کو اٹھاتے ہیں اور ادا لکے کو اُس کی جگہ بٹھاتے ہیں حضرت نے تین مرتبہ فرمایا اور جناب عباسؓ نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا۔ آخر وہ کبیدہ خاطر ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور جناب امیر ان کی جگہ پر جانیٹھے۔ آنحضرتؐ نے جب حضرت عباسؓ کو غصہ میں پایا فرمایا چچا جان کوئی ایسا کام نہ کیجیے کہ میں آپ پر غضب ناک دیکھ سکوں نہایت ہوں اور میرا غضب آپ کو جہنم میں لے جائے۔ جب یہ سنا تو وہ اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ تو حضرت نے فرمایا کہ لے علیؓ مجھ کو لٹاؤ۔ جب حضرت لیٹ چکے تو بلالؓ سے فرمایا کہ میرے فرزندوں حسن و حسین کو لاؤ۔ وہ حضرات بلائے گئے حضرت نے ان کو اپنے سینے سے لپٹا لیا۔ اور ان دونوں باغ رسالت کے پھولوں کو سونگھنے اور پیار کرنے لگے۔ امیر المومنین فرماتے ہیں کہ میں اس خوف سے کہ وہ دونوں آنحضرتؐ کے لیے تکلیف کی زیادتی کا سبب نہ ہوں قریب گیا تاکہ ان کو الگ کر دوں۔ حضرت نے فرمایا کہ لے علیؓ ان کو چھوڑ دو تاکہ میں ان کو اور مجھ کو سونگھتے رہیں اور یہ میری ملاقات سے اور میں ان کے پیار کرنے سے راحت حاصل کروں کہ کوئی میرے بعد ان پر سخت بلایں اور عظیم مصیبتیں پڑیں گی اور خدا لعنت کرے اس پر جو ان کو ڈراتے اور ان پر ظلم و ستم کرے۔ خداوند میں انہیں تیرے سپرد کرتا ہوں۔ اور مومنین میں سے سب سے زیادہ بہتر شخص کو یعنی علیؓ بن ابی طالب کو۔ اس کے بعد شیخ مفید روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے لوگوں کو نصرت کیا اور سب باہر چلے گئے۔ صرف جناب عباسؓ اور ان کے صاحبزائے فضل اور حضرت علیؓ اور آنحضرتؐ کے مخصوص اہمیت ان کے پاس رہ گئے۔ تو جناب عباسؓ نے کہا یا رسول اللہ اگر یہ غفلت ہم بنی ہاشم میں قرار پائے گا تو ہم کو خوشخبری دیجیے تاکہ ہم خوش اور مسرور ہوں۔ اور اگر آپ یہ جانتے ہیں کہ لوگ ہم پر ظلم کریں گے اور غفلت ہم سے غضب کریں گے تو اصحاب سے ہماری سفارش کر دیجیے۔ حضرت نے فرمایا میرے بعد تم لوگوں کو کمزور کر دوں گے اور لوگ تم پر غالب ہوں گے۔ یہ سنکر اہمیت گریاں ہوئے اور آنحضرتؐ کی زندگی سے ناامید ہو گئے اُس حالت میں امیر المومنین رات دن آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر تھے اور الگ الگ نہیں ہوتے تھے سوائے ضروری کاموں کے۔

ابن بابویہ، شیخ مفید، شیخ طوسی، شیخ طبرسی، ابن شہر آشوب اور دوسرے محدثین نے بسندائے معتبر حضرت علیؓ، امام محمد باقرؑ، حضرت صادقؑ، اُم سلمہؓ اور عائشہؓ وغیرہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کے مرض کے آخری وقت امیر المومنینؑ کی ضرورت سے باہر تشریف لے گئے تھے تو حضرت نے فرمایا بلاؤ میرے مددگار میرے دوست اور میرے بھائی امیر المومنینؑ رات دن آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر تھے اور الگ الگ نہیں ہوتے تھے سوائے ضروری کاموں کے۔

وہ کہ روزِ آخرت اس شخص کو ملے گا جس نے اس کی بات مان لی

مسجد میں ادا فرمائی اُس وقت سیاہ کرتا پہنے ہوئے تھے۔ پھر خطبہ پڑھا اور لوگوں سے امر و نہی بیان فرمایا اور اُن کو موعظہ فرمایا اور آخرت یاد دلانی۔ پھر لوگوں کی تنبیہ کے لیے فرمایا کہ اے فاطمہ عمل کرو اور خدا کی عبادت بجالاؤ کیونکہ عمل کے بغیر تم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ جب لوگوں نے یہ خطبہ سنا بہت خوش ہوئے اور آنحضرت کی زیارت سے مسرور ہوئے اور حضرت کی پیویاں بھی بہت خوش ہوئیں کہ آنحضرت کو شفا ہوگئی۔ پھر اپنے بالوں کو سنوارا اور آنکھوں میں سرمہ لگایا، لیکن اُسی روز حضرت دُنیائے رخصت ہو گئے۔ راوی نے پوچھا کس وقت حضرت نے امیر المومنین کو ہزار بابِ علم کے تعلیم فرمائے حضرت نے فرمایا کہ اس دن سے پہلے۔

شیخ مفید نے بسند معتبر عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ علی بن ابی طالب، عباسؓ اور فضل بن عباسؓ اُس بیماری کے زمانہ میں جس میں حضرت نے وفات پائی آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ انصار کے مرد اور عورتیں مسجد میں حاضر ہیں اور آپ کے لیے رو رہے ہیں۔ حضرت نے پوچھا کیوں روتے ہیں؟ کہا اس لیے کہ ان کو خوف ہے کہ آپ اس مرض میں اُن سے جدا ہو جائیں گے۔ حضرت نے فرمایا میرا ہاتھ پر لکھو جو اللہ کرے۔ چادر اڑھٹے ہوئے تھے اور عصا بہ سر پر باندھے ہوئے تھے۔ اور میرے تشریف لے گئے۔ پھر خدا کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا لوگو! اپنے پیغمبر کے انتقال سے کیوں انکار کرتے ہو میں نے برابر اپنی اور خود تم لوگوں کی موت کی تہنیت کر دی ہے۔ اگر مجھ سے پہلے کوئی پیغمبر دُنیا میں ہمیشہ رہا ہوتا تو میں بھی رہتا۔ سوچو کہ میں دُنیا سے رخصت ہو رہا ہوں اور تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر اُس سے تشک کر دو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے اور وہ کتابِ خدا ہے جس کی صبح و تمام تلاوت کرتے ہو۔ لہذا دُنیا کی طرف رغبت مت کرو اور ایک دوسرے پر حسد مت کرو اور آپس میں دشمنی مت کرو۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ بھائی کے مانند رہو جیسا کہ خدا نے تم کو حکم دیا ہے۔ اور بیشک اپنے اہلیت کو یعنی اپنی عزت کو تمہارے درمیان چھوڑتا ہوں اور اُن کے بارے میں تم کو وصیت کرتا ہوں۔ اور انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ اُن کے حقوق کو اور ان کی کوششوں کو خدا و رسولؐ اور مومنین کے بارے میں چھو کر انہوں نے اپنے مکانات میں تم کو وسعت دی اپنے نصف مہوے تم کو دے دیتے اور اپنی ذات پر تم کو ترجیح دی ہر چند کہ خود صاحبِ احتیاج تھے۔ لہذا جو شخص مسلمانوں کا حاکم ہو اُس کو چاہیے کہ انصار کے نیک لوگوں کے ساتھ محبت و ہربانی سے پیش آئے اور اُن کے بُرے لوگوں کو معاف کر دے۔ غرض کنیز اتوری موقع تھا کہ آنحضرت منبر پر رونق افروز ہوئے یہاں تک کہ خدا سے ملاقات ہوئی۔

شیخ مفید نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا وقت آیا جبریلؑ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہ! آپ چاہتے ہیں کہ دُنیا میں واپس جائیں حضرت نے فرمایا نہیں۔ تبلیغ رسالت کے جو فرائض مجھ پر تھے میں بجالایا۔ جبریلؑ نے کہا کیا آپ نہیں چاہتے کہ دُنیا میں واپس جائیں؟ فرمایا نہیں بلکہ رفیقِ اعلا کو پسند کرتا ہوں یعنی انبیاء و اوصیا اور دوستانِ خدا کی موافقت چاہتا ہوں۔ پھر حضرت نے لوگوں کو نصیحت کی اور فرمایا ایتھا الناس میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا اور میری امت کے بعد کوئی سنت نہ ہوگی۔ لہذا میرے بعد جو شخص پیغمبر کا دعویٰ کرے یا میرے دین میں کوئی بدعت ایجاد کرے تو اُس کا دعویٰ اور اُس کی بدعت جہنم کی آگ میں ہے اور جو شخص ایسا دعویٰ کرے اُس کو قتل کرو اور جو شخص اُس کی پیروی کرے

بلوایا۔ جب وہ لوگ آئے اور حضرت نے اُن کو دیکھا تو اپنا سر اور منہ کپڑے سے لپیٹ لیا۔ دوسری روایت کے مطابق رُخ اُن کی طرف سے پھیر لیا تو وہ دونوں حضرات واپس چلے گئے تو حضرت نے سر اور پھر سے کپڑا ہٹایا۔ پھر فرمایا کہ میرے خلیل میرے حبیب اور میرے بھائی کو بلاؤ پھر اُن دونوں بیویوں نے اپنے اپنے پدر کو بلوایا۔ جب وہ آئے تو حضرت نے اپنا منہ اُن کی طرف سے پھیر لیا یا چھپا لیا تو اُن دونوں حضرات نے کہا ہم کو نہیں بلکہ علیؑ کو بلاتے ہیں تو جناب فاطمہؑ نے جناب امیر کو بلوایا۔ جب وہ تشریف لائے تو حضرت نے اُن کو اپنے سینے سے لپٹ لیا اور اپنا بدن اقدس اُن کے گوش مبارک سے ملا دیا اور اپنا کپڑا اُن کے چہرے پر اڑھا دیا اور بہت دیر تک راز کی باتیں کیں یہاں تک کہ پیسے کے قطرے دونوں بزرگواروں کے چہرہ اقدس سے ٹپکنے لگے۔ لوگ آنحضرت کے مکان کے پیچھے جمع تھے ابو بکرؓ و عمرؓ بھی دروازہ کے باہر کھڑے تھے۔ جب امیر المومنین باہر آئے تو ان لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا راز کی باتیں تھیں جو پیغمبرِ تم سے کر رہے تھے حضرت نے فرمایا علم کے ہزار باب حضرت نے مجھے تعلیم فرمائے کہ ہر باب سے ہزار ہزار باب خود بخود کھل گئے۔ دوسری روایت کے مطابق جناب حضرت آنحضرتؐ کی ملامت پر جو جو دستھے انہوں نے حضرت علیؑ سے پوچھا کہ کیا جناب سرورِ کائنات نے آپ کے راز بیان کیے ہیں امیر المومنین نے فرمایا ہاں علم کی ہزار قسمیں مجھے سکھائیں کہ ہر قسم سے ہزار ہزار قسمیں مجھ پر واضح و مشکف ہوئیں۔ جناب حضرت نے پوچھا کیا آپ سب علوم سمجھ گئے اور یاد کر لیتے؟ فرمایا ہاں۔ پوچھا وہ کلفت کیلئے جو ہر جان میں ہوتا ہے؟ حضرت نے فرمایا خداوندِ عالم فرماتا ہے: وَجَعَلْنَا آيَاتِنَا لِلَّذِينَ لَا يَشْكُرُونَ اَعْيُنًا وَمَجَعَلْنَا آيَاتِنَا لِلَّذِينَ يَشْكُرُونَ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱۲) جناب حضرت نے کہا اے علیؑ آپ نے ٹھیک یاد کیا ہے۔ اور عائشہؓ کی روایت میں یہ ہے کہ جب امیر المومنین آئے تو آنحضرتؐ نے اُن کو اپنے لحاف میں داخل کر لیا اور اُن سے راز کی باتیں کیں اور یہاں تک کہ حضرت کی روح مقدس نے جسم سے مفارقت کی اور حضرت کا ہاتھ امیر المومنین کے بدن پر تھا۔

ابن ابیہ نے بسند معتبر جناب امیرؑ سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا وقت آیا حضرت نے مجھے طلب فرمایا اور کہا اے علیؑ تم ہی میرے اہلیت پر اور میری امت پر میری حیات میں اور میری وفات کے بعد میرے وصی اور میرے خلیفہ ہو۔ تمہارا دوست میرا دوست ہے اور میرا دوست خدا کا دوست ہے اور تمہارا دشمن میرا دشمن ہے اور میرا دشمن خدا کا دشمن ہے۔ اے علیؑ میرے بعد جو شخص بھی تمہاری امامت کا منکر ہوگا ایسا ہے کہ اُس نے میری رسالت سے میری زندگی میں انکار کیا ہوگا کیونکہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ پھر مجھے اپنے نزدیک بلایا اور علم کے ہزار باب مجھ کو تعلیم کیے اور ہر باب سے ہزار ہزار باب خود بخود کھل گئے۔ دوسری روایت کے مطابق فرمایا کہ حلال و حرام اور جو کچھ اس قسم کی چیزیں قیامت تک ہوں گی ان کے ہزار باب مجھے تعلیم فرمائے کہ ہر ایک باب سے ہزار ہزار باب مجھ پر خود بخود مشکف ہو گئے۔ یہاں تک کہ میں نے لوگوں کی موت اور اُن پر نازل ہونے والی بلاؤں کو جان لیا اور حکم حق جو لوگوں کے درمیان کرنا چاہیے سمجھ لیا۔

صفار نے حضرت صادقؑ سے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ نے حالتِ علالت میں نمازِ صبح

آنحضرتؐ کا راز کی باتیں کرنا۔

آنحضرتؐ کا اپنے انبیاء و مومنین کو علم کی تعلیم دینا۔

آنحضرتؐ کا جناب میرا دل ان کے شعروں کے رستہ کا ہونے کی خوشخبری دینا۔

اسخضر کا جنازہ فاطمہ اور اہل بیت کو تمام مومنین کے لئے فرمایا۔

فرمان

64

Presented by: Rana Jabir Abbas

جناب سیدہ سے آخر وقت کا بلور پر از کچھ فرما جائیج معصومہ کا خوش فہم سرور ہونا۔

واضح ہو کہ علمائے خاصہ و عامہ کا اعتقاد یہ ہے کہ آنحضرتؐ کی وفات حسرت آیات سورہ شجرہ کہ "یا ایاہم" اور

ابن بابویہ نے حضرت امام محمد باقر سے بسند معتبر روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ روزِ دوشنبہ کو روزہ مت رکھو اور سفر مت کرو کیونکہ اسی روز آنحضرتؐ نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ اور اس بارے میں آئمہ طاہرین سے بہت سی حدیثیں منقول ہیں۔

شیخ طوسی وغیرہم نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ ان حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تم پر کوئی مصیبت پڑے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مصیبت کو یاد کرو کیونکہ ایسی مصیبت لوگوں پر نہ بھی پڑی ہے اور نہ کبھی پڑے گی۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یا علی جب تم پر کوئی مصیبت پڑے تو میری مصیبت یاد کرو کیونکہ میرے بعد زیادہ سخت مصیبت ہے۔

ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے جبریل امین بہشت سے چالیس درم کے وزن کے برابر کافور لائے حضرتؐ نے اُس کے تین حصے کیے۔ ایک حصہ اپنے واسطے رکھا ایک حصہ حضرت علیؑ کو دیا اور ایک حصہ جناب فاطمہؑ کو دیا۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر حضرت امیر المومنین سے روایت کی ہے کہ حضرتؐ فرماتے ہیں کہ میں آنحضرتؐ کی بیماری کے زمانہ میں ایک مرتبہ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ آرام فرما رہے ہیں اور آپؐ کا سر اقدس ایسے شخص کی گود میں ہے جس سے زیادہ خوبصورت میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ جب میں پہنچا تو اُس شخص نے کہا کہ لیجئے اپنے بھائی کا سر ایسی گود میں کہ اس کے آپؐ مجھ سے زیادہ مستحق ہیں۔ اور آنحضرتؐ کا سر میری گود میں دے دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آنحضرتؐ بیدار ہوئے تو فرمایا وہ صاحب کہاں گئے جو میرا سر اپنی گود میں لیے ہوئے تھے؟ میں نے جو کچھ گفتگو ہوئی تھی حضرتؐ سے بیان کی۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم نے ان کو پہچانا؟ میں نے عرض کیا نہیں یا حضرتؐ آپؐ پر میرے باپ ماں خدا ہوں حضرتؐ نے فرمایا وہ جبریل تھے جب میری تکلیف زیادہ بڑھی تو اگر مجھ سے باتیں کرنے لگے یہاں تک کہ میرے درد و تکلیف میں کمی ہوئی۔ میں ان کی باتوں میں مشغول تھا کہ سو گیا۔

ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے بیان کیا کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ آپؐ کی جب رحلت ہو جائے گی تو آپؐ کو غسل کون دے گا؟ فرمایا ہر پیغمبر کو اُس کا وصی غسل دے گا۔ میں نے پوچھا کہ آپؐ کا وصی کون ہے یا رسول اللہ۔ آپؐ نے فرمایا علی بن ابی طالب ہیں نے پوچھا وہ آپؐ کے بعد کتنے دنوں زندہ رہیں گے فرمایا تیس سال جیسا کہ یوشع بن نون جناب موسیٰؑ کے وصی ان کے بعد تیس سال زندہ رہے اور صفر و اختر شیعہ نے جو حضرت موسیٰؑ کی زوجہ تھی ان پر خروج کیا اور کہتی تھی کہ اے یوشع میں موسیٰؑ کی خلافت کی زیادہ مستحق ہوں۔ اور یوشع نے اُس سے جنگ کی اور اُس کے لشکر والوں کو قتل کیا اور اُس کو گرفتار کیا پھر اُس کا احترام کیا۔ بے شبہ دختر ابوبکرؓ کی طرح ہزاروں نامزدوں کو لے کر علیؑ پر خروج کرے گی اور علیؑ اُس کے لشکر کے لوگوں کو کثرت سے قتل کریں گے اور دختر ابوبکرؓ کو اسیر کریں گے پھر اُس کے ساتھ احسان کریں گے۔

کلینی؛ صفار؛ شیخ طوسی؛ ابن بابویہ و قطب راوندی اور دیگر محدثین نے بسند معتبر حضرت امیر المومنین، امام محمد باقر، امام جعفر صادق صلوات اللہ علیہم اجمعین سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے

اکثر علمائے شیعہ کا اعتقاد یہ ہے کہ حضرتؐ کی تاریخ وفات ماہ صفر کی (۲۸) اٹھائیس ہے۔ اور علمائے عام کی اکثریت نے بارگاہ ربيع الاول بیان کیا ہے۔ اور ہمارے علماء میں سے محمد بن یعقوب کلینی اس قول کے قائل ہوئے ہیں۔ لیکن پہلا قول زیادہ صبح اور زیادہ مشہور ہے۔ اور علمائے عامہ میں سے بعض نے یکم ماہ ربيع الاول اور بعض نے دوسری اور بعض نے اٹھارہویں اور بعض نے دسویں اور بعض نے آٹھویں بھی کہی ہے۔ اور اس میں اختلاف نہیں ہے کہ اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سن مبارک تریسٹھ سال تھا اور ہجرت کا دسواں سال تھا۔

کشف الغمہ میں حضرت امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے ہجرت کے دسویں سال وفات پائی اور آپؐ کی عمر شریف تریسٹھ سال تھی۔ چالیس سال مکہ میں گزرے تھے وہیں حضرتؐ پر وحی نازل ہونا شروع ہوئی پھر تیرہ سال وہیں اور گزرے۔ جب آپؐ مدینہ میں ہجرت کر کے آئے تو آپؐ کی عمر شریف تین سال بھی ہجرت کے بعد مدینہ میں دس سال زندہ رہے اور آپؐ کی وفات دوسری ماہ ربيع الاول روز دوشنبہ کو ہوئی۔

نیز کشف الغمہ میں روایت ہے کہ آنحضرتؐ کا سن مبارک تریسٹھ سال تھا۔ اپنے والد بزرگوار کے ساتھ دو سال چار مہینے گزارے اور جب حضرت عبدالطلبؑ کی وفات ہوئی تو آپؐ اٹھ برس کے تھے۔ ان کے بعد آپؐ کے چچا ابوطالبؑ نے آپؐ کی کفالت و حمایت فرمائی۔ بعضوں نے کہا ہے کہ جب آپؐ کے پدر بزرگوار نے رحلت کی تو آپؐ ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے۔ اور بعض کا قول ہے کہ آپؐ اپنے والد صاحب کی وفات کے

وقت سات ماہ کے تھے اور جب آپؐ چھ سال کے ہوئے تو آپؐ کی والدہ ماجدہ نے وفات پائی۔ اور جب آپؐ کے چچا حضرت ابوطالبؑ نے بارگاہ جنت کی جانب رحلت فرمائی آپؐ کی عمر چھیالیس سال اٹھ مہینے ہوئی۔ روز کی تھی اور تین روز بعد جناب خدیجہؑ نے رحلت فرمائی۔ لہذا اس سبب سے آنحضرتؐ نے اُس سال کا نام عام الحزن رکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعثت کے بعد مکہ میں تیرہ سال مقیم رہے۔ پھر تین روز یا چھ روز غار ثور میں قیام پذیر تھے۔ اُس کے بعد مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی اور گیارہ ماہ ربيع الاول روز دوشنبہ کو مدینہ میں داخل ہوئے اور دس سال مدینہ میں رہے۔ اور ہجرت کے دسویں سال اٹھائیس ماہ صفر کو رحلت خلاق عالم سے فائز ہوئے۔

قطب راوندی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ ایک روز ابوسفیان ملعون آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا یا رسول اللہ میں آپؐ سے کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کیا تو چاہتا ہے کہ میں تیرے سوال کرے سے پہلے تیرے سوال بتا دوں اُس نے کہا ہاں یا رسول اللہ۔ حضرتؐ نے فرمایا تو پوچھنا چاہتا ہے کہ میری عمر کتنی ہوگی کہا ہاں یا رسول اللہ حضرتؐ نے فرمایا میں تریسٹھ سال زندہ رہوں گا اُس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ نے سچ فرمایا۔ حضرتؐ نے فرمایا تو صرف زبان سے کہتا ہے دل میں یقین نہیں ہے۔

۱۰ مؤلف فرماتے ہیں کہ علمائے شیعہ میں سے کوئی اس قول کا قائل نہیں۔ شاید یہ بات

تقریباً پر محمول ہو۔ ۱۲

آنحضرتؐ کی زبانی ابوسفیان کی ممانعت کا بیان۔

آنحضرتؐ کی وفات اور تجزیہ و تکلیف کے ساتھ ساتھ وفات کی تاریخ

جناب علیؑ کی شہادت

نے فرمایا کہ اگر میں تم سے کہوں کہ واپس چلے جاؤ اور مجھے چھوڑ دو تو واپس چلے جاؤ گے؟ ملک الموت نے عرض کی ہاں مجھے خدا کا یہی حکم ہے کہ آپ کی اطاعت کروں آپ جو کچھ حکم دیں۔ جناب جبریل نے کہا اسے احمد بیشک خداوند عالم آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے۔ یہ سن کر حضرت نے فرمایا کہ اسے ملک الموت اس کام میں مشغول ہو جس پر مامور ہوئے ہو۔ اس وقت جبریل نے کہا میں پر یہ میرا آنا آخری ہے۔ یا رسول اللہ آپ دنیا میں میری حاجت تھے۔ مجھے آپ سے مطلب تھا پھر دنیا سے مجھے کیا تعلق۔ غرض جب آنحضرت کی روح مبارک نے آپ کے جسم اطہر سے مفارقت کی ایک شخص آیا اور ان لوگوں کو تعزیت دی۔ لوگ اس کی آواز سنتے تھے مگر اس کو نہیں دیکھتے تھے۔ اس شخص نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کل نفس ذائقة الموت ط وَاِنَّمَا تُؤَدُّونَ الْيُجُوزَ كَمَا يُؤَدُّنَ الْقَبِيلَةُ ط فَمَنْ دَخِرَ عَنْ النَّاسِ وَادْخَلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَاتَهَا ط وَمَا الْخَلِيقَةُ الذِّنْيَا اِلَّا هَتَاةٌ ط اَلْعَزِيزُ ذُو الْبَرَاءَةِ اَلْعَلِيِّ بِرَفْسِ كَيْسِ لَيْسَ مَوْتٌ كَامِرٌ هَبْ اَوْ اَمْرٌ اَكْبَرُ ط اَلْعَزِيزُ ذُو الْبَرَاءَةِ اَلْعَلِيِّ بِرَفْسِ كَيْسِ لَيْسَ مَوْتٌ كَامِرٌ هَبْ اَوْ اَمْرٌ اَكْبَرُ ط ہر ایک کے اعمال کا بدلہ روز قیامت پورا پورا دیا جائے گا تو جو شخص آتش دوزخ سے نجات پا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا تو وہ کامیاب ہوا اور دنیا کی زندگی تو بس فریب کا سرمایہ ہے۔ پھر اس شخص نے کہا کہ خدا کی رحمت ہر مصیبت میں مبر کرنے والوں کے لئے ہے اور خدا اس کے عوض میں جو کچھ ضائع ہو جائے اور خدا اس کا تدارک فرماتا ہے جو فوت ہو جاتی ہے۔ لہذا (اے اہلبیت رسول) خدا پر اعتماد رکھو اور اسی سے ہر خیر کی امید رکھو بیشک مصیبت یافتہ وہ ہے جو ثواب خدا سے محروم رہے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ سن کر جبریل امیر نے فرمایا کہ وہ حضرت خضرؑ تھے جو ہماری تعزیت کے لئے آئے تھے۔

میرزا ابوبکر نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوئے اور آنحضرتؐ کے اصحاب آپ کے گرد جمع ہوئے عمار یا سر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور ولے یا رسول اللہ آپ پر میرے باپ ماں خدا ہوں جب آپ عالم قدس کی طرف تشریف لے جائیں تو ہم میں کون آپ کو غسل دے گا آپ نے فرمایا کہ میرے غسل دینے والے علی بن ابی طالب ہیں کیونکہ وہ میرے جس عضو کو دھونا چاہیں گے فرشتے اس کے دھونے پر ان کی مدد کریں گے۔ پوچھا یا رسول اللہ آپ پر میرے باپ ماں خدا ہوں ہم میں کون آپ کی نماز پڑھائے گا حضرت نے فرمایا خاموش ہو جاؤ خدا تم پر رحمت نازل کرے پھر اسرار علی بن ابی طالب کی طرف کر کے فرمایا کہ اسے علیؑ کہیں کہ میری روح میرے جسم سے مفارقت کر چکی مجھے غسل دینا اور مجھی طرح غسل دینا۔ اور مجھے اپنی دونوں کمریوں کا کفن دینا جو میں پہنے ہوں یا مصری جامہ سفید یا بردی مانی کا کفن دینا۔ اور میرا کفن بہت قیمتی نہ ہو اور مجھے قبر کے کنارے تک اٹھا کر لے جانا اور وہاں مجھے چھوڑ کر الگ ہو جانا۔ تو سب سے پہلے جو مجھ پر نماز پڑھے گا وہ خداوند عالم ہو گا جو اپنے عظمت و جلال عرش سے مجھ پر صلوات بھیجے گا اس کے بعد جبریل و میکائیل اور اسرافیل اپنے لشکروں اور فرشتوں کی فوجوں کے ساتھ جن کی تعداد سولہ خداوند عالمین کے کوئی نہیں جانتا۔ مجھ پر نماز پڑھیں گے اس کے بعد وہ فرشتے جو عرش الہی کے گرد ہیں، اس کے بعد ہر آسمان کے فرشتے کیے اور دیکھے مجھ پر نماز پڑھیں گے۔ پھر میرے تمام اہلبیت اور میری بیویاں اپنے اپنے قرب و منزلت کے مطابق ایما کریں گے جو ایما کرنے کا حق ہے اور سلام کریں گے جو سلام کرنے کا حق ہے۔ اور ان کو چاہئے کہ نوحہ و فریاد بلند

امیر المؤمنین کو طلب کیا اور فرمایا کہ یا علیؑ جب میری وفات ہو جائے چاہ غصے سے چھ مشک پانی لا کر مجھے اتھی طرح غسل دینا پھر مجھے کفن پہنانا اور حوط کرنا اور جب فارغ ہونا میرے کفن کا گریبان پکڑ کر مجھے بٹھانا پھر مجھ سے جو چاہنا پوچھنا میں تم کو جواب دوں گا۔ جناب امیرؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا تو اس وقت بھی حضرت نے مجھے ہزار باب علم کے تعلیم فرمائے کہ ہر باب سے ہزار ہزار باب مجھ پر منکشف ہو گئے اور دوسری روایت میں جناب امیرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرتؐ سے سوالات کیے اور آنحضرتؐ نے مجھے قیامت تک درج ہونے والے حالات آگاہ فرمایا۔ لہذا لوگوں کا کوئی گروہ نہیں جن کے بارے میں مجھے نہیں معلوم کہ کون ان کو حق تک پہنچانے والا اور کون ان کا گمراہ کرنے والا ہے۔ دوسری روایت کے مطابق یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بولتے جاتے اور حضرت علیؑ کہتے جاتے تھے۔

شیخ طوسی نے بسند صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ یا علیؑ میری وفات کے بعد مجھے غسل دینا اس طرح کہ تمہارے سوا کوئی شخص میری شمرگاہ نہ دیکھے ورنہ اس کی آنکھیں اندھی ہو جائیں گی۔ یہ سن کر جناب امیرؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ تو آنا بزرگ ہیں مجھے غسل کے وقت ضرور کسی کی مدد کی ضرورت ہوگی۔ حضرت نے فرمایا جبریلؑ تمہارے ساتھ ہوں گے اور مجھے غسل دینے میں تمہاری مدد کریں گے۔ اور فضل بن عباسؓ سے کہنا کہ تمہارے ہاتھوں پر پانی ڈالیں اور اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لیں۔ اگر میری شمرگاہ پر ان کی نظر پڑے گی تو وہ اندھے ہو جائیں گے۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ قریش کے دو اشخاص امام زین العابدینؑ کے پاس آئے۔ حضرت نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے آگاہ کروں؟ ان دونوں صاحبان نے کہا ہاں۔ حضرت نے فرمایا کہ میرے پدربنے مجھے خبر دی ہے کہ آنحضرتؐ کی وفات سے تین روز پہلے جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ مجھے خداوند تعالیٰ نے آپ کی خدمت میں آپ کے احترام و اکرام کے لئے بھیج دیا ہے اور آپ سے آپ کی حالت دریافت کرتا ہے حالانکہ وہ خود بہتر جانتا ہے وہ فرماتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارا کیا حال ہے۔ حضرت نے فرمایا جبریلؑ میں اپنے تئیں یکتا اور شدت میں یاتا ہوں۔ جب تیسرا روز آیا تو پھر جبریلؑ ملک الموت کے ساتھ نازل ہوئے اور ان کے ساتھ ایک فرشتہ اور بھی تھا جس کا نام اسماعیلؑ ہے اور وہ ہوا پر ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ موکل ہے۔ جناب جبریلؑ ان سے پہلے آئے اور خدا کی جانب سے وہی پہلا پیغام دیا اور آنحضرتؐ نے وہی جواب دیا پھر جناب ملک الموت نے اجازت طلب کی کہ حضرت کے گھر میں داخل ہوں۔ جبریلؑ نے کہا یا رسول اللہ یہ ملک الموت ہیں آپسے گھر میں آنے کی اجازت طلب کرتے ہیں حالانکہ کسی سے گھر میں داخل ہونے کی آپسے پہلے اجازت طلب نہیں کی اور نہ آئندہ کسی سے آپ کے بعد اجازت طلب کریں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ ان کو داخل ہونے کی اجازت دے دو جبریلؑ نے ان کو اجازت دی اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب آکر ادب سے کھڑے ہو گئے اور عرض کی کہ اے محمدؐ خدا نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ میں آپ کے ہر حکم کی جواب فرمائیں اطاعت کروں۔ اگر آپ حکم کریں تو آپ کی روح نفیس کروں اور اگر واپس جانے کو ارشاد ہو تو واپس چلا جاؤں۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کر کے مجھے آزاد نہ پہنچائیں گے۔ اس کے بعد فرمایا اے بلالؓ لوگوں کو میرے پاس بلاؤ کہ مسجد میں جمع ہوں جب لوگ جمع ہو گئے تو آنحضرتؐ عمامہ سر پر باندھے ہوئے اور اپنی کمان پر سہارا کرتے ہوئے باہر تشریف لائے اور منبر پر گئے اور حمد و ثنائے الہی بجالائے اور فرمایا اے گروہ اصحاب میں تمہارے لئے کیسا پیغمبر تھا کیا میں تمہارے ساتھ رہ کر خود جہاد نہیں کیا۔ کیا میرے سامنے کے دانت تم نے شہید نہیں کیے کیا تم نے میری پستی کو خاک آلود نہیں کیا کیا میرے چہرے پر تم نے خون جاری نہیں کیا یہاں تک کہ میری ڈاڑھی خون سے رنگین ہو گئی۔ کیا میں نے تکلیفوں اور مصیبتوں کو اپنی قوم کے نادانوں سے برداشت نہیں کیا۔ کیا میں نے جھوک میں اپنی اُمت کے ایشارے لئے اپنے شکم پر پتھر نہیں باندھے۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہؐ کیوں نہیں۔ بیشک آپ خدا کی خوشنودی کے لئے صبر کرنے والے تھے اور بُرائیوں سے منع کرنے والے تھے۔ لہذا خدا آپ کو ہماری طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے؛ حضرت نے فرمایا خدا تم کو بھی جزائے خیر دے۔ پھر فرمایا کہ خدا نے (مجھے بتا دینے کا) حکم دیا ہے۔ اور قسم کھائی ہے کہ کوئی ظلم کرنے والا اُس کی گرفت سے بچ نہیں سکتا۔ لہذا تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں جس پر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کوئی ظلم ہو گیا ہو وہ (بلا تامل) اٹھے اور قصاص لے لے کہ وہ دنیا میں قصاص لے لیا میرے نزدیک جتنی کے قصاص سے زیادہ بہتر ہے جو فرشتوں اور انبیاء کے سامنے ہوگا۔ بیشک اگر آخر سے ایک شخص اٹھا جس کو اسود بن قیس کہتے تھے اور کہا میرے مال باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہؐ جس وقت آپ طائف سے واپس آ رہے تھے میں حضورؐ کے استقبال کے لئے گیا۔ اس وقت آپ اپنے ناقہ غصیا پر سوار تھے اور اپنا عصا بے مشق لئے ہوئے تھے۔ جب آپ نے اُس کو بلند کیا تاکہ اپنے ناقہ کو ماریں تو وہ میرے شکم پر لگ گیا تھا۔ مجھے نہیں معلوم کہ یہ آپ نے جان بوجھ کر مارا یا غلطی سے۔ حضرت نے فرمایا خدا کی پناہ کہ میں نے دانستہ مارا ہو۔ پھر بلالؓ سے فرمایا کہ جاؤ فاطمہؓ کے گھر اور میرا وہ عصا لے آؤ۔ بلالؓ مسجد سے نکلے اور گلیوں اور بازاروں میں آواز دیتے ہوئے چلے کہ اے لوگو تم میں کون ہے جو اپنے نفس کو قصاص دینے پر آمادہ کرے دیکھو محمدؐ (رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) روز قیامت سے پہلے اپنے تین قصاص دینے پر آمادہ ہیں؛ اور جناب سیدہؓ نے فرمایا اے بلالؓ یہ وقت تو عصا کام میں لانے کا نہیں ہے کس لئے وہ طلب فرما رہے ہیں۔ بلالؓ نے عرض کی آپ کو نہیں معلوم آپ کے پدر بزرگوار منبر پر تشریف فرما ہیں اور دینداروں اور دنیا والوں کو وداع فرما رہے ہیں۔ جب جناب مصومہؓ نے وداع کی بات سنی فریاد و زاری کی اور کہا ہائے رنج و ملال آپ کے لئے میرے پدر بزرگوار۔ آپ کے بعد فقر و مساکین غریب اور کمزور لوگ کس کی پناہ میں ہوں گے۔ عرض بلالؓ کو عصا دے دیا۔ وہ لے کر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے عصا لے کر فرمایا کہ وہ بوڑھا آدمی کہا گیا۔ اُس نے حاضر ہو کر عرض کی میں موجود ہوں یا رسول اللہؐ آپ پر میرے باپ ماں فدا ہوں حضرت نے فرمایا یہ عصا لو اور مجھ سے اپنا قصاص لے لو تاکہ مجھ سے راضی ہو جاؤ۔ اُس شخص نے کہا یا رسول اللہؐ اپنا شکم مبارک کھول لے جب آنحضرتؐ نے اپنے شکم اقدس سے کپڑا ہٹایا اُس نے کہا یا مولاؐ کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں اپنا دہن حضرت کے شکم سے مس کر دوں۔ حضرت نے اجازت دے دی تو اُس نے حضرت کے شکم مبارک کو بوسہ دیا اور کہا میں روزِ کبرِ آتشِ جہنم سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ رسول خداؐ کے شکم مبارک سے قصاص لوں حضرت

مجاہد کے راجع حضرت کا کسی غلط وارادہ یا کسی پر مجھ سے ظلم ہو گیا ہو تو وہ کسی دنیاوی قصاص سے لے اور اسود بن قیس کا اپنا قصاص طلب کرنا۔

نے فرمایا اے سوادہ قصاص لے لو یا معاف کر دو۔ سوادہ نے کہا میں نے معاف کر دیا یا رسول اللہؐ حضرت نے فرمایا خداوند تو بھی سوادہ بن قیس کو بخش دے جس طرح اُس نے تیرے پیغمبر سے درگزر کی۔ پھر حضرت منبر سے نیچے تشریف لائے اور خانہٴ ام سلمہ میں داخل ہوئے۔ فرماتے جاتے تھے کہ خداوند اُمت محمدؐ کو آتشِ جہنم سے محفوظ رکھ اور اُن پر حساب روز قیامت آسان فرما۔ جناب ام سلمہؓ نے عرض کی یا رسول اللہؐ آپ کیوں میں اور آپ کا رنگ مبارک کیوں تغیر ہے۔ حضرت نے فرمایا جبریلؑ نے مجھے اس وقت میری موت کی خبر دی ہے۔ تم پر سلامتی ہو دنیا میں کیونکہ آج کے بعد محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی آواز نہ سنو گی۔ جناب ام سلمہؓ نے جب یہ وحشت اثر خبر آنحضرتؐ سے سنی نالہ و فریاد کرنے لگیں کہ و احسن تاہ ایسا صدمہ مجھے پہنچا کہ ندامت و حسرت جس کا تدارک نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا اے ام سلمہؓ میرے دل کی محبوب اور میری آنکھوں کے نور فاطمہؓ کو بلاؤ یہ کہہ کر حضرت بے ہوش ہو گئے۔ غرض جناب فاطمہؓ زہرا سلام اللہ علیہا آئیں اور اپنے پدر بزرگوار کی یہ حالت دیکھی تو نالہ و فریاد کرنے لگیں اور کہا اے پدر بزرگوار میری جان آپ کی جان پر فدا ہواؤ میری صورت آپ کی صورت پر قربان ہو مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ سفرِ آخرت پر آمادہ ہیں اور موت کا لشکر ہر طرف سے آپ کو گھیرے ہوئے ہے کیا اپنی بیٹی سے کچھ بات نہ کیجیے گا اور اُس کے آتشِ حسرت کو اپنے بیان سے ساکن نہ فرمائیے گا۔ جب آنحضرتؐ کے کان میں لینے نورسین کی یہ آواز پہنچی اپنی آنکھیں کھول دیں اور فرمایا پارہٴ جگر میں بہت جلد تم سے جدا ہونے والا ہوں اور تم کو وداع کرتا ہوں؛ لہذا تم پر سلامتی ہو۔ جناب فاطمہؓ نے جب یہ خبر وحشت اثر حضرت سیدہ البشر سے سنی دلی پرورد سے ایک آہ کھینچی اور عرض کی اباجان میں سوئے قیامت آپ سے کہاں ملاقات کروں گی۔ حضرت نے فرمایا اُسی مقام پر جہاں مخلوقات عالم کا حساب کیا جائے گا۔ جناب فاطمہؓ نے عرض کی اگر وہاں آپ کو نہ پاؤں تو پھر آپ کو کہاں ڈھونڈوں فرمایا مقام محمدؐ میں جس کا خدا نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے جس جگہ میں اُمت کے گنگاروں کی شفاعت کر دوں گا۔ عرض کی اگر وہاں بھی آپ سے ملاقات نہ ہو تو کہاں تلاش کروں۔ فرمایا صراط کے نزدیک دیکھنا جبکہ میری اُمت اُس پر سے گذر رہی ہوگی اور میں کھڑا ہوں گبریلؑ میری داہنی جانب اور میکائیلؑ بائیں جانب اور خدا کے تمام فرشتے میرے آگے اودھتے چھ ہوں گے اور سب خدا کی بارگاہ میں تضرع و زاری کے ساتھ دعا کرتے ہوں گے کہ خداوند اُمت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو صراط پر سے سلامتی کے ساتھ گزار دے اور اُن پر حساب آسان فرما۔ پھر جناب سیدہؓ نے عرض کی میری مادر گرامی جناب خدیجہؓ کہاں ملیں گی۔ حضرت نے فرمایا بہشت کے اُس قصر میں جس کے گرد چار قصر ہوں گے۔ یہ فرما کر حضرت پھر بے ہوش ہو گئے اور عالمِ قدس کی جانب متوجہ ہوئے۔ اتنے میں بلالؓ نے اذان دی اور کہا اَلصَّلٰوۃُ رَحِمَکَ اللہُ حضرت کو ہوش آیا اور اُٹھ کر مسجد میں تشریف لائے اور مختصر نماز ادا کی۔ جب فارغ ہوئے جناب امیرؓ اور اسامہ بن زیدؓ کو بلا کر فرمایا کہ مجھے خانہٴ فاطمہؓ میں لے چلو۔ جب وہاں پہنچے تو اپنا سراقدس جناب سیدہؓ کی گود میں رکھ کر تکیہ فرمایا۔ امام حسنؓ و امام حسینؓ نے اپنے جد بزرگوار کا یہ حال دیکھا بے تاب ہو گئے اور آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش برسانے لگے اور فریاد کرنے لگے کہ ہماری جانیں آپ پر فدا ہوں۔ حضرت نے پوچھا یہ کون ہیں جو رو رہے ہیں۔ امیر المؤمنینؓ نے عرض کی یا رسول اللہؐ آپ کے فرزند حسنؓ و حسینؓ ہیں

آنحضرتؐ کی وفات کے وقت اہلسنت و جماعت کا مطالبہ

حضرت نے ان کو اپنے قریب بلایا اور ان کے گلے میں باہیں ڈال کر ان کو اپنے سینہ سے لپٹا لیا۔ چونکہ حضرت امام حسن بہت زیادہ بے قرار تھے، حضرت نے فرمایا اے حسن مت روؤ کیونکہ تمہارا رونا مجھ پر دشوار ہے اور میرے دل کو تکلیف پہنچاتا ہے۔ اسی اثناء میں ملک الموت نازل ہوئے اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا وعلیک السلام۔ اے ملک الموت تم سے میری ایک حاجت ہے۔ ملک الموت نے عرض کی حضور وہ کیا حاجت ہے فرمایا جب تک جبریل نہ آجائیں اور سلام نہ کر لیں اور میں ان کے سلام کا جواب نہ دے دوں اور میں ان کو دواغ نہ کر لوں، میری روح قبض نہ کرنا۔ یہ سنکر ملک الموت یا محمدؐ کہتے ہوئے باہر آگئے۔ اسی اثناء میں جبریلؑ ہوا میں ملک الموت کے پاس پہنچے اور پوچھا کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح قبض کر لی؟ کہا نہیں۔ حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ جب تک حضرت سے تمہاری ملاقات نہ ہو جائے اور وہ تم کو دواغ نہ کر لیں ان کی روح قبض نہ کروں۔ جبریلؑ نے کہا اے ملک الموت کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ آسمانوں کے دروازے مجھ کے لئے کھولے گئے ہیں اور بہشت کی حوروں نے اپنے کوا راستہ کیا ہے۔ پھر جبریلؑ آنحضرتؐ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا السلام علیک یا ابا القاسم۔ حضرت نے فرمایا وعلیک السلام جبریلؑ کیا ایسی حالت میں مجھے تنہا چھوڑ دو گے جبریلؑ نے کہا یا رسول اللہ آپ کی اجل قریب ہے اور ہر ایک کے لئے موت درپیش ہے اور نفس موت کا مزہ چکھے گا۔ حضرت نے فرمایا اے میرے حبیب میرے قریب آؤ۔ جبریلؑ حضرت کے نزدیک آئے اور ملک الموت نازل ہوئے۔ جبریلؑ نے کہا اے ملک الموت محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح قبض کرنے میں خدا کا فرمان پیش نظر رکھنا۔ پھر جبریلؑ آنحضرتؐ کی داہنی جانب اور میکائیلؑ بائیں جانب کھڑے ہوئے اور ملک الموت حضرت کے دوبرو روح قبض کرنے میں مشغول ہوئے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ اس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی بار فرمایا کہ میرے حبیب قلب کو بلاؤ۔ جب کوئی بلایا جاتا تو حضرت اس کی طرف سے منہ پھیر لیتے۔ تو جناب فاطمہؑ سے کہا گیا کہ ہمارا گمان ہے کہ حضرت جناب امیرؑ کو طلب فرما رہے ہیں۔ جناب فاطمہؑ امیر المؤمنینؑ کو بلا لائیں۔ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ امیر المؤمنینؑ پر پڑی شاد و مسرور ہو گئے اور کئی بار فرمایا اے علیؑ میرے پاس آؤ۔ اور ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سر پر لے بیٹھا یا پھر غشی طاری ہو گئی اسی اثناء میں حسینؑ علیہم السلام بھی آگئے۔ جب آنحضرتؐ کے جمال مبارک پر ان کی نگاہیں پڑیں بے چین ہو گئے اور واجدہؑ و امجادہؑ کہہ کر فریاد و زاری کرتے ہوئے آنحضرتؐ کے سینہ اقدس سے لپٹ گئے۔ حضرت علیؑ نے چاہا کہ ان کو علیحدہ کر دیں اسی اثناء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہوش آگیا اور فرمایا اے علیؑ ان کو چھوڑ دو تاکہ میں اپنے باغ کے ان دونوں پھولوں کو سونگھتا رہوں اور یہ میری خوشبو سے مسطر ہوتے رہیں۔ میں ان کو رخصت کر دوں اور یہ مجھے وداع کر لیں۔ بیشک یہ میرے بعد مظلوم ہوں گے اور زہر ستم اور ستم ظلم سے مارے جائیں گے۔ پھر تین مرتبہ فرمایا کہ خدا کی لعنت ہو اس پر جو ان پر ظلم و ستم کرے۔ پھر اٹھ بڑھا کر امیر المؤمنینؑ کو اپنے لحاف کے اندر گھینچ لیا اور اپنے منہ کو ان کے منہ پر رکھ دیا۔ اور دوسری روایت کے مطابق اپنا دامن اقدس ان کے کان سے ملا دیا اور بہت سی راز کی باتیں کیں اور اسرار الہی اور علوم لامتناہی آپ کو تعلیم فرمائے یہاں تک کہ آپ کا طائر روح آستیاہ عرش رحمت کی جانب پرواز کر گیا پھر امیر المؤمنینؑ

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لحاف سے باہر آئے اور فرمایا لوگو! تمہارے پیغمبر کے غم میں خداوند عالم تمہارا اجر زیادہ کرے کیونکہ حضرت رب العزت نے اس پر گزیدہ عالم کی روح اپنے پاس بلالی۔ یہ سننے ہی اہلیت رسالت میں گریہ و زاری اور نالہ و فریاد کا شور بلند ہوا اور مومنوں کا ایک مختصر گروہ جو خلافت کے غصب کرنے میں مشغول نہیں ہوا تھا ان اہلیت کے ساتھ تعزیت اور مصیبت میں شریک ہوا۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جناب امیرؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے کیا راز بیان کیے جبکہ آپ کو زیر لحاف داخل کر لیا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ ہزار باب علم کے تعلیم فرمائے تھے جن میں ہر باب سے ہزار ہزار باب خود بخود نمودار ہو گئے۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ حضرت امیر المؤمنینؑ نے فرمایا کہ سب سے پہلی بلا اور سب سے پہلا امتحان جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مجھ پر وارد ہوا یہ تھا کہ تمام مسلمانوں کے درمیان میرا مصیبت سے کوئی مونس و مددگار نہ تھا جس پر مجھے بھروسہ ہوتا اور اس سے مدد کی امید رکھتا۔ آنحضرتؐ نے بچپن میں میری پرورش کی اور جوانی میں مجھے پناہ دی اور یتیمی کا غم محسوس نہ ہونے دیا اور میرے اور میرے خیال کے اخراجات کے متکفل رہے اور مجھے طلب و تلاش روزی سے بے نیاز کر دیا اور میں آنحضرتؐ کی برکت سے ان کے حاصل کرنے میں کبھی محتاج نہ ہوا۔ اور ایسی ہی دنیاوی بہت سی نعمتیں تھیں جو حضرت کے طفیل میں مجھ کو حاصل ہوئیں۔ اور باوجود بہت زیادہ ہونے کے اس کے مقابلہ میں بہت کم تھیں جن کمالات انسانی کے عالی درجات میں ترقی دینے سے مجھے مخصوص فرمایا اور جن علوم ربانی اور قرب و وصال حضرت احدیت جل شانہ کے سلوک مراتب کی رہنمائی میں اور اقوال و افعال کے بہترین آداسے مجھے آراستہ کرنے میں ممتاز فرمایا۔ لہذا آنحضرتؐ کی وفات سے وہ الم و اندوہ مجھ پر نازل ہوئے جن کے بارے میں گمان کرتا ہوں کہ اگر پہاڑوں پر پڑتے تو ان میں برداشت کی طاقت نہ ہوتی۔ میں نے آنحضرتؐ کے غم میں مصیبت والوں کو مختلف حالات میں پایا۔ بعضوں کا جزع و فزع اس قدر سخت ہوا کہ مضبوط نہیں کر سکے اور ان مصیبتوں کی برداشت کی طاقت نہیں رکھتے تھے ان کی بے قراری کی شدت نے ان کے صبر کو زائل کر دیا تھا اور ان کی عقل کو خنثی کر ڈالا تھا اور وہ سمجھنے اور سمجھانے اور کہنے سننے سے عاجز ہو گئے تھے۔ یہی حال آنحضرتؐ کے اہلیت اور فرزند ان عبدالمطلب اوتام لوگوں کا تھا۔ بعض تعزیت دیتے اور صبر کی تلقین کرتے تھے اور بعض ان کے ساتھ گریہ و زاری میں ان کے شریک تھے غرض ایسی سخت مصیبت میں جو مجھ پر دفعہ پڑی تھی میں نے صبر اپنے لئے لازم قرار دیا اور خاموشی کو اختیار کیا اور آنحضرتؐ کی تجمیر و تکفین و غسل و سنوٹ اور حضرت پر نماز پڑھنے اور دفن کرنے اور کتاب خدا کے جمع کرنے میں جیسا کہ مجھے آنحضرتؐ نے حکم دیا تھا مشغول ہوا۔ اور مجھے ان ضروری امور کے انجام دینے میں بے قراری اور بے چینی اور آہ و نالہ مانع نہ ہوا یہاں تک کہ میں نے ان امور کے انجام دینے میں خداوند عالم کی جانب سے جو حق مجھ پر لازم تھا ادا کیا۔ اور ان غم و رنج اور درد و مصیبتوں کو میں نے صبر و شکیبائی اور خدا کی لاج و رحمت کی امید میں مٹا دیا۔

ابن شہر آشوب نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عرض وفات

میں ایک روز غشی طاری تھی۔ ناگاہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ جناب فاطمہ نے پوچھا کون ہے کہا میں ایک مرد غریب ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ سوال کرنے آیا ہوں۔ کیا آپ اجازت دیتی ہیں گھر میں آجاؤں؟ جناب فاطمہ نے فرمایا کہ خدا تجھ پر رحمت کرے تو واپس جا اور اپنا کام کر اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں مل سکتے یہ سن کر وہ ہلا گیا پھر تھوڑی دیر بعد واپس آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا کہا ایک غریب حاضر ہے۔ کیا اجازت ہے کہ رسول خدا کے پاس آئے۔ کیا آپ غریبوں کو اجازت دیتی ہیں؟ اسی اثنا میں آنحضرت کو ہوش آگیا۔ آپ نے اپنی مبارک آنکھیں کھولیں اور فرمایا اے فاطمہ تم جانتی ہو کہ یہ کون ہے؟ عرض کی نہیں یا رسول اللہ فرمایا یہ جماعتوں کو پرانگندہ کرنے والا اور لذتوں کو زائل کرنے والا ہے، یہ ملک الموت ہے اور مجھ سے پہلے کسی سے اس نے اجازت نہیں طلب کی ہے اور نہ آئندہ کسی سے اجازت طلب کرے گا یہ میرے احترام کو کرامت کے لئے جو مجھے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاصل ہے اجازت طلب کرتا ہے۔ اے فاطمہ اس کو اجازت دے دو کہ یہ اندر آئے۔ یہ سن کر جناب فاطمہ نے فرمایا کہ اندر آجاؤ خدا تم پر رحمت کرے غرض ملک الموت تیزنیم کے مانند گھر میں داخل ہوئے اور اہلبیت رسالت کو سلام کیا اور کہا اَکْتَزَامُ عَلَیْ اَھْلِ بَیْتِی وَرَسُوْلِی اللّٰہِ۔ اُس وقت پھر آنحضرت نے امیر المومنین کو دنیا میں اہل جور و جفا کے ظلم پر صبر کرنے اور جناب فاطمہ کی نگہداشت کرنے اور قرآن جمع کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرض ادا کرنے اور ان حضرت کو غسل دینے کی وصیت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ قبر کے گرد دیوار تعمیر کر دیں گے اور سن و حسین کی حفاظت کریں گے کشف الغمہ میں حضرت امام باقر سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت کی وفات کا وقت آیا ایک شخص نے اجازت طلب کی کہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو۔ امیر المومنین نے باہر جا کر پوچھا کہ کیا کام ہے اس نے کہا حضرت سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ جناب امیر نے فرمایا اس وقت حضرت سے ملاقات ہونا ممکن نہیں بتاؤ کیا کام ہے۔ اُس نے کہا ضروری کام ہے ضرور آنحضرت کے پاس جاؤں گا۔ امیر المومنین رسول اللہ کی خدمت میں آئے اور اُس شخص کے لئے اجازت طلب کی۔ حضرت نے فرمایا اُس سے کہہ دو کہ آجائے۔ وہ شخص آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر ہانے بیٹھ گیا اور کہا یا حضرت میں خدا کی جانب سے آپ کے پاس پیغام لے کر آیا ہوں۔ حضرت نے پوچھا تم کون ہو؟ عرض کی میں ملک الموت ہوں حضرت احیاء نے فرمایا ہے کہ آپ کو اختیار ہے آپ چاہیں اپنے پروردگار کی ملاقات پسند فرمائیں یا دنیا میں رہیں حضرت نے فرمایا مجھے ہمت دو اس قدر کہ جبریل آجائیں اور میں ان سے مشورہ کر لوں۔ اسی اثنا میں جبریل نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ آپ کے لئے دُنیا سے آخرت بہتر ہے۔ خداوند عالم آپ کو اپنا تقرب و کرامت و منزلت اور شفاعت اس قدر عطا فرمائے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔ بیشک آپ کے لئے بقائے حق تھا بقائے دُنیا سے بہتر ہے۔ یہ سن کر آپ نے ملک الموت سے فرمایا کہ خدا کی جانب سے جس کام پر مامور ہوئے ہو عمل میں لاؤ۔ جبریل نے کہا اے ملک الموت جلدی مت کہ جب تک میں اپنے پروردگار کے پاس جا کر واپس نہ آجاؤں۔ ملک الموت نے کہا حضرت کی جان اقدس اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ تاخیر مناسب نہیں جناب جبریل نے فرمایا کہ یہ میرا آنا زمین پر آخری ہو گا پھر مجھے زمین سے کیا کام ہے۔

ملک الموت کا جناب فاطمہ سے گھر میں آنے کی اجازت طلب کرنا۔

آخری وقت ملک الموت سے آنحضرت کی گفتگو۔

نیز قبلی نے روایت کی ہے کہ ابو بکر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ حضرت پر مرض کی شدت ہو چکی تھی اور پوچھا آپ کی موت کب واقع ہوگی؟ حضرت نے فرمایا قریب ہو چکی ہے پوچھا آپ کہاں واپس جائیں گے فرمایا سدرۃ المنتہیٰ اور جنت المآویٰ اور رفیق اعلیٰ کی طرف جہاں حق تعالیٰ کے تقرب کی شراب کے گھونٹ اور بہترین زندگی ہے۔ پوچھا آپ کو غسل کون دے گا فرمایا میرے اہلبیت میں سے جو سب سے زیادہ قریب ہے۔ پوچھا کس کپڑے کا آپ کو لکھن دیا جائے گا فرمایا کہ اسی لباس کا جو میں پہنے ہوئے ہوں یا یعنی حلوں کا یا مصری سفید کپڑے کا۔ پوچھا آپ پر نماز کیونکر پڑھی جائے گی یہ سن کر لوگوں میں شور مچا کہ یہ بلند ہوا کہ در دیوار لرزنے لگے۔ حضرت نے فرمایا صبر کرو خدا تم کو معاف کرے جب مجھے غسل دھن دے چکیں مجھے ایک تختے پر میری قبر کے کنارے لٹادیں اور تھوڑی دیر کے لئے ہٹ جائیں اور مجھے تنہا چھوڑ دیں تو سب سے پہلے جو مجھ پر نماز پڑھے گا وہ خداوند عالم، پھر فرشتوں کو اجازت دے گا کہ مجھ پر نماز پڑھیں تو سب سے پہلے جو نازل ہوگا وہ جبریل ہوں گے۔ پھر اسرافیل، پھر میکائیل، پھر ملک الموت پھر تمام فرشتوں کا لشکر نازل ہوگا کہ مجھ پر نماز پڑھے گا۔ پھر تمام لوگ قطار در قطار اس تمام پر آکر مجھ پر درود و سلام بھیجنا، اور فریاد و نالہ کر کے مجھے اذیت مت پہنچانا۔ اور سب سے پہلے جو مجھ پر نماز پڑھے میرے اہلبیت میں سے قریب تر لوگ ہوں اُس کے بعد میرے اہلبیت میں سے عورتیں اور لڑکے اس کے بعد دوسرے لوگ ابو بکر نے پوچھا آپ کی قبر میں کون داخل ہوگا۔ فرمایا میرے اہلبیت میں سے جو مجھ سے سب سے زیادہ نزدیک اور مقرب ہے یا چند فرشتے ہوں گے جن کو تم نہیں دیکھو گے۔ بس جاؤ اور جو کچھ میں نے بیان کیا ہے وہ سچ ہے کو بتا دو۔

نیز امیر المومنین سے روایت کی ہے کہ آنحضرت کی آخری مرض میں جبریل ہر روز اور ہر رات آیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے آپ پر سلامتی ہو آپ کا پروردگار آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ تم اپنا حال کیسا پاتے ہو حالانکہ وہ بہتر جانتا ہے لیکن چاہتا ہے کہ آپ کا آرام زیادہ کرے جس طرح آپ کو تمام مخلوق پر فضیلت دی ہے اور چاہتا ہے کہ بیماروں کی عیادت آپ کی امت میں سنت قرار پائے۔ اُس وقت اگر حضرت کو تکلیف ہوتی تو فرماتے کہ میں درد میں مبتلا ہوں۔ اور جبریل جواب میں کہتے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے نزدیک کوئی شخص آپ سے بڑھ کر بلند مرتبہ نہیں ہے اور اس وجہ سے آپ کو درد مختا ہے کہ آپ کی دعا کی آواز دوست رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ آخرت میں آپ کے درجات بلند فرمائے۔ اور اگر آنحضرت فرماتے کہ آرام سے ہوں جبریل کہتے تھے کہ خدا کا شکر کیجئے کیونکہ خداوند عالم شکر کرنے والوں کا شکر زیادہ پسند فرماتا ہے اور ان پر اپنی نعمتیں زیادہ کرتا ہے۔ جناب امیر فرماتے ہیں کہ جب جبریل نازل ہوتے تھے ان کے آنے کے آثار مجھ پر ظاہر ہو جاتے تھے کیونکہ سوائے میرے سب لوگ اُس گھر سے باہر چلے جاتے تھے۔ غرض آخری بار جبریل نے آنحضرت سے عرض کی یا رسول اللہ آپ کا پروردگار آپ کو سلام کہتا ہے اور آپ کا حال دریافت فرماتا ہے باوجود اس کے کہ خود بہتر جانتا ہے حضرت نے فرمایا کہ اپنے کو سفر آخرت پر آمادہ یا تا ہوں اور اپنے میں موت کے آثار دیکھ رہا ہوں۔ جبریل نے کہا یا رسول اللہ آپ کو خوشخبری ہو کہ خداوند عالم چاہتا ہے

جناب امیر کا آنحضرت سے آپ کی شکل و صورت اور نماز گزارنے کے بارے میں دریافت کرنا۔

کہ اس حال میں جو آپ کو لائق ہے آپ کے درجات بلند کرے باوجودیکہ آپ کے درجہ کے برابر کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت نے فرمایا اے جبریل ملک الموت اجازت لے کر میرے گھر میں داخل ہو چکے ہیں اور میں نے اُن سے ہمت لے لی ہے کہ تم آ جاؤ۔ جبریل نے کہا یا رسول اللہ عظیم کا پروردگار آپ کا مشتاق ہے اور ملک الموت نے سوائے آپ کے کسی سے اجازت نہیں طلب کی اور نہ آئندہ کسی سے طلب کریں گے۔ حضرت نے فرمایا اے جبریل میرے پاس سے مت جا و جب تک ملک الموت نہ واپس جائیں پھر حضرت نے اپنے فرزندوں اور عورتوں کو طلب فرمایا تاکہ اُن کو وداع کریں۔ اور جناب فاطمہ سے فرمایا کہ میرے نزدیک آؤ۔ اسے پارہ جگر۔ اور آنحضرت نے اُن کو اپنے سینے سے لٹایا اور پیار کیا اور کوئی راز اُن کے کان میں بیان فرمایا جب جناب فاطمہ نے سر اٹھایا، آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ تو حضرت نے دوبارہ اُن کو اپنے قریب بلایا اور اُن کے کان میں ایک راز پھر کھجس کو سنکر جناب فاطمہ نے سر اٹھایا اور ہنسنے لگیں۔ یہ دیکھ کر آنحضرت کی بیویوں نے تعجب کیا۔ جب اُن معصومہ سے دریافت کیا تو فرمایا کہ پہلی مرتبہ حضرت نے اپنی وفات کی خبر مجھ سے بیان کی اس سبب سے میں رونے لگی تھی؛ پھر دوسری مرتبہ حضرت نے فرمایا کہ پارہ جگر و موت کیونکہ میں نے خدا سے التجا کی ہے کہ میرے اہلبیت میں سے سب سے پہلے جو مجھ سے ملاقات کرے وہ تم ہو اور خدا نے میری دعا قبول فرمائی ہے اور میرے بعد تم دنیا میں زیادہ نہ رہو گی اس سبب سے میں خوش ہو گئی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن و حسین (علیہم السلام) کو طلب فرمایا اور اُن کو پیار کیا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے مفارقت کی حضرت کے سامنے پردہ ڈال دیا گیا۔ اور امیر المومنین پردہ کے سامنے بیٹھ گئے تھے اور انتہائی اندوہ و ملال کے سبب اپنے ہاتھوں کو اپنے چہرے کے نیچے رکھے ہوئے تھے جب ہوا چلتی تو وہ پردہ آنحضرت کے چہرہ مبارک سے مس ہو جاتا۔ صحابہ سے آنحضرت کا دروازہ لگا ہوا تھا اور مسجد بھری ہوئی تھی اور وہ نالود فریاد کر رہے تھے اور آنسو بہا رہے تھے اور خاک اپنے سروں پر اڑا رہے تھے۔ ناگاہ حضرت کے مکان سے ایک آواز بلند ہوئی کہ تمہارا پیغمبر ظاہر و باطن تھا اس کو غسل مت دو اور دفن کر دو۔ لیکن اس کا کہنے والا نظر نہیں آتا تھا۔ جناب امیر نے اس کی آواز سنی تو سمجھ گئے کہ وہ شیطان ہے اور لوگوں کے فتنہ میں پڑنے سے خوفزدہ ہو کر سر زانو سے اٹھایا اور فرمایا کہ اے دشمن خدا دور ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ حضرت کو غسل دوں، لیکن پہناؤں تب دفن کر دوں اور یہ سنت قیامت تک کے لیے تمام لوگوں کے واسطے جاری ہے۔ پھر دوسرے ندا کرنے والے نے آواز دی کہ اے علی بن ابی طالب اپنے پیغمبر کی شرمگاہ پوشیدہ رکھنا اور غسل کے وقت اُن کے تن اظہر سے پیراہن جدا نہ کرنا۔

شیخ مفید، سید رضی الدین اور دوسرے علماء نے بسند معتبر ابن عباسؓ وغیرہ سے روایت کی ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے دار بقا کی جانب رعت کی جناب امیر آنحضرت کو غسل دینے کے لیے آمادہ ہوئے جناب عباسؓ موجود تھے اور فضل بن عباسؓ حضرت کی مدد کر رہے تھے۔ غسل سے فارغ

ہو کر حضرت کو غسل دیا اور آنحضرت کے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹایا اور کہا کہ میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں آپ پاک و پاکیزہ اور بہتر تھے حیات میں اور مرنے کے بعد بھی۔ اور آپ کی وفات کی وجہ سے منقطع ہو گئے وہ برکات جو کسی پیغمبر کی وفات کے بعد منقطع نہیں ہوئے تھے، اور آسمانی وحیوں کا نازل ہونا بند ہو گیا آپ کی وفات کی مصیبت اس قدر عظیم اور سخت ہے جس سے دوسری مصیبتوں میں تسکین ہوتی ہے۔ اور آپ کی وفات کی مصیبت اور اندوہ و غم اس قدر عام ہے کہ تمام خلق آپ کی تعزیت میں صاحب مصیبت ہے۔ اور اگر آپ نے مجھے صبر کا حکم نہ دیا ہوتا اور گریہ و زاری سے منع نہ کیا ہوتا تو بے شک میں اپنے دماغ کا بھیجا آپ کی مصیبت میں آنسوؤں کی شکل میں بہا دیتا اور ہرگز آپ کے درد و غم کا علاج نہ کرتا اور دل سے آپ کی مفارقت کا زخم مندمل نہ ہونے دیتا، اور یہ سب آپ کی مصیبت کے مقابلہ میں بہت کم ہوتا۔ آپ کے غم و ملال کا علاج نہیں ہو سکتا۔ اور آپ کی مفارقت کا صدمہ زائل ہونے کے قابل نہیں ہے۔ آپ پر میرے باپ ماں فدا ہوں آپ اپنے بزرگوار کی بارگاہ میں مجھے یاد رکھیے گا اور ہم کو اپنے دل سے بھلا نہ دیجیے گا۔ یہ کہہ کر حضرت کی لاش پر گر پڑے حضرت کے چہرہ اقدس کو چومتے تھے اور سینہ پُر درد سے حسرت و اندوہ کے ساتھ آہ کھینچتے تھے۔ آخر حضرت کے چہرے کو ڈھانپ دیا۔

بصائر الدجیات میں روایت ہے کہ جس روز جناب امیر نے آنحضرت کو غسل دیا خداوند عالم نے اُن سے بطور راز کچھ الہام فرمایا۔ نیز بسند معتبر حضرت صادقؓ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت نے عالم بقا کی جانب رعت و رعت فرمائی جبریل و ملائکہ اور روحیں نازل ہوئیں جو شب قدر میں آنحضرت پر نازل ہو کر تھیں۔ اُس وقت خداوند عالم نے جناب امیر کی آنکھوں کو روشن و منور فرما دیا کہ وہ حضرت زمین سے آخری آسمان تک دیکھتے تھے اور وہ فرشتے اور روحیں آنحضرت کو غسل دینے اور نماز پڑھنے میں جناب امیر کی مدد کرتی تھیں۔ اور آنحضرت کی قبر شریف کھود کر تیار کی اور خدا کی قسم فرشتوں کے علاوہ کسی نے آنحضرت کی قبر نہیں کھودی۔ جب امیر المومنین نے آنحضرت کو قبر میں رکھا وہ بھی اُن جناب کے ساتھ قبر میں داخل ہوئے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرشتوں سے گفتگو کی اور خدا نے جناب امیر کے کانوں میں اُن کی گفتگو سننے کی قوت بخشی۔ آپ نے سنا کہ رسول خدا فرشتوں سے امیر المومنین کی سفارش کرتے ہیں تو حضرت گریاں ہوئے اور سنا کہ فرشتے جواب میں کہہ رہے ہیں کہ ہم اُن کی خدمت و اعانت اور مدد اور خیر خواہی میں کمی نہ کریں گے۔ وہی آپ کے بعد ہمارے امام و پیشوا ہیں اور ہم ہمیشہ اُن کے پاس آتے رہیں گے لیکن وہ آج کے بعد ہماری آواز سننے کے علاوہ ہم کو نہ دیکھیں گے۔ پھر جب جناب امیر نے عالم بقا کی جانب رعت فرمائی جبریل و ملائکہ اور فرشتے اور روحیں حسن و حسین پر نازل ہوئیں۔ اُس وقت اُن حضرات نے ملائکہ کو دیکھا اور وہ تمام انکوائے ہوئے جو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات میں واقع ہوئے تھے اور اُن حضرات نے دیکھا کہ فرشتے امیر المومنین کے گفن و دفن میں اُن کی مدد کر رہے ہیں۔ جب امام حسنؓ نے رعت فرمائی امام حسینؓ نے جبریلؑ فرشتوں اور روحوں اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین کو دیکھا کہ تشریف لائے ہیں اور امام حسنؓ کے غسل و دفن میں امام حسینؓ کی موافقت فرما رہے ہیں اور جب امام حسینؓ شہید ہوئے جناب

نیل نے کہ بعد جناب امیر کا آنحضرت کی لاش سے اپنا درد و غم بیان کیا۔

جناب امیر کی دعا اور انکوائے ہوئے میں فرشتوں کا نازل ہونا مدد کرنا۔

بعد وفات آنحضرت شیطان کا نذرناک پیغمبر کے ہاتھ سے ان کو غسل لینے کی صورت میں۔

علی بن الحسین نے ان تمام حضرات کو دیکھا کہ آئے ہیں اور تمام امور میں مدد کر رہے ہیں جب امام زین العابدین نے رحلت کی امام محمد باقر نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امیر المومنین، امام حسن اور امام حسین کو دیکھا کہ مدد کر رہے تھے اور جبریل و میکائیل اور روحیں اور فرشتے ان حضرات کی اعانت کر رہے تھے۔ اور جب جناب امام محمد باقر کی وفات ہوئی میں نے دیکھا کہ رسول خدا، جناب امیر حسن و حسین اور امام زین العابدین مدد کر رہے تھے اور فرشتے روحوں کے ساتھ انی جناب کے غسل و دفن و نماز میں میری اعانت کر رہے تھے اور یہ حکم تمام ائمہ کے لیے جاری اور باقی ہے۔ لہ

کلینی اور شیخ طوسی وغیرہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا کو تین کپڑوں میں لکھن یا ایک سرخ چادر اور دو سفید یعنی کپڑوں کا۔ نیز بسند حسن حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ جناب امیر المومنین کی خدمت میں آئے اور کہا کہ لوگوں نے مشورہ کر لیا ہے کہ جناب رسول خدا کو بقیع میں دفن کریں گے اور ابوبکر امام بن کر نماز پڑھائیں گے۔ جب ان حضرت کو یہ معلوم ہوا کہ منافقین فساد پر آمادہ ہیں تو کھڑے باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ ایہا الناس بیشک رسول خدا اپنی حیات اور وفات کے بعد ہمارے امام اور پیشوا تھے حضرت نے خود فرمایا کہ میں اسی جگہ دفن ہوں گا جہاں میری روح قبض کی جائے گی۔ چونکہ غضب خلافت میں اپنا مطلب نکالنا چاہتے تھے اس لیے اس معاملہ میں لوگوں نے مضائقہ نہیں کیا اور کہا جو کچھ آپ جانتے ہیں کیجیے۔ غرض ان حضرت نے انکے کھڑے ہو کر امامت کی اور حضرت پر نماز پڑھائی۔ پھر صحابہ سے فرمایا تو دس دس افراد نے حضرت کے جنازے کی نماز پڑھی۔ پھر امیر المومنین نے ان کے درمیان کھڑے ہو کر اس آیت کی تلاوت کی: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يَخْلُقُوْنَ عَلٰی النَّبِيِّ طَيِّبًا يَّكْفِيْهِمُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلَوٰتُ عَلَیْهِ وَسَلَامٌ لِّمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ (آیت سورۃ احزاب ۵۶) یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی حضرت پر درود اور سلام بھیجتے رہو۔ پھر ان لوگوں نے یہ آیت پڑھی اور حضرت رسول خدا پر صلوات بھیجی اور باہر چلے گئے یہاں تک کہ اہل مدینہ اور مدینہ کے اطراف کے لوگوں نے صلوات بھیجی۔

شیخ طبری نے حضرت امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ دس دس افراد داخل ہوتے تھے اور آنحضرت پر بغیر امام کے نماز پڑھتے تھے۔ اسی طرح تمام دن و شب کا اور سہ شنبہ کی رات صبح تک اور سہ شنبہ کا تمام دن شام تک مدینہ اور اطراف مدینہ کے ہر خورد و بزرگ اور مردوں اور عورتوں نے آنحضرت پر نماز پڑھی۔

کلینی نے بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ ان حدیثوں سے جو گزریں کہ جبریل نے فرمایا کہ آئندہ زمین پر نازل نہ ہوں گا شاید یہ مراد ہو کہ میں وحی لے کر نازل نہ ہوں گا تا کہ یہ حدیثیں ان کے برعکس نہ ہوں اور یہ بھی احتمال ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد زمین پر نہ آئے ہوں اور ہوا پر یہ امور انجام دیئے ہوں۔ ۱۲ (واللہ تعالیٰ اعلم)

آنحضرت پر صحابہ کا نماز پڑھنا۔

رحلت فرمائی آپ پر تمام فرشتوں نے اور مہاجرین و انصار نے قطار در قطار نماز پڑھی۔ امیر المومنین فرماتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی صحت کی حالت میں فرماتے تھے کہ یہ آیت (اِنَّ اللّٰهَ وَكُلَّ مَلَائِكَةٍ) میری وفات کے بعد مجھ پر نماز پڑھنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

شیخ طوسی نے انہی حضرت سے بسند صحیح روایت کی ہے کہ جب امیر المومنین نے جناب رسول خدا کو غسل دیا تو کپڑا آنجناب کے روئے اقدس پر ڈال دیا اور گھر میں چھوڑ دیا۔ توجو گروہ بھی داخل ہوتا تھا وہ حضرت کے گرد کھڑا ہو کر آپ پر صلوات بھیجتا اور حضرت کے لیے دعا کرتا اور باہر آجاتا۔ جب سب فارغ ہو چکے تو امیر المومنین حضرت کی قبر مطہر میں اترے۔ اسی وقت بنی اخیلا میں سے ایک انصاری جس کو اس بن خوبی کہتے تھے اور وہ باہر سے دیکھ رہا تھا اس نے کہا یا علی! میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ ہمارا حق زائل نہ کیجیے اور ہماری خدمتیں فراموش نہ کیجیے اور ہم کو حضرت کی اس آخری خدمت کے شرف سے کچھ بہرہ مند فرمائیے۔ تو جناب امیر نے اس کو بھی قبر میں اتار لیا۔ وہ جنگ بدر میں موجود تھا۔ راوی نے پوچھا کہ آنحضرت کے جنازہ کو قبر کی کس طرف رکھا تھا فرمایا قبر کی بائیں کی جانب رکھا گیا اور وہیں سے قبر میں اتارا۔

کتاب احتجاج اور کتاب سلیم بن قیس ہلالی میں سلمان سے روایت کی ہے کہ جناب امیر نے جب آنحضرت کے غسل و کفن سے فارغ ہوئے تو مجھے اودھ، مقداد، جناب فاطمہ، حسن اور حسین کو گھر میں داخل کیا اور خود آگے کھڑے ہوئے اور ہم لوگوں نے آپ کے پیچھے صف باندھی اور آنحضرت پر نماز پڑھی۔ حضرت عائشہ اسی حجرہ میں تھیں مگر ان کو خبر نہ ہوئی اس لیے کہ جبریل نے ان کی آنکھوں کو بند کر رکھا تھا۔ پھر دس دس افراد ہمارے انصار داخل حجرہ ہوتے اور آنحضرت پر صلوات بھیجتے اور باہر چلے جاتے۔ اسی طرح تمام مہاجر و انصار (موجودہ) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اسی طرح پر صلوات بھیجی مگر آنحضرت پر نماز دی تھی جو پہلے پڑھی گئی۔

کتاب کنایۃ الاثر میں بسند معتبر عمار یا سر سے روایت ہے کہ جب آنحضرت کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے امیر المومنین کو طلب کیا اور ان سے بہت کچھ فرمایا جس میں سے یہ امر بھی تھا کہ اے علی تم میرے وصی ہو اور میرے وارث ہو۔ خدا نے تم کو میرا علم و فہم عطا فرمایا ہے جب میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا تو تمہارے ساتھ ایک جماعت اپنی دیرینہ عداوت کو جو اپنے سینوں میں پوشیدہ کیے ہوئے ہے ظاہر کرے گی اور تمہاری خلافت غضب کرے گی۔ یہ منکر جناب فاطمہ اور حسن و حسین علیہم السلام رونے لگے حضرت نے جناب فاطمہ سے فرمایا کہ اے بہترین زنان عالین کیوں روتی ہو عرض کی اے پدر بزرگوار ذرتی ہوں کہ آپ کے بعد ہمارے حقوق ضائع کیئے جائیں گے اور ہماری حرمت کی رعایت نہ کی جائے گی۔ حضرت نے فرمایا اے فاطمہ تم کو خوشخبری ہو کہ میرے طبیعت میں سے تم سب سے پہلی فرد ہوگی جو مجھ سے ملاقات کر دگی۔ روؤ مت اور رنجیدہ مت، ہو اس لیے کہ تم اہل بہشت کی عورتوں میں سب سے بہتر ہو اور تمہارے پدر بہترین پیغمبران ہیں اور تمہارے شوہر پیغمبروں کے وصیوں میں سب سے بہتر ہیں اور تمہارے دونوں فرزند جو اہل بہشت کے لوگوں میں سب سے بہتر ہیں اور حق تعالیٰ صلب حسین سے ذرا امام خلق فرمائے گا جو سب کے سب معصوم ہوں گے۔ اور اس

آنحضرت کو قبر میں آنا سے قبل ایک انصاری کی شہادت۔

ہمارے انصار اور حضرت پر صرف صلوات بھیجتا۔

آخری وقت آنحضرت کا جناب فاطمہ کو سکھانے والا تھا۔

کی جانب رحلت فرمائی میں نے اپنا ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک پر رکھا اُس کے بعد کی ہفتہ تک جب میں کھانا کھا یا دھو کر نہ تھی مجھے اپنے ہاتھ سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔

کلینی نے بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جس شب کو آنحضرتؐ ریاض جنت کی جانب تشریف لے گئے وہ رات آنحضرتؐ کے اہلبیت پر نہایت طویل گزری اور ان سب کی یہ حالت تھی کہ ان کو یہ نہیں سمجھ میں آتا تھا کہ وہ آسمان کے نیچے ہیں یا زمین کے اوپر ہیں۔ کیونکہ آنحضرتؐ خدا کی رضا مندی و خوشنودی کے لئے اپنی اور دوسروں سے دشمنی رکھتے تھے اور آپؐ نے ان میں سے بہتوں کو قتل کیا تھا لہذا حضرتؐ کے اہلبیت کا فروع اور منافقوں کے انتقام لینے سے خوفزدہ تھے۔ تو خدا نے اسی عالم میں ایک فرشتہ کو بھیجا اور دوسری روایت کے موجب جبریلؑ کو بھیجا کہ لوگ ان کو دیکھتے نہ تھے مگر ان کی آواز سنتے تھے کہ انہوں نے کہا اَللّٰمَّ عَلٰی اَهْلِ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ بیشک خدا کی جانب سے ثواب ہر مصیبت میں تسکین دینے والا ہے اور ہر مہلک سے نجات بخشنے والا اور ضائع شدہ کا تدارک کرنے والا ہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی: **كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَارْجِعْنَهَا أُحْيٰوْنَ كَمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ** مَنْ رُحِمَ عَنْ النَّارِ وَادْخَلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ نَازِلًا وَمَا الْحَيٰوةُ اِلَّا مَتَاعٌ الْعُرُوْرُ

آیت ۵۵ سورۃ آل عمران (پ) ہر نفس کے لئے موت کی پاشنی ہے اور قیامت کے روز تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ تم کو دیا جائے گا تو جو شخص جہنم سے بچ گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا تو وہ کامیاب ہوا اور دنیاوی زندگی تو بس دھوکا ہے پھر کہا کہ بیشک خدا نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور دوسروں پر فضیلت دی ہے اور گناہوں اور عیبوں سے پاک کیا ہے اور تم کو اپنے پیغمبرؐ کا اہلبیت بنایا ہے اور اپنا علم تم کو سپرد کیا ہے۔ اور اپنی کتاب تم کو دی ہے۔ اور تم کو اپنے علم کا صندوق قرار دیا ہے اور اپنی عزت کا عصا قرار دیا ہے اور تمہارے لئے اپنے لئے اور کی مثال دی ہے اور غلیبوں سے تم کو محفوظ و مصوم بنایا ہے اور مومن رکھا ہے تم کو فتنوں سے لہذا خدا کی خوشنودی کے لئے صبر کرو کیونکہ خداوند عالم تم سے اپنی رحمت الگ نہیں کرے گا اور اپنی نعمتیں تم سے زائل نہیں کرے گا کیونکہ تم ہی لوگ ہوا بل خدا اور اس نے اپنی نعمتیں مخلوق پر تمہارے ذریعہ سے پوری کی ہیں اور پراگندگیاں تمہارے سبب سے جمع کی ہیں اور کلمات متفق فرمائے ہیں۔ تم ہی لوگ خدا کے دوست ہو۔ جو شخص تمہاری محبت اختیار کرے گا وہ ناجی ہے اور جو شخص تمہارے حقوق غضب کرے گا اور تم پر ظالم کرے گا وہ ہلاک ہوگا اور جہنم میں جائے گا۔ خدا نے اپنی کتاب میں تمہاری محبت مومنین پر واجب کی ہے اور وہ تمہاری مدد کرنے پر ہر وقت قادر ہے جبکہ وہ چاہے گا اور مصلحت دیکھے گا۔ لہذا صبر کرو اور نیک انجام کے منتظر رہو بیشک ہر امر کی بازگشت خدا کی جانب ہے۔ یقیناً تمہارے پیغمبرؐ نے تم کو حق تعالیٰ کے سپرد کیا ہے اور اُس نے تم کو قبول کر لیا ہے اور زمین پر تم کو مومنین اور اپنے دوستوں کے حوالہ کر دیا ہے۔ لہذا جو شخص امانت الہی کو ادا کرے گا اور تمہاری محبت اپنے اوپر لازم سمجھے گا اور تمہاری عزت و حرمت کی رعایت کرے گا، خداوند عالم اس کی راسخ گوئی کا اچھا بدلہ اُس کو قیامت میں دے گا۔ تو خدا و رسولؐ کی سپرد کی ہوئی امانت تم ہی ہو۔ اور تمہاری محبت واجب ہے اور اطاعت فرض ہے۔ پیغمبرؐ خدا و دنیا سے نہیں گئے یہاں تک کہ

اُمت کا ہمدی ہم میں سے ہوگا۔ پھر علیؓ بن ابی طالبؓ سے خطاب فرمایا کہ یا علیؓ! سوئے تمہارے کوئی میرے غسل و کفن میں مشغول نہ ہو۔ حضرت علیؓ نے عرض کی یا رسول اللہؐ آپ کے غسل میں میری مدد کون کرے گا۔ فرمایا جبریلؑ مدد کریں گے فضل بن عباسؓ تمہارے ہاتھ پر پانی ڈالیں گے۔

فقہ الرضا میں مذکور ہے کہ جب امیر المومنین بن ابی طالبؓ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غسل سے فارغ ہوئے اپنی زبان مبارک سے آنحضرتؐ کی آنکھوں کے حلقوں میں جو پانی تھا صاف کیا اور کہا میرے باپ ماں آپؐ پر خدا ہوں یا رسول اللہؐ آپ اپنی حیات میں بھی پاک و پاکیزہ تھے اور وفات کے بعد بھی۔

کتاب الحج البلاغ میں مرقوم ہے کہ جناب سیدہ کی وفات کے بعد حضرت امیر المومنین نے جناب رسولؐ خدا سے خطاب کیا کہ یا رسول اللہؐ بے شک آپ کی مفارقت اور جدائی کی عظیم مصیبت کے سبب ہر مصیبت میرے لئے صبر کا باعث ہے کیونکہ میں نے آپ کو اپنے ہاتھوں سے لہذا میں رکھا اور آپ کی روح مقدس میرے سینہ اور گلے کے درمیان جہنم طہر سے باہر نکلی۔ دوسرے خطبہ میں فرمایا کہ جب رسولؐ خدا کی روح پاکیزہ قبض کی گئی تو حضرتؐ کا سر مبارک میرے سینہ پر تھا اور آپ کی جان میری ہتھیلی پر جاری ہوئی تو میں نے ان کو اپنے منہ پر مل لیا اور خود حضرتؐ کے غسل میں مشغول ہوا۔ فرشتے میرے مددگار تھے تمام مکان اور اُس کے چاروں طرف فرشتوں کی آواز سے بھرا ہوا تھا ایک گروہ اوپر جاتا تھا اور ایک زمین پر آتا تھا میں ان کی آوازیں سنتا تھا وہ آنحضرتؐ پر درود بھیج رہے تھے یہاں تک کہ میں نے آنحضرتؐ کے جسم مبارک کو مزارع کے اندر پوشیدہ کیا لہذا آنحضرتؐ کے لئے آپ کی حیات اور وفات کے بعد مجھ سے زیادہ کون سچی ہو سکتا ہے۔ کلینی نے بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ابو طلحہ انصاری نے آنحضرتؐ کی قبر کھودی تھی لے

کلینی نے بسند معتبر دیگر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ شتران آزاد کردہ رسول اللہؐ نے آنحضرتؐ کی قبر میں قیضہ رکھا تھا۔ اور بسند صحیح ابی حضرتؑ سے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے حضرتؐ کی قبر پر اینٹیں چھٹی تھیں (دراثر تعمیر کی تھی) اور دوسری معتبر سند سے ابی حضرتؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کی قبر مہر سُرُخ پتھر کے ٹکڑوں سے پاٹ دی۔ اور کلینی اور حمیری وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جناب رسالتؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ جب میری وفات ہو جائے تو مجھ کو اسی مقام پر مدفون کرنا اور میری قبر زمین سے چار انگلی اونچی کرنا اور پانی قبر پر بہا دینا۔ اور شیخ طوسی نے دوسری حدیث میں روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کی قبر اقدس کو ایک بالشت بلند کیا تھا۔ ۱۱

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ اُم سلمہؓ فرماتی ہیں کہ جب آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عالم بقا

لے مؤلف فرماتے ہیں کہ لوگوں کی نگاہوں میں بظاہر ابو طلحہؓ نے قبر کھودی ہوگی ورنہ درحقیقت فرشتوں نے قبر کھودی تھی جیسا کہ سابقہ حدیث میں گزرا اور یہی زیادہ قوی ہے تاکہ حدیث سابقہ کے خلاف نہ ہو۔ ۱۲
۱۱ مؤلف فرماتے ہیں کہ چار انگلی کی حدیثیں بہت ہیں۔ ممکن ہے پہلے چار انگلی بلندی رکھی گئی ہو اور کنکروں کو پائنے کے بعد ایک بالشت اونچی ہوئی ہو اور احتمال یہ ہے کہ یہ حدیث تفسیر پر محمول ہو۔ ۱۲

آنحضرتؐ کے غسل و کفن و تدفین کے مسائل سے آگاہی

بعد وفات آنحضرتؐ اہلبیت کی ہر حالت پر خدا کی جانب سے صلہ و تسکین

دین کو تمہارے لیے کامل کر دیا اور تمہارے لیے راہ نجات واضح کر دی اور کسی جاہل کے لیے کوئی محنت نہیں چھوڑی لہذا جو شخص نادان ہو یا نادانی کا اظہار کرے یا تمہارے حق کا انکار کرے یا فراموش کرے یا فراموشی ظاہر کرے تو اس کا حساب خدا پر ہے اور خدا تمہاری حالتیں پوری کرنے والا ہے۔ میں تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں تم پر سلامتی ہو۔ راوی نے اُن حضرت سے پوچھا کہ یہ تعزیت کس کی طرف سے تھی حضرت نے فرمایا خدا کی جانب ہے۔ معتبر حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرت شہادت کے رقبہ کے ساتھ دنیا سے تشریف لے گئے مصلیٰ صفار نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ روز خیر دست بزرگالہ میں حضرت کو زہر دیا گیا جب حضرت نے اُس میں سے ایک لقمہ تناول فرمایا وہ گوشت گویا ہوا اور کہا یا رسول اللہ مجھ میں زہر ملایا گیا ہے اسی لیے آنحضرت اپنے مرض موت میں فرمایا کرتے تھے کہ آج اُس لقمہ نے میری نپشت توڑ دی جس کو میں نے خیر میں کھایا تھا۔ اور کوئی پیغمبر اور وحی پیغمبر ایسا نہیں جو بغیر شہادت کے دنیا سے رخصت ہوا ہو۔ اور دوسری معتبر روایت میں فرمایا کہ زن یہودیہ نے حضرت کو کوسفند کے شانہ میں زہر ملا کر کھلایا تھا جب حضرت نے اُس میں سے کچھ تناول فرمایا تو اُس شانہ نے کہا کہ مجھ میں زہر ملایا گیا ہے۔ یہ سنکر حضرت نے اُس لقمہ کو پھینک دیا۔ اور ہمیشہ وہ زہر حضرت کے جسم اقدس میں اتر کر رہا یہاں تک کہ اُسی کے اترنے سے آپ کی وفات واقع ہوئی۔ اور عیاشی نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُن حضرت کو زہر سے شہید کیا۔ لہذا ہو سکتا ہے کہ دونوں زہر آپ کی شہادت کا باعث ہوا ہو۔ لہ

شیخ مفید، شیخ طوسی، شیخ طبری اور تمام محدثین خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت نے دنیا سے رحلت کی مہاجرین و انصار کے سربراہان و عمر و عبد الرحمن بن عوف وغیرہ آنحضرت کے اہلیت کو اُسی غم و مصیبت میں چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ میں چلے گئے اور خلافت حاصل کرنے کی کوشش میں مشغول ہو گئے نہ اہلیت کو تعزیت دی نہ تسلی و دلاسا دیا اور نہ آنحضرت کی تجنیز و تکفین کی جانب متوجہ ہوئے۔ اسی سبب سے اُن میں سے بہت لوگوں کو آنحضرت کی نماز جنازہ میں شریک ہونے کا شرف حاصل نہ ہوا جناب امیر نے بریدہ کو اُن لوگوں کے پاس بھیجا کہ حضرت کی نماز جنازہ میں حاضر ہوں مگر وہ لوگ نہ آئے جب تک کہ اپنی بیعت لوگوں سے

لے لیا گیا کہ اہلسنت کی سب سے معتبر کتاب معجم بخاری میں درج ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ مرض کی حالت میں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ میں دوا ڈالی آپ نے اشارہ سے فرمایا کہ میرے منہ میں دوا نہ ڈالو ہم سمجھے کہ مریضوں کو دوا نہ دینا ہے، اسی لیے حضور نے یہ فرمایا ہے جب آپ کو ہوش آیا تو فرمایا کیا میں نے تم کو منہ میں دوا ڈالنے سے منع نہیں کیا تھا۔ ہم نے عرض کیا کہ ہم یہ سمجھے کہ مریض دوا سے نفرت کرتا ہے۔ اسی طرح آپ نے بھی ممانعت فرمائی۔ فرمایا سوا عباس کے گھر میں ہر شخص کے منہ میں میرے سامنے دوا ڈالی جائے عباس کے منہ میں نہ ڈالی جائے کیونکہ وہ تمہارے پاس ہو رہے تھے۔ ترجمہ بخاری شریف جلد ۱۶، حدیث ۱۹۶۳، مطبوعہ حمید پریس دہلی ص ۱۸۹۔ لہذا یہ قیاس یقین کے درجہ تک پہنچتا ہے کہ آنحضرت کے آخری مرض میں آپ کو زہر ضرور دیا گیا جس سے آپ کی شہادت واقع ہوئی۔

آنحضرت کو زہری ہرگز نہ ملا جس سے آپ کی شہادت واقع ہوئی۔

علاقہ کے حالات کی بنا پر اس مسئلہ کے حوالہ سے غور جاری۔

لی۔ اور اس وقت فارغ ہوئے جب آنحضرت دفن کر دیئے گئے جب صبح ہوئی جناب فاطمہ نے فرمادیا کہ کیسی بد صبح ہوئی ہے کہ تیرا دن بہت ہی نحوس ہوگا۔ ابو بکر نے جب یہ سنا تو کہا تمہارا دن بدترین ایام ہے پھر وہ فرصت کو غنیمت سمجھ کر کہ امیر المؤمنین آنحضرت کے دفن و دفن میں مشغول ہیں اور بنی ہاشم حضرت کے غم میں گرفتار ہیں سقیفہ میں چلے گئے اور آپس میں اتفاق کیا کہ ابوبکر کو خلیفہ قرار دیں جیسا کہ آنحضرت کی زندگی میں ایسی ہی سفارش کی گئی تھی اور انصار میں سے لوگوں نے چاہا کہ سعد بن عبادہ کو خلافت کے لیے منتخب کریں۔ لیکن وہ مہاجرین کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے اس سبب سے مغلوب ہو گئے جب ابوبکر کی بیعت تمام ہو گئی تو ایک شخص امیر المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ وہ حضرت سلیمہ ہاتھ میں لیے ہوئے حضرت کی قبر مطہرہ درست کر رہے تھے اور کہا منا فقوں نے ابوبکر سے بیعت کر لی اس خوف سے کہ ایسا نہ ہو کہ آپ فارغ ہو جائیں گے تو آپ کا حق غضب نہ کر سکیں گے۔ جناب امیر نے یہ سنکر سلیمہ ہاتھ سے رکھ دیا اور یہ آیتیں پڑھیں: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْشَأَ لَنَا دَوْلَةً ۝ اَنْ یُّؤْتُوْا اَمَّا وَهَمَّ لَا یُفْعَلُوْنَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہُمْ فَلِیَکُفِّرْنَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَ لَیَعْلَمَنَّ الْکَاذِبِیْنَ ۝ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّئَاتِ اَنْ یَّسْتَفِیْظُوْا ۝ سَاءَ مَا یَحْكُمُوْنَ (آیت ۱۴) سورہ عنکبوت (پ) الحمد۔ کیا لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ وہ صرف اتنا کہہ دینے سے کہ ہم ایمان لائے چھوڑ دینے جائیں گے اور ان کا امتحان نہ لیا جائے گا حالانکہ اُن سے قبل جو لوگ تھے سب امتحان میں مبتلا کیئے جا چکے ہیں تو خدا تو یقیناً سچے اور جھوٹے لوگوں کو جانتا ہے۔ یا ان لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے جو بڑے اعمال بجا لاتے ہیں کہ ہماری گرفت سے بچ جائیں گے (اگر ایسا ہے تو) یہ لوگ کیا غلط خیال کیئے ہوئے ہیں) اس کا قصہ مفصل طور پر اس کے بعد دوسری جلد میں شاء اللہ بیان کیا جائے گا۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ لوگوں نے امام محمد تقی علیہ السلام کے پاس لکھ کر دریافت کیا کہ کیا امیر المؤمنین نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل میت دینے کے بعد خود بھی غسل میت کیا تھا یا نہیں۔ حضرت نے جواب میں لکھا کہ جناب رسول خدا ظاہر و مطہر تھے لیکن امیر المؤمنین نے غسل کیا تھا۔ اور یہ سنت جاری ہوئی کہ ہر میت کو قبل غسل میت اگس مس کریں تو غسل کریں۔

شیخ طوسی، شیخ طبری اور تمام محدثین خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے کہ روز شوری جبکہ امیر المؤمنین نے اہل شوری پر جہتیں تمام کیں تو فرمایا کہ کیا تم میں کوئی میرے علاوہ ہے جس نے رسول خدا کو غسل دیا ہو اُن فرشتوں کے ساتھ جو بہشت کی خوشبو میں اور پھول لے کر نازل ہوئے تھے۔ وہ آنحضرت کے جسم اقدس کو کھیرتے جاتے تھے اور میں اُن کی آوازیں سنتا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ آنحضرت کی شرمگاہ کو پوشیدہ رکھو تاکہ تم کو خدا پوشیدہ رکھے۔ سب نے کہا کوئی نہیں۔ پھر حضرت نے فرمایا کیا میرے سوا تمہارے درمیان کوئی ہے جس نے آنحضرت کو اپنے ہاتھوں سے لٹھ پہنایا ہو اور دن کیا ہو۔ سب نے کہا نہیں۔ پھر فرمایا کیا تم میں کوئی میرے سوا ہے جس کی طرف خدا نے تعزیت بھیجی ہو جبکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحلت فرمائی تھی اور اظہار آنحضرت پر گریہ کر رہی تھیں ناگاہ میں نے گھر کے ایک گوشہ سے کسی کو جس کو میں نہیں دیکھ رہا تھا یہ کہتے ہوئے سنا

بک

میں سنت کا جنازہ

پیشکش: رانا جابر عباس

وہ حالات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کے بعد صریح مقدس کے نزدیک ظاہر ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس کے غریب و نادر کوائف

شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ جب لوگوں نے چاہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ کی عمارت تعمیر کریں حضرت کی قبر مطہر کے سرہانے اور پائینتی سے مشک کی خوشبو بولا ہر بیوی جس کو لوگوں نے کبھی نہیں سونگھا تھا۔

لیکنی نے بسند معتبر حضرت ثنی خطیب سے روایت کی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ میں تھا کہ آنحضرت کی مسجد کی چھت آپ کی قبر مقدس کے نزدیک خراب ہو گئی۔ مہار اور پر جاتے اور نیچے چلے آتے۔ میں نے اسمعیل بن عمار سے کہا کہ حضرت صادق سے دریافت کرے کہ ہم چھت کے اس مقام پر جاسکتے ہیں جس کے نیچے آنحضرت کی قبر شریف ہے اور دیکھیں۔ دوسرے روز اسمعیل نے آکر بیان کیا کہ حضرت صادق فرماتے ہیں کہ میں کسی شخص کے لئے پر پسند نہیں کرتا کہ آنحضرت کی قبر مطہر کے اوپر کی چھت پر جائے کیونکہ میں مسلمان نہیں ہوں کہ وہ کچھ ایسی حالت دیکھے جس سے نابینا ہو جائے یا یہ کہ دیکھے کہ آنحضرت کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں یا اپنی بعض طاہرہ بیویوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے گفتگو کر رہے ہیں۔

یزید بسند صحیح حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ اس میں معاویہ نے حج کا ارادہ کیا اور ایک تجارتی رشتہ دار کو لکھ لیا اور ازار کے ساتھ بھیجا اور مدینہ کے حاکم کو خط لکھا کہ رسول اللہ کے منبر کو توڑ کر اتنا بڑا منبر بنواؤ جس قدر لمبا چوڑا شام میں میرا منبر ہے۔ جب اس نے رسول اللہ کے منبر کو توڑنے کا ارادہ کیا تو آفتاب میں کہن لگ گیا اور شدید زلزلہ شروع ہوا جس سے وہ لوگ باز آئے۔ اور یہ صورت حال معاویہ کو لکھی اس نے جواب میں لکھا کہ میں نے جیسا لکھا ہے تجھ کو ضرور اس کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔ یہ خط پڑھ کر ان لوگوں نے پھر منبر رسول کو توڑ کر بڑا بنایا۔ صفار وغیرہم نے بسند ہائے صحیح و معتبر معصوم علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے فرماتے تھے کہ میری زندگی بھی تمہارے واسطے بہتر ہے اور میری وفات بھی صحابہ نے کہا یا رسول اللہ تو ہم جانتے ہیں کہ آپ کی حیات طیبہ ہمارے لئے بہتر ہے کیونکہ ہم نے آپ کے سبب مگر وہی سے ہدایت اور آتش جہنم سے نجات پائی، لیکن آپ کی موت ہمارے لئے کیسے بہتر ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ میرے مرنے کے بعد تمہارا اعمال میرے سامنے پیش کیے جائیں گے تو تمہارے نیک اعمال جو میرے پاس لائے جائیں گے ان کو

کہ السلام علیکم اہل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تمہارا پروردگار تم کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہر مصیبت کے عوض خدا کی رحمت اور ثواب الہی ہے جو تسلی دینے والا ہے تمام گزیرے ہوئے مصائب میں اور ہر ضائع شدہ شے کا تدارک کرنے والا ہے۔ لہذا خدا کی طرف سے تعزیت فرمانے پر صبر کرو اور سمجھ لو کہ ہر اہل زمین کو ایک وزموت آئے گی اور اہل آسمان سے بھی کوئی باقی نہیں رہے گا واللہ اعلم بالصواب ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس وقت مکان میں میرے فاطمہ، حسن اور حسین کے سوا کوئی نہ تھا اور جناب رسول خدا کی میت ہمارے درمیان رکھی ہوئی تھی اور کپڑا ان کے بدن اطہر پر پڑا ہوا تھا۔ لوگوں نے کہا کوئی نہیں پھر جناب امیر نے فرمایا کیا تمہارے درمیان میرے سوا کوئی ہے جس کو جناب رسول خدا نے بہشت کا کافور دیا ہو اور فرمایا ہو کہ اس کے تین حصے کر دو اور ایک حصہ سے مجھ کو محفوظ کرنا، ایک حصہ میری بیٹی فاطمہ کے لئے ہے اور ایک حصہ اپنے لئے رکھنا۔ لوگوں نے اقرار کیا کہ کوئی نہیں۔ پھر فرمایا کہ میں تم کو قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا تمہارے درمیان میرے سوا کوئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک مجھ سے زیادہ مقرب رہا ہو؟ لوگوں نے کہا نہیں۔ پھر فرمایا کہ میرے علاوہ تمہارے درمیان کوئی ہے جس کو رسول اللہ نے ہزار کلمے (علم کے) تعلیم کیے ہوں جن میں سے ہر کلمہ دوسرے ہزار کلموں کی نجی رہی ہو ان لوگوں نے کہا نہیں۔

لیکنی وغیرہم نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارخ جنت کی طرف رحلت فرمائی جناب فاطمہ پر آنحضرت کی رحلت اور منافقوں کے مظالم سے وہ کوہ مصیبت گرا جس کی تکلیف اور شدت خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس وقت خدا نے جناب جبریل کو ان کے پاس بھیجا تاکہ وہ ان معصومہ کے گفتگو کریں اور ان کو تسلی دلا سادیں۔ ہر روز جبریل آتے تھے اور آپ کی دلداری کرتے اور خدا کے نزدیک جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدارج اور تقرب کی خبر دیا کرتے تھے اور آنحضرت کے بعد ان کی ذریت طاہرہ پر دشمنوں سے جو مصیبتیں اور تکلیفیں پڑنے والی تھیں ان سے آگاہ کیا کرتے تھے اور جو جو سلطنتیں اور حکومتیں حتیٰ یا باطل ہونے والی تھیں۔ جب جناب فاطمہ نے یہ صورت مشاہدہ فرمائی امیر المومنین سے کہا کہ کوئی میرے پاس آتا ہے اور ایسی ایسی باتیں کرتا ہے حضرت علی نے فرمایا کہ جب وہ پھر تمہارے پاس آئے تو مجھے خبر دینا۔ پھر جب حضرت جبریل آتے تھے تو جناب فاطمہ امیر المومنین کو آگاہ کرتی تھیں۔ اور جو کچھ جناب جبریل بیان کرتے حضرت علی لکھتے جاتے تھے یہاں تک کہ ایک کتاب تیار ہو گئی وہی مصحف فاطمہ ہے۔ اس میں قیامت تک ہونے والے حالات ہیں اور وہ کتاب اب حضرت قائم کے پاس ہے۔ جناب صادق فرماتے ہیں کہ جناب رسول خدا کے بعد حضرت فاطمہ زہراؑ پچھتر روز غم دالم کی شدت میں زندہ رہیں یہاں تک کہ اپنے پدر بزرگوار کے پاس پہنچ گئیں صلوات اللہ علیہا وعلیٰ آبیہا وعلیٰ اولادہا الطاہرین ولعنۃ اللہ علیٰ اعدائہم اجمعین۔

jabir.abbas@yahoo.com

سوالک و جواب

سوالٹ رجلا۔
 نیز صفار وغیرہ نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ان حضرت نے فرمایا کہ تم لوگ رسول خدا کو
 کیوں آزار پہنچاتے ہو۔ لوگوں نے کہا ہم کس طرح آنحضرتؐ کو آزار دیتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا شاید تم کو
 نہیں معلوم کہ تمہارے اعمال حضرت کے سامنے پیش کیئے جاتے ہیں۔ جب تمہارا کوئی گناہ آنحضرتؐ دیکھتے ہیں
 تو رنجیدہ ہوتے ہیں۔

اور مجید ہوئے ہیں۔
 کلینی اور صفار اور دوسرے لوگوں نے بسندائے معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ شب
 جمعہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رُوح اور پیغمبران گزشتہ کی رُوحوں اور گزشتہ اوصیا کی
 رُوحوں کو اور امام زمانہ کی رُوح کو اجازت دی جاتی ہے اور یہ رُوحیں عرش پر لے جای جاتی ہیں اور وہ سات
 مرتبہ عرش کا طواف کرتی ہیں اور عرش کے ہر قائمہ پر دو دو رکعت نماز پڑھتی ہیں۔ جب صبح ہوتی ہے تو ان
 کا علم بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ اور دوسری معتبر روایت میں وارد ہوا ہے کہ جب حق تعالیٰ چاہتا ہے کہ
 حلال و حرام کے سوا امام زمانہ پر علم تازہ کا اضافہ فرمائے تو اس علم کو ایک ملک کے ذریعہ رسول خدا پر نازل فرماتا
 ہے۔ پھر حضرت اُس کو امیر المؤمنین کے پاس بھیجتے ہیں امیر المؤمنین اُس کو سُن کے پاس بھیجتے ہیں۔ پھر اسی
 طرح ہر امام اپنے بعد کے امام کے پاس بھیجتا ہے اور امام زمانہ تک منتهی ہوتا ہے۔ حمیری اور صفار نے بسند
 معتبر روایت کی ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے کل حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کو اسی مقام پر دیکھا اور حضور سے بے تکلیف ہوا۔

لو اسکی مقام پر دیکھا اور سمجھ کر میرا دل بے پروا ہو گیا۔
مؤلف فرماتے ہیں کہ ان احادیث کے معانی و مطالب کی تحقیق کتاب بحار الانوار میں بیان ہو چکی ہے اور انشاء اللہ ان حدیثوں کے بعض رموز و دقائق کتاب امامت میں واضح کئے جائیں گے۔ اور شیعوں کے لیے جو مطیع و متقاد ہیں اسی قدر کافی ہے کہ مجملہ ان خبروں پر ایمان لائیں اور اس کا حقیقی علم انہی پر چھوڑ دیں اور شکوک و شبہات اپنے نفس میں نہ آنے دیں کیونکہ شبہات شیطانی اور وساوس نفسانی میں کفر و الحاد کا خطرہ ہوتا ہے خاص کر ان لوگوں کے لیے جو ان کو حل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ اور میں اسی جگہ اس کتاب کو ختم کرتا ہوں اور برادران ایمانی سے التماس کرتا ہوں کہ لفظ ومعنی کی غلطی پر مجھ سے مواخذہ نہ فرمائیں اور اس عصیان کے طوفان میں غرق بندہ کو خداوند کریم کی رحمت اور مغفرت کی دعا سے محروم نہ رکھیں اور اس بے بضاعت کے حق کو فراموش نہ کریں کیونکہ مشاغل کی کثرت اور حالات کی ناسازگاری اور ملامت کرنے والوں کی زیادتی اور حق شناسوں کی کمی کے باوجود اہل بیت رسالت کے ارشادات جو تلوں سے لاگوں کی جلتہ التفاتی کے سبب متروک و پوشیدہ تھے بعضیوں کے لیے غائب ہو گئے اور ان کو اس کا اور الہامی اور الہامی کے لیے جو عربی زبان سے واقف نہ تھے ترجمہ کیا تاکہ پیشوایان دین اور قربان بارگاہ رب العالمین کے اغلال و اطوار اور علوم و اسرار پر مطلع ہوں۔ اور میں خداوند عالم سے اجر کا طالب ہوں اور حق نہ پہچاننے والوں کے ملامت کی پروا نہیں رکھتا۔ اور خدا ہی میرے لیے کافی ہے اور وہ بہترین کفالت کرنے والا ہے۔ اور یہ

کتاب ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۸۷ھ میں تمام ہوئی۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَدَلًا وَاٰخِرًا وَاٰخِرُ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ

دیکھ کر میں دُعا کروں گا کہ خدا تمہاری توفیق زیادہ کرے اور تمہارے بُرے اعمال جو میرے سامنے آئیں گے اُن کو دیکھ کر میں تمہارے واسطے خدا سے آمرزش طلب کروں گا۔ یہ شکر ایک منافق نے کہا یا رسول اللہ کس طرح آپ ہمارے لیے دُعا کریں گے جبکہ آپ کی ہڈیاں (معاذ اللہ گل مٹر کی) خاک ہو چکی ہوں گی۔ حضرت نے فرمایا ایسا نہیں ہے خدا نے ہمارے (یعنی میرے) اور میرے اہلبیت کا ظہور کے، اگوشت کو زمین پر حرام کر دیا ہے اور ہمارے اجسام زمین میں بوسیدہ اور خراب نہیں ہوتے۔

بسد ہائے معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ کوئی پیغمبر اور وحی پیغمبر زمین میں تین روز سے زیادہ نہیں رہتا۔ پھر اُس کا گوشت ہڈیاں اور رُوح اُٹھالی جاتی ہے اور لوگ (زیارت کو) اُس مقام (قبروں) پر جاتے ہیں جہاں اُن کے جسم سپرد خاک کیے جاتے ہیں۔ اور دُور و نزدیک سے سلام اُن کو پہنچتا ہے۔

پہنچا ہے۔ بسند ہائے معتبر بسیار اُنہی حضرت سے روایت ہے کہ جب ابوبکرؓ نے امیر المؤمنین کی خلافت منصب کی حضرت علیؓ نے ان سے کہا کہ کیا رسول خداؐ نے تم کو میری اطاعت کا حکم نہیں دیا تھا وہ بولے نہیں۔ اگر وہ حکم دیتے تو آپ کی اطاعت کرتا۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر اس وقت تم پیغمبر کو دیکھو اور وہ تم کو میری اطاعت کا حکم فرمائیں تو کیا میری اطاعت کرو گے وہ بولے ہاں کر دوں گا۔ حضرت نے فرمایا کہ میرے ساتھ مسجد قبلہ میں چلو۔ جب وہاں پہنچے تو حضرت ابوبکرؓ نے دیکھا کہ رسول اللہ کھڑے ہوئے نماز میں مشغول ہیں۔ جب آنحضرت فارغ ہوئے تو امیر المؤمنین نے کہا یا رسول اللہ ابوبکرؓ انکار کرتے ہیں کہ آپ نے ان کو میری اطاعت کا حکم دیا ہے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکرؓ سے فرمایا کہ میں نے تم کو بار بار حکم دیا ہے جاؤ اور ان کی اطاعت سے انحراف مت کرنا۔ ابوبکرؓ یہ حال دیکھ کر بہت دُور سے اور واپس آئے۔ راستہ میں حضرت عمرؓ سے ملاقات ہوئی۔ وہ بولے کیا ہوا؟ ابوبکرؓ نے کہا رسول اللہؐ نے مجھ سے ایسا فرمایا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا وہ امت ہلاک ہوئی۔

ہوئی۔ وہ کہے کیا اور باوجود اس کے کہ وہ جادو ہیں۔
 ہوئی جس نے تمہارے ایسے احمق کو ایسا حاکم بنایا ہے شاید تم کو نہیں معلوم یہ امور نبی باسقم کے جادو ہیں۔
 کتاب اختصاص اور بصائر الدرجات بلکہ تمام کتابوں میں بسند ہائے معتبر حضرت صادق سے روایت
 کی ہے کہ جب لوگوں نے ابوبکرؓ کی بیعت کے لئے جناب امیرؓ کا گہریاں پکڑا اور آپؐ کو مسجد کی جانب بھیج کر لائے
 تو حضرت علیؓ نے جناب رسولؐ خدا کی قبر مہر کے برابر کھڑے ہو کر کہا جو کچھ ہاروں نے موسیٰؑ کے جواب میں کہا تھا
 کہ یا بن امی ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلونی زب آیت سورۃ الاعراف یعنی اے میرے
 بھائی اور میری ماں کے فرزند بے شک مجھ کو میری قوم نے کمزور کر دیا اور نزدیک تھا کہ مجھ کو قتل کر دیں۔ اس
 وقت قبر جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک ہاتھ ابوبکرؓ کی طرف بڑھا جس کو سب لوگوں نے
 پہچانا کہ وہ حضرت رسولؐ ہی کا ہاتھ تھا اور ایک آواز آئی جس کو سب نے شناخت کیا کہ رسولؐ خدا ہی کی آواز
 تھی (یہ کہا کہ اَکْثَرْتُ بِالَّذِیْ خَلَقَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوَّاکَ رَجُلًا۔ کیا تو نے
 اُس سے انکار کیا جس نے تجھ کو مٹی سے پھر لطف سے پیدا کیا پھر تجھ کو ریح و سلام ہر دنیا یا۔ بروایت دیگر قبر اقدس سے
 ایک فتیٰ برآمد ہوئی جس پر لکھا اَکْثَرْتُ بِاَعْمُو بِالَّذِیْ خَلَقَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ

جناب میر کا البر کر کو آنحضرتؐ کو بعد و قاتل کھانا اور حضرتؐ کا ان کو ملاقات کا حکم دینا

مولانا حبیب الدین کوکری بہشت پر محبوب کرنا اور اچھڑک

jabir.abbas@yahoo.com

سَيِّدُ الْمُرْسَلِينَ وَ أَهْلَيْبَيْتِهِمُ الْمُعْصُومِينَ الطَّاهِرِينَ

المحدث والمنته کہ آج بتاریخ ۶ جمادی الثانی ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۶۹ء بروز جمعرات

اس کتاب "حیات القلوب" جلد دوم مؤلفہ علامہ سید محمد تقی صاحب علیہ الرحمہ مجلسی کا اردو ترجمہ خدا کی اعانت و توفیق سے پایہ تکمیل کو پہنچا۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ اس دینی خدمت کو میری نجات و بلندی درجات انوروی کا سبب قرار دے، اور مومنین کو اس کے مطالعہ سے مستفیض و مستفید ہونے کی توفیق کرامت فرمائے۔ آمین۔

عاصی سید بشارت حسین کاکل مرزا پوری ابن سید محمد حسین
عفوا لله ذنوبہما

ذخیرہ عملیات اردو ترجمہ جامع الدعوات

مترجمہ:- جناب الحاج علامہ سید
عبد الواسع صاحب رضوی مشہدی

کر بلائی۔ ایم۔ اے۔ مومنین کے لیے حد اسرار پر فارسی سے اردو ترجمہ کر کے کتاب پہلی بار پاکستان میں شائع ہوئی ہے جس میں واجب نمازوں کی تعقیبات، دعائے سحر مختصر، اعمال شب بسترے قدر، ماہ رمضان کی نادر دعا، زیارت وارث، زیارت تمام شہداء، نمازیں عید الفطر، عید الاضحی، دُعائے قربانی، صیغہ توبہ، دفن میت اور تلقین کے آداب، دفن کی رات کی نماز، نماز آیات، نماز مغفرت والدین، اصول دین واجب نمازیں، ایمان کن چیزوں سے ثابت ہوتا ہے، بیمار کے حالات جاننا، بارہ برجوں کا بیان، عورتوں اور عورتوں پر اس کے اثرات، تعبیر نامہ حضرت یوسفؑ، قوس و قزح کے احکام، حجامت کرنے کے احکام، محرم اور نوزد کے احکام، استخارہ امام رضاؑ، تسبیح کے ذریعہ سے استخارہ، دل کے مشورے سے استخارہ، برائے حضرت لقمان (طبی تیر بہدف نسخہ جات)، عورتوں کے حمل اور اس کی حفاظت کا بیان، جنات کو حاضر کرنے اور دفع کرنے کے عملیات، دعائے مر جانہ، دعائے ابی دجانہ، یسین مغربی، دعائے نادر علی کبیر، دُعائے طلب فرزند اور دیگر اس قسم کے متعدد عملیات درج ہیں۔ علامہ موصوف نے اس کا آسان اردو میں ترجمہ کر کے مذہب شیعہ کے لیے ایک بہت بڑی خدمت کی ہے۔ حجم ۳۴ صفحات، برآمد ۱۸x۲۳x۱ سم، آفست چھپائی ہوئی، مہینے کا پستہ۔

امامیہ کتب خانہ، مغل حویلی، اندرون موچی دروازہ حلقہ ۱ لاہور